عمران سیریز

ملٹی مشن

حصہ اول

مظہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

RAFREXO@HOTMAIL.COM

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''ملٹی مشن'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں ایکریمین اور اسرائیلی ایجنٹوں نے پاکیشیا میں مشنز پر کام کیا ہے۔ اس طرح ایک مشن کے اندر کئی مشن جمع ہو گئے اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بیک وقت دونوں ملکوں کے ایجنٹوں سے نمٹنا پڑا ہے۔ عام طور پر قارئین کو یہ شکایت رہتی ہے کہ ناول میں جسمانی فائٹس اور مقابلے پیش نہیں کئے جاتے لیکن ایسے مقابلے دراصل سچوئیشنز کی بناء پر ہی سامنے آتے ہیں اور اس ناول میں ایسی سچوئیشنز سامنے آ ہی گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صفدر، ٹائیگر اور بلیک زیرو تینوں کو علیحدہ علیحدہ اور اکیلے انتہائی خوفناک جسمانی فائٹس کرنا پڑیں۔ ایسی فائٹس جن کا نتیجہ زندگی یا موت میں سے کسی ایک صورت میں ہی برآمد ہو سکتا تھا اور پھر اس ناول میں مسلسل بدلتے ہوئے واقعات نے بھی اپنا بھرپور حصہ ڈالا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی آپ کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا لیکن ناول کے مطالعے سے پہلے اپنے چند خطوط، ای میلز اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

حضرو ضلع اٹک سے معاذ خان لکھتے ہیں۔ ''آپ کے ناول

''بلیو برڈ گروپ'' اور ''گروپ فائٹنگ'' بے حد پسند آئے ہیں۔ آپ اپنے ناولوں میں جدید ترین سائنسی ایجادات کا ذکر مختصر طور پر کرتے ہیں۔ مثلاً گروپ فائٹنگ میں ''سٹار بیم'' جیسی جدید ترین ایجاد کا ذکر آپ نے بے حد مختصر انداز میں کیا ہے۔ برائے کرم ایسی جدید ترین ایجادات کا اپنے ناولوں میں پوری تفصیل سے ذکر کیا کریں تاکہ ہمیں جدید ترین ایجادات سے کسی حد تک تو واقفیت ہو سکے''۔

محترم معاذ خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جدید ترین سائنسی ایجادات کے بارے میں جس حد تک ناول میں گنجائش ہو سکتی ہے لکھا جاتا ہے۔ مزید تفصیلات اس لئے نہیں لکھی جا سکتیں کہ اس طرح ناول کے ٹیمپو میں رکاوٹ اور جھول پیدا ہو سکتا ہے۔ اس بارے میں اگر آپ مزید تفصیلات پڑھنا چاہیں تو جدید ایجادات کے سلسلے میں اخبارات میں مضامین اور سائنسی رسالے شائع ہوتے رہتے ہیں۔ آپ ان کی مدد سے مزید تفصیلات حاصل کر سکتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

محترمہ عائشہ خواجہ نے بذریعہ ای میل رابطہ کیا ہے۔ ''لکھتی ہیں کہ میں بچپن سے آپ کی کتابیں پڑھتی چلی آ رہی ہوں اور اب میں خودمختار پروفیشنل ہوں لیکن اب بھی آپ کے ناولوں کی باقاعدہ قاری ہوں۔ اکثر میں عمرہ کرنے جاتی رہتی ہوں اور میں وہاں آپ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے لئے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے دعائیں مانگتی ہوں۔ میری دوست اس پر میرا مذاق اڑاتی ہیں کہ میں مصنوعی کرداروں کے بارے میں دعا مانگتی ہوں لیکن مجھے اپنی دوستوں سے اس بارے میں اختلاف ہے کیونکہ میں سچائی کے ساتھ یہ سمجھتی ہوں کہ اگر میں ان کرداروں کے لئے دعا مانگوں گی تو آپ ان کو بہتر انداز میں لکھ سکیں گے اور آپ کی کتابیں پڑھ کر مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ میری دعائیں رائیگاں نہیں گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میرا یہ اعتقاد کی حد تک خیال ہے کہ موجودہ دور میں آپ جیسے مصنفین کی زیادہ ضرورت ہے جو برائی کو نہ صرف کھل کر برائی کے طور پر بیان کرتے ہیں بلکہ ان سے مقابلہ کرنے اور ہر قسم کے حالات میں سچائی اختیار کرنے اور اس کی مدد سے اپنے کردار کو سچا اور کھرا بنانے میں مدد دیتے ہیں۔ آپ کے ناولوں میں عمران اور جولیا کے درمیان ہونے والی کشمکش ہم قارئین پر بے حد اثر ڈالتی ہے جس طرح عمران کا کردار لڑکوں کے لئے ماڈل کی حیثیت رکھتا ہے اسی طرح جولیا کا کردار ہم لڑکیوں کے لئے ماڈل ہے۔ میں نے بچپن سے جولیا کو پڑھنا شروع کیا ہے اور اب تک میں جولیا کو پڑھ رہی ہوں۔ اس دوران جو کچھ جولیا نے سیکھا ہے وہ میں نے بھی سیکھ لیا ہے لیکن جب جولیا کے ساتھ عمران ایسا سلوک کرتا ہے جس سے جولیا کا ذہن اور دل پراگندہ ہوتا ہے تو اس کے اثرات ہم لڑکیوں پر بھی یقیناً پڑتے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ عمران کا

کردار بے حد عظیم ہے اور وہ کردار کے لحاظ سے مثال ہے لیکن بعض اوقات عمران کا رویہ ایسا ہوتا ہے جو جولیا کے جذبات کو بے دردی سے کچل دیتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ جولیا بھی سمجھتی ہے کہ عمران ایسا مذاق میں کر رہا ہے لیکن دل تو پھر دل ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دشمن بم بھی مارے تو تکلیف نہیں ہوتی لیکن دوست پھول بھی مارے تو بے حد تکلیف ہوتی ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ جولیا کو سید چراغ شاہ صاحب سے ملوا دیں اور انہیں درخواست کریں کہ وہ جولیا کو اپنی بیٹی بنا لیں۔ مجھے یقین ہے کہ سید چراغ شاہ صاحب جیسے روحانی بزرگ کی بیٹی بن کر جولیا اپنے آپ کو بے حد مضبوط محسوس کرے گی اور یقیناً سید چراغ شاہ صاحب اسے جب عمران کے بارے میں بتائیں گے تو جولیا بھی عمران کے مذاق پر جذباتی طور پر درہم برہم نہیں ہوا کرے گی۔ میری ایک درخواست ہے کہ آپ جولیا پر ایک خاص نمبر لکھیں جس میں جولیا کی صلاحیتوں کو قارئین کے سامنے لائیں اور جولیا کو عمران کے مقابلے پر جذباتی طور پر مضبوط دکھائیں۔ امید ہے آپ ضرور میری درخواست قبول کریں گے“۔

محترمہ عائشہ خواجہ صاحبہ۔ ای میل سے رابطہ کرنے کا بے حد شکریہ۔ میں نے آپ کی ای میل کو تفصیل سے اس لئے لکھ دیا ہے کہ آپ نے بڑے خوبصورت انداز میں عمران اور جولیا کی جذباتی کشمکش کے بارے میں لکھا ہے۔ آپ کی یہ تجویز کہ جولیا کو جذباتی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

طور پر مضبوط بنانے کے لئے اس کی ملاقات سید چراغ شاہ صاحب سے کرا دی جائے تو ”جیوش پاور“ نامی ناول میں ایسا ہو چکا ہے اور واقعی سید چراغ شاہ صاحب نے بھی جولیا کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھنے میں دیر نہیں کی اور واقعی جولیا ان کی سرپرستی کی وجہ سے اپنے آپ کو زیادہ محفوظ اور مضبوط سمجھنے لگ گئی ہے۔ جہاں تک جولیا پر خاص نمبر لکھنے کی آپ کی فرمائش کا تعلق ہے تو انشاء اللہ میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد آپ کی فرمائش پوری کر سکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی بذریعہ ای میل رابطہ کرتی رہیں گی۔

”ڈیرہ غازی خان سے حافظ خرم شہزاد لکھتے ہیں۔ ”آپ کا ناول ”بلیک سکارب“ بے حد پسند آیا لیکن اس میں عبرینہ نے اپنے والد کے پیروں کو چھوا ہے جو کہ شرعی طور پر درست نہیں ہے۔ امید ہے آپ آئندہ احتیاط کریں گے۔ ایک اور بات ہم قارئین کو محسوس ہونے لگی ہے کہ آپ ٹائیگر کو عمران سے بھی آگے لے جاتے ہیں کہیں عمران کی سیٹ ٹائیگر تو نہیں لے رہا“۔

محترم حافظ خرم شہزاد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک عبرینہ کا جھک کر اپنے والد کے پیروں کو ہاتھ لگانے کی بات ہے تو ایسا صرف محبت کے سلوگن کے طور پر لکھا جاتا ہے تاکہ والد کی عظمت کو اجاگر کیا جا سکے۔ باقاعدہ پیروں کو ہاتھ نہیں لگایا جاتا۔ صرف اس انداز میں جھکا جاتا ہے

تاکہ والد بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے دعائیں دے سکے۔ بہرحال آپ کا شکریہ کہ آپ نے اس بارے میں لکھا۔ آئندہ مزید وضاحت سے لکھا جائے گا۔ جہاں تک ٹائیگر کے عمران سے آگے بڑھنے کا تعلق ہے تو ٹائیگر بہرحال عمران کا شاگرد ہے اور عمران جس کا استاد ہو وہ پیچھے کیسے رہ سکتا ہے۔ البتہ عمران سے آگے بڑھنے کے لئے تو ابھی ٹائیگر کو نجانے کتنے ہفت خواں عبور کرنے پڑیں گے لیکن کہا یہی جاتا ہے کہ ہونہار شاگرد اپنے استاد سے آگے بڑھ جاتا ہے اور استاد کو اس پر فخر ہوتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران نے کار اپنے فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گیراج میں بند کی اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچا تو فلیٹ کے بند دروازے پر تالا دیکھ کر اس کا خوشگوار موڈ چوپٹ ہو گیا۔

''اس وقت رات گئے یہ سلیمان کہاں جا سکتا ہے۔ اسے اب کوئی سبق دینا ہی پڑے گا''...... عمران نے منہ بنا کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مخصوص جگہ پر رکھی ہوئی چابی نکال کر تالا کھولا اور فلیٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ سٹنگ روم میں ہلکی پاور کی لائٹ جل رہی تھی۔ اس نے بڑی پاور کا بلب جلایا تو میز پر پیپر ویٹ کے نیچے موجود کاغذ دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے پیپر ویٹ ہٹا کر کاغذ اٹھا لیا۔ اس کی نظریں تیزی سے کاغذ پر درج عبارت پر دوڑ رہی تھیں۔ کاغذ پر سلیمان کی طرف سے تحریر تھا کہ گاؤں میں اس کی

بڑی بھاوج بیمار ہے اور گاؤں سے ایک آدمی خصوصی طور پر اسے بلانے آیا ہے اس لئے وہ گاؤں جا رہا ہے۔ جب بھاوج کی طبیعت ٹھیک ہو گی تو وہ واپس آ جائے گا۔

''بھاوج بیمار ہے اور بلایا سلیمان کو جا رہا ہے۔کیا سلیمان کوئی ڈاکٹر یا حکیم ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے یہ تو معلوم تھا کہ سلیمان کا بڑا بھائی طویل عرصہ پہلے وفات پا چکا ہے اور سلیمان کی بھاوج بیوہ ہے لیکن بہرحال خاندان میں اور لوگ بھی تھے پھر اس طرح سلیمان کو گاؤں سے خصوصی طور پر آدمی بھیج کر بلائے جانے کی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ سلیمان نے کاغذ کے آخر میں جانے کا وقت بھی لکھ دیا تھا اور اس وقت کے مطابق تو سلیمان کو اس وقت تک گاؤں پہنچ جانا چاہئے تھا۔ گاؤں میں چونکہ فون کا سلسلہ نہ تھا اور اس وقت رات گئے عمران کسی اور کو فون بھی نہ کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے ڈریسنگ روم کا رخ کیا تاکہ لباس تبدیل کر کے سو سکے۔ ابھی وہ لباس تبدیل کر ہی رہا تھا کہ اس کے کانوں میں فون کی گھنٹی کی آواز پڑی تو وہ تیزی سے چلتا ہوا ڈریسنگ روم سے نکل کر سٹنگ روم میں آ گیا۔فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ عمران کرسی پر بیٹھا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنی عادت کے مطابق باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کہا۔

''سلیمان بول رہا ہوں صاحب۔ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال سے''۔ دوسری طرف سے سلیمان کی پریشان سی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا ہوا ہے سلیمان تمہاری بھاوج کو''...... عمران نے پوچھا۔

''ان کی حالت بے حد خراب ہے۔ بڑی مشکل سے تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال لے آئے ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب چھٹی پر شہر گئے ہوئے ہیں۔ ایک ڈسپنسر اور ایک دائی عورت موجود ہے۔ یہاں ایسی سواری بھی نہیں ہے کہ جس پر بیمار کو شہر کے کسی بڑے ہسپتال لے جایا جائے۔ البتہ یہاں فون موجود ہے۔ میں کافی دیر سے وقفے وقفے سے آپ کو فون کر رہا ہوں۔ اب آپ سے رابطہ ہوا ہے''۔ سلیمان نے بڑے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''کہاں ہے یہ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال۔ تفصیل سے بتاؤ''۔ عمران نے کہا تو سلیمان نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

''تم کوٹھی فون کر دیتے۔ ڈیڈی کوئی بندوبست کر دیتے''۔ عمران نے کہا۔

''میں نے خود وہاں فون نہیں کیا ورنہ بڑی بیگم صاحبہ بے حد پریشان ہو جاتیں''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو بلیک زیرو کو فون کر دیتے۔ وہ کوئی بندوبست کر دیتا''۔ عمران نے کہا۔

''وہ ظاہر ہے سرسلطان کو کہتے اور مسئلہ طویل ہو جاتا۔ آپ بتائیں۔ آپ کیا کر سکتے ہیں فوری''...... سلیمان نے کہا۔

''میں ڈاکٹر صدیقی کو فون کر کے کہہ دیتا ہوں۔ وہ لیڈی ڈاکٹر، ڈاکٹر اور سپیشل ایمبولینس بھجوا دیں گے۔تم بے فکر رہو۔ ویسے اس تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کا فون نمبر بھی بتا دو تاکہ میں دوبارہ یہاں فون کرنا چاہوں تو کرسکوں''...... عمران نے کہا تو سلیمان نے نمبر بتا دیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ڈاکٹر صدیقی کا نمبر پریس کرنا شروع کر دیا۔ گو رات کافی گزر گئی تھی لیکن اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر صدیقی ابھی سوئے نہیں ہوں گے۔ اس نے ڈاکٹر صدیقی کی رہائش گاہ کا نمبر پریس کیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کا رابطہ ڈاکٹر صدیقی سے ہو گیا۔ عمران نے انہیں ساری صورت حال بتائی تو انہوں نے فوری طور پر ہسپتال سے ایمبولینس روانہ کرنے کا وعدہ کر لیا تو عمران نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے سلیمان کا بتایا ہوا نمبر پریس کر کے اسے بھی تسلی دے دی کہ ڈاکٹر صدیقی سے بات ہو گئی ہے اور وہ ایمبولینس بھیج رہے ہیں اور عمران نے اسے تاکید کی کہ جب ایمبولینس واپس سپیشل ہسپتال پہنچے تو وہ وہاں سے اسے فون کر کے بتا دے تاکہ عمران خود بھی ہسپتال پہنچ سکے اور جب سلیمان نے وعدہ کر لیا تو عمران نے اطمینان بھرے انداز میں ایک طویل سانس لیا اور فون کا مخصوص بٹن پریس کر کے وہ اٹھا اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس خصوصی بٹن کے پریس ہونے کے بعد اب فون کی گھنٹی صرف بیڈ روم میں موجود فون کی ہی بج سکتی تھی۔ اس نے بیڈ روم کا دروازہ بند کیا اور پھر نائٹ بلب جلا کر وہ بیڈ پر لیٹ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا ارادہ سونے کا نہ تھا بلکہ وہ صرف تھوڑی دیر کے لئے ریسٹ کرنا چاہتا تھا تاکہ جیسے ہی سلیمان سپیشل ہسپتال پہنچنے کی اطلاع دے تو وہ لباس تبدیل کر کے ہسپتال پہنچ جائے لیکن پھر نجانے کس وقت اسے نیند آ گئی اور پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو ایک لمحے کے لئے تو وہ یہی سمجھا کہ اسے نیند نہیں آئی لیکن جب سامنے دیوار پر موجود کلاک پر اس کی نظر پڑی تو وہ بے اختیار ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا کیونکہ یہ وہ وقت تھا جب وہ روزانہ اٹھتا تھا اور غسل وغیرہ کر کے نماز فجر پڑھنے مسجد میں جایا کرتا تھا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہوا۔ مجھے نیند آ گئی لیکن فون کی گھنٹی بھی تو نہیں بجی۔ اس کا کیا مطلب ہوا''...... عمران نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد اس کا رابطہ ڈاکٹر صدیقی کے آفس میں موجود سلیمان سے ہو گیا اور سلیمان نے اسے بتایا کہ وہ ایمبولینس میں یہاں پہنچ گئے تھے اور اس کی بھاوج کا فوری طور پر آپریشن کیا گیا جو کامیاب رہا اس لئے سلیمان نے خود ہی اسے فون نہ کیا تھا تاکہ عمران ڈسٹرب نہ

ہو۔ عمران نے ڈاکٹر صدیقی سے بھی بات کی اور جب اس کی تسلی ہو گئی تو اس نے رسیور رکھا اور واش روم میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد غسل کر کے لباس پہن کر وہ فلیٹ سے باہر آیا اور دروازے کو تالا لگا کر وہ سیڑھیاں اتر کر پیدل ہی مسجد کی طرف چل پڑا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد کچھ دیر تک لازماً قرآن مجید کی تلاوت کرتا تھا کیونکہ اس کی اماں بی نے اسے ہمیشہ یہی نصیحت کی تھی کہ وہ ہر صورت میں روزانہ قرآن مجید کی جس قدر بھی ہو سکے تلاوت ضرور کیا کرے۔ ان کا پختہ یقین تھا کہ ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی ہر وقت اور ہر لمحہ مدد حاصل رہتی ہے اور عمران طویل عرصہ سے ایسا کرتا چلا آ رہا تھا اور اسے بھی یقین تھا کہ اسے جو عزت اور کامیابیاں ملتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد سے ہی ملتی ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کے بعد وہ مسجد سے نکلا اور نزدیکی پارک کی طرف بڑھ گیا تاکہ وہاں جا کر ورزش کر سکے لیکن جیسے ہی وہ پارک کے گیٹ میں داخل ہوا وہاں موجود ایک ادھیڑ عمر آدمی نے پارک کے گارڈ کی طرف دیکھا اور گارڈ کے سر ہلانے پر وہ آدمی تیزی سے عمران کی طرف بڑھ گیا۔

''السلام علیکم''...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے قریب آ کر کہا تو عمران نے چونک کر اسے دیکھا اور سلام کا جواب دیا۔

''کیا آپ مجھے کچھ وقت عنایت کر سکتے ہیں''...... ادھیڑ عمر آدمی نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''آپ کچھ وقت کیوں لے رہے ہیں۔ بہت وقت لیں۔ میرے پاس وقت کی کوئی کمی نہیں ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں کچھ وقت خصوصی طور پر علیحدگی میں لینا چاہتا ہوں''۔ ادھیڑ عمر آدمی نے اسی طرح منت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر کوئی ایمرجنسی نہ ہو تو میں ورزش کا سیشن پورا کر لوں اور اگر ایمرجنسی ہے تو ابھی سائیڈ بنچ پر بیٹھ جاتے ہیں''...... عمران نے اسی لہجے میں کہا کیونکہ ادھیڑ عمر آدمی اپنے لباس اور انداز سے خاصا تعلیم یافتہ اور شریف گھرانے کا فرد دکھائی دے رہا تھا۔

''آپ اپنی ورزش مکمل کر لیں۔ میں یہیں آپ کا انتظار کروں گا کیونکہ بات کچھ طویل بھی ہو سکتی ہے''...... ادھیڑ عمر آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کا نام کیا ہے اور اپنا وہ مسئلہ بتا دیں ورنہ میں یکسوئی سے ورزش نہیں کر سکوں گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام فیروز الدین ہے اور صاحب میں ایک ہائی سکول سے ابھی حال ہی میں ریٹائر ہوا ہوں۔ یہاں سے کچھ فاصلے پر میں رہتا ہوں۔ مجھے سلیمان صاحب نے آج یہاں آپ سے ملنے کا کہا تھا اور خود بھی آنے کا کہا تھا لیکن وہ تو نہیں آ سکے اس لئے میں نے سیکورٹی گارڈ سے آپ کے بارے میں کنفرم کیا پھر آپ سے بات کی ہے۔ میرا مسئلہ آپ کے ڈیڈی کے آفس سے متعلق

ہے''...... فیروز الدین نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''ڈیڈی کے آفس سے متعلق۔ کیا مطلب۔ میں آپ کی بات سمجھا نہیں''......عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''آپ ورزش کر لیں پھر تفصیل سے بات ہو گی۔ آپ کی مہربانی کہ آپ میری بات اتنی توجہ سے سن رہے ہیں''۔ فیروز الدین نے کہا۔

''اوکے''......عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا کیونکہ اسے محسوس ہو گیا تھا کہ فیروز الدین صاحب کو جب تک کافی وقت نہ دیا جائے گا ان کی تسلی نہیں ہو گی اور وہ اس شریف آدمی کو مایوس نہیں کرنا چاہتا تھا اور نہ ہی اپنی ورزش ترک کر سکتا تھا اس لئے وہ آگے بڑھ گیا اور پھر جب اس نے اپنی ورزش مکمل کر لی تو وہ واپس گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اسے دور سے فیروز الدین گیٹ کے قریب کھڑے ہوئے نظر آئے۔

''آیئے فیروز الدین صاحب۔ اب آپ سے تفصیلی بات ہو جائے۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو میری وجہ سے اتنا انتظار کرنا پڑا ہے''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ آپ کی مہربانی ہے جناب کہ آپ اتنی توجہ دے رہے ہیں ورنہ آج کل تو لوگ سلام کا جواب دینا بھی اپنی توہین سمجھتے ہیں''...... فیروز الدین نے جواب دیا تو عمران سمجھ گیا کہ فیروز الدین خاصا پریشان ہے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''ہاں۔ اب تفصیل سے بتایئے کہ آپ کا مسئلہ کیا ہے''۔ عمران نے ایک بنچ پر انہیں بٹھانے کے بعد خود بھی ان کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میرے دو بیٹے ہیں۔ ایک بیٹا تو ایک موٹر ورکشاپ میں ملازم ہے جبکہ دوسرا بیٹا جس کا نام راشد فیروز ہے اس نے گریجویشن کرنے کے بعد سنٹرل انٹیلی جنس بیورو میں بطور اسسٹنٹ سب انسپکٹر ملازمت کر لی۔ وہ بے حد محنتی اور شریف لڑکا ہے۔ میں نے بھی اسے ہمیشہ یہی کہا ہے کہ وہ اپنے فرائض منصبی ایمانداری اور فرض شناسی سے ادا کیا کرے۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کرتا رہا۔ آج سے ایک ہفتے پہلے اس نے اسلحہ سمگل کرنے والے ایک گروپ کا کھوج لگایا اور اس کی رپورٹ اس نے اپنے انچارج انسپکٹر جن کا نام عنایت اللہ ہے، کو دے دی لیکن اس رپورٹ کے دو دن بعد اسے یک بینی دو گوش نوکری سے فارغ کر دیا گیا۔ اس پر الزام یہ لگایا گیا تھا کہ اس نے غلط رپورٹنگ کی ہے۔ اس نے سپرنٹنڈنٹ صاحب سے بات کی لیکن انہوں نے اسے جھڑک کر دفتر سے باہر نکال دیا۔ میں خود جا کر انسپکٹر عنایت اللہ سے ملا تو اس نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی کہ اس نے یہ رپورٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب کو بھجوا دی تھی۔ اس کے بعد کیا ہوا اس کا اسے علم نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس معاملے میں کوئی مداخلت کر سکتا ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ اسے بھی معطل کر دیا جائے۔ میں نے آپ کے ڈیڈی سے

ملاقات کی کوشش کی لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ پھر میں نے سپرنٹنڈنٹ صاحب سے ملاقات کی تو انہوں نے میری بات سنی اور پھر یہ کہہ کر مجھے واپس بھجوا دیا کہ چونکہ میرے بیٹے نے غلط رپورٹنگ کی ہے اس لئے وہ اس کے حق میں کچھ نہیں کر سکتے۔ اب مزید میں کیا کرسکتا تھا اس لئے خاموش ہو رہا۔ میرا بیٹا بھی بے حد پریشان ہے۔ پھر مجھے کسی نے سلیمان صاحب کے بارے میں بتایا۔ میں نے ان سے ملاقات کی تو انہوں نے ساری بات سن کر آپ کے بارے میں بتایا اور صبح یہاں آنے کو کہا۔ چنانچہ میں آج صبح یہاں آیا ہوں''...... فیروز الدین نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کا بیٹا اب کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ گھر پر ہے''...... فیروز الدین نے جواب دیا۔

''آپ نے میرا فلیٹ دیکھا ہوا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ سلیمان صاحب سے وہیں ملاقات ہوئی تھی''۔ فیروز الدین نے جواب دیا۔

''تو آپ اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر وہیں آ جائیں۔ میں آپ کے بیٹے سے ضروری باتیں معلوم کر لوں گا اور اس کے بعد اگر واقعی آپ کے بیٹے کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو انشاء اللہ اس کا ازالہ ہو جائے گا''...... عمران نے کہا تو فیروز الدین کا چہرہ بے اختیار چمک اٹھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''بہت بہت شکریہ عمران صاحب۔ آپ نے میرا حوصلہ بڑھا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے گا۔ میں بیٹے کو لے کر حاضر ہو جاؤں گا''...... فیروز الدین نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ عمران سے مصافحہ کر کے اور سلام کر کے اٹھا اور تیزی سے پارک کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تیز سرخ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے ایک ویران سی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ ایکریمیا کی ریاست المور کے ایک دور افتادہ ٹاؤن ساجوری کی طرف جانے والی سڑک تھی۔ ساجوری ٹاؤن زیادہ بڑا اور وسیع نہ تھا لیکن اس ٹاؤن کی پوری دنیا میں وجہ شہرت وہاں موجود قدیم ترین دور کی ایسی غاریں تھیں جن میں قدیم ترین دور کی تحریریں دیواروں پر نقش کی گئی تھیں۔ یہ تصویری تحریریں تھیں۔ اس میں چھوٹی چھوٹی تصویروں کی مدد سے لکھا گیا تھا اور ان تحریروں کو موجودہ دور کے ماہرین نے پڑھ بھی لیا تھا۔ یہ اس دور کے کسی بادشاہ کی فتوحات کی رپورٹ تھی جو اس نے کسی ساتھ والے قبیلے کے خلاف حاصل کی تھیں۔ پوری دنیا سے سیاح اس قدیم ترین تصویری تحریر کو دیکھنے آتے تھے اس لئے اس ٹاؤن میں سیاحوں کی سہولت کے لئے ہر وہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

چیز موجود تھی جو ایکریمیا کے کسی بڑے شہر میں ہوسکتی تھی۔ البتہ سال میں دو ماہ یہاں اس قدر سردی پڑتی تھی کہ سیاح اس دوران ادھر کا رخ ہی نہ کرتے تھے کیونکہ اس قدر شدید سردی میں چاہے کتنا ہی گرم لباس کیوں نہ پہن لیا جائے پھر بھی یہاں کے ہوٹلوں سے باہر نکلنا مسئلہ بن جاتا تھا اس لئے سوائے دلیر اور صحت مند سیاحوں کے ان دو ماہ میں عام سیاح ادھر کا رخ نہ کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ٹاؤن کو جانے والی یہ سڑک جو اس وقت خالی اور ویران نظر آ رہی تھی باقی دنوں میں رنگ برنگی کاروں سے ہر وقت بھری ہوئی نظر آتی تھی۔ کار میں ہیٹر جل رہا تھا مگر اس کے باوجود کار میں موجود مرد اور عورت دونوں نے بھاری گرم کوٹ اور لباس پہنے ہوئے تھے۔ گلے میں مفلر اور سر پر اونی ٹوپیاں پہنی ہوئی تھیں۔ ڈرائیونگ سیٹ پر لڑکی تھی جبکہ سائیڈ سیٹ پر مرد بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں کے ہاتھوں میں گرم اونی دستانے تھے۔

''اس قدر سردی میں باس کو میٹنگ کے لئے ساجوری ٹاؤن ہی کیوں سوجھا ہے۔ کسی اور جگہ پر میٹنگ نہ ہوسکتی تھی''......لڑکی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کم بولو جیکی۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے منہ کے اندر برف جم جائے اور پھر مجھے پھونکیں مار مار کر اسے پگھلانا پڑے''...... ساتھ بیٹھے ہوئے نوجوان مرد نے کہاتو جیکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''تمہاری یہی باتیں تو لطف دیتی ہیں برائڈ۔ لیکن جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو''...... جیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کوئی اہم معاملہ ہی ہو گا اس لئے باس نے یہاں میٹنگ کال کی ہے۔ ہم تو صرف اندازہ ہی لگا سکتے ہیں''...... برائڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جیکی نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے وہ اس کی بات سے متفق ہو گئی ہو۔

''سردی اتنی ہے برائڈ کہ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اگر میں کار کا انجن بند کر دوں تو ایک لمحے میں یہ برف کے تودے میں تبدیل ہو جائے گا''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جیکی نے کہا تو برائڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم بس عام سی کار میں بیٹھ کر ساجوری جا رہے ہیں۔ یہ خصوصی کار ہے۔ اس کے انجن میں علیحدہ ہیٹر لگے ہوئے ہیں ورنہ یہ ویسے ہی بند ہو جاتا''...... برائڈ نے کہا تو جیکی نے اس طرح آنکھیں پھاڑیں جیسے اسے بے پناہ حیرت ہو رہی ہو۔

''کیا تم درست کہہ رہے ہو یا اپنی عادت کے مطابق گپ لگا رہے ہو''...... جیکی نے کہا۔

''یہ کار ہیڈکوارٹر نے بھجوائی ہے۔ یہ میری نہیں ہے۔ واپسی پر یہ کار ہم سے لے لی جائے گی''...... برائڈ نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو کوئی اہم ترین معاملہ ہے جو ہیڈکوارٹر نے اس قسم

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے خاص انتظامات کئے ہیں''...... جیکی نے کہا تو برائڈ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے ساجوری ٹاؤن کی عمارتیں نظر آنا شروع ہو گئیں لیکن یہ منظر واضح نہ تھا۔ عجیب سی دھند میں ڈوبا ہوا تھا۔ ایسی دھند جو شفاف بھی نہیں تھی اور نہ ہی غیر واضح تھی بلکہ ان دونوں کیفیات کے بین بین نظر آتی تھی۔

''عجیب سردی ہے۔ نہ دھند ہے نہ برفباری ہے۔ نہ تیز ہوا چل رہی ہے اور اس کے باوجود اتنی خوفناک سردی ہے''...... جیکی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''تم پہلی بار یہاں سردیوں میں آ رہی ہو۔ میں اس سے پہلے کئی بار یہاں آ چکا ہوں اس لئے تمہیں یہ سب کچھ انتہائی پراسرار اور عجیب نظر آ رہا ہے۔ البتہ جلد ہی تم اس کی عادی ہو جاؤ گی''...... برائڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جیکی نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب کار ساجوری ٹاؤن میں داخل ہو گئی تھی لیکن وہاں اکا دکا کاریں نظر آ رہی تھیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہاں سب لوگ خاموشی کی چادر اوڑھے سو رہے ہوں۔ ہر طرف خاموشی ہی خاموشی تھی۔

''سیونتھ بلڈنگ میں جانا ہے نا''...... جیکی نے پوچھا۔

''ہاں''...... برائڈ نے جواب دیا اور پھر چند لمحوں بعد جیکی نے ایک دو منزلہ بلڈنگ کے کھلے کمپاؤنڈ گیٹ میں کار موڑ دی۔ اس دو منزلہ بلڈنگ کے اوپر سیونتھ بلڈنگ کا جہازی سائز کا بورڈ نصب

تھا۔ اس ٹاؤن میں نمبروں کے لحاظ سے بلڈنگز کے نام تھے۔ سامنے ایک برآمدہ تھا جو اندر دور تک چلا گیا تھا۔ جیکی کار اس برآمدے میں لے گئی۔ تھوڑا آگے جاتے ہی راستے میں موجود دھندلے شیشے کا بند دروازہ خودبخود متحرک ہو کر سائیڈوں میں غائب ہو گیا اور کار تیزی سے اسے کراس کر کے اندر ایک وسیع و عریض پورچ میں پہنچ گئی۔ یہاں کافی تعداد میں کاریں پہلے سے ہی موجود تھیں۔ ان کے عقب میں دھندلے شیشے کا دروازہ خودبخود بند ہو گیا تو جیکی نے کار ایک خالی جگہ پر پارک کر کے اس کا انجن بند کر دیا۔

''اب یہ گرم لباس اتار کر کار میں رکھ دو''...... برائڈ نے اپنا گرم لباس اتارتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد جیکی اور برائڈ دونوں جینز کی پتلونیں اور لیدر جیکٹس میں ملبوس نظر آ رہے تھے۔ گرم لباس انہوں نے سیٹوں پر ہی چھوڑ دیئے تھے۔ وہ دونوں کار سے باہر آئے تو اس جگہ کا موسم نارمل تھا۔ جیکی نے کار لاک کی اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ایک سائیڈ پر موجود لفٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ لفٹ میں داخل ہو کر برائڈ نے دوسری منزل کا بٹن پریس کر دیا اور لفٹ تیزی سے اوپر چڑھتی چلی گئی۔ دوسری منزل پر پہنچ کر لفٹ رکی تو لفٹ کا دروازہ خودبخود کھل گیا اور وہ دونوں باہر آ گئے۔ یہ ایک طویل راہداری تھی جو آخر میں ایک بند دروازے پر ختم ہو رہی تھی۔ برائڈ اور جیکی دونوں اس راہداری میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

چلتے ہوئے ایک کمرے کے دروازے کے سامنے رک گئے۔ دروازے پر پیتل کے موٹے موٹے حروف میں ایک سو بارہ لکھا ہوا تھا۔ سائیڈ دیوار پر پلیٹ تھی جس پر کرنل اسمتھ کا نام درج تھا۔ برائڈ نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... ایک بھاری اور رعب دار آواز سنائی دی۔

''ڈی الیون گروپ''...... برائڈ نے جواب دیا۔

''اوکے''...... اندر سے وہی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کٹک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا۔ برائڈ اور جیکی دونوں اندر داخل ہوئے اور پھر ایک چھوٹی سی راہداری میں گھوم کر وہ ایک اور کھلے دروازے سے اندر داخل ہوئے تو وہاں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور دوہرے جسم کا بارعب آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سر سے گنجا تھا۔ البتہ سائیڈوں اور عقبی طرف بالوں کی جھالریں سی لٹک رہی تھیں۔ چہرہ بڑا اور سپاٹ تھا۔ آنکھوں میں سختی اور تندی کا عنصر نمایاں تھا۔ ایسے جیسے اس کے چہرے پر عقاب کی آنکھیں لگا دی گئی ہوں۔

''بیٹھو''...... اس آدمی نے کہا تو برائڈ اور جیکی دونوں مؤدبانہ انداز میں میز کی دوسری طرف کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''کیا تم دونوں ایشیائی ممالک میں مشن مکمل کرنے کے لئے تیار ہو''...... اس آدمی نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... برائڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''راستے میں جیکی نے تم سے پوچھا تھا کہ اس میٹنگ کے لئے یہ انتہائی سرد علاقہ کیوں منتخب کیا گیا ہے تو اب میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ مشن ایشیا کے ایک چھوٹے سے ملک پاکیشیا میں ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس قدر تیز، خطرناک اور فعال ہے کہ اس کے ایجنٹ نہ صرف دنیا کے تقریباً ہر ملک میں موجود ہیں بلکہ ہر اہم ایجنسی میں بھی ان ایجنٹوں نے اپنے سب ایجنٹ رکھے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس سروس سے جو کچھ چھپایا جائے وہ انہیں آسانی سے معلوم ہو جاتا ہے۔ اگر ہماری یہ میٹنگ کسی عام علاقے میں ہوتی تو مجھے یقین ہے کہ تمہارے وہاں پہنچنے سے پہلے تمہارے اور مشن کے بارے میں معلومات وہاں پہنچ جاتیں اور پھر تم خود سوچ سکتے ہو کہ مشن کا کیا نتیجہ نکلتا اور یہ مشن اس قدر اہم ہے کہ اس میں ناکامی کا مطلب بہت بڑی ناکامی ہے اس لئے میں نے اس موسم میں ساجوری میں یہ میٹنگ کال کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس موسم میں یہاں ان کا کوئی ایجنٹ موجود نہیں ہو سکتا اس لئے یہ خصوصی میٹنگ یہاں کال کی گئی ہے''...... باس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں ہم نے بھی بہت کچھ سن رکھا ہے۔ ہمیں بھی اس سے ٹکرانے کا بے حد اشتیاق ہے اس لئے ہمیں خوشی ہے کہ آپ نے اس اہم مشن کے لئے ہمارا انتخاب کیا ہے''...... برائنڈ نے کہا۔ جیکی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''میں نے بہت سوچ سمجھ کر تمہارے گروپ کا انتخاب کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم ایکریمیا کے اس اہم ترین مشن میں کامیاب رہو گے''...... باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک فائل نکال کر اس نے برائنڈ کی طرف بڑھا دی۔

''اس فائل میں مشن کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں۔ انہیں اطمینان سے پڑھو۔ پھر آگے بات ہو گی''...... باس نے کہا تو برائنڈ نے اس کے ہاتھ سے فائل لے لی۔

''ساتھ والے کمرے میں جا کر بیٹھ جاؤ۔ وہاں شراب بھی موجود ہے اور دوسرا سامان بھی''...... باس نے کہا تو وہ دونوں اس طرح اٹھ کر کھڑے ہو گئے جیسے اسی حکم کے انتظار میں ہوں۔ فائل برائنڈ کے ہاتھ میں تھی۔ پھر وہ دونوں سائیڈ دروازے کی طرف مڑ گئے۔ وہاں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک میز اور اس کے گرد چار کرسیاں موجود تھیں۔ سائیڈ میں ایک بڑا سا ریک تھا جس میں شراب کی بوتلیں موجود تھیں۔ برائنڈ ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے فائل کھول لی جبکہ جیکی نے آگے بڑھ کر ریک کے سب سے نچلے خانے سے دو گلاس اٹھائے اور پھر انہیں میز پر رکھا اور شراب کی ایک بوتل اٹھا کر اس نے اسے کھولا اور دونوں گلاسوں میں شراب ڈال کر اس نے بوتل کا ڈھکن بند کر دیا۔

''یہ لو''...... جیکی نے ایک گلاس اٹھا کر برائنڈ کی طرف بڑھاتے

ہوئے کہا اور برائڈ نے بغیر کچھ کہے گلاس لے لیا۔ البتہ اس کی نظریں فائل پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ جیکی سامنے والی کرسی پر بیٹھ کر گھونٹ گھونٹ شراب پینے لگی۔ البتہ اس کی نظریں برائڈ پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ برائڈ کی بیوی بھی تھی اور اس کی اسسٹنٹ بھی۔ دونوں انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ تھے اور جس ایجنسی سے ان کا تعلق تھا اسے ایکریمیا کی سب سے خفیہ اور خطرناک ایجنسی سمجھا جاتا تھا۔ اس کا نام ڈیفنس ایجنسی یا ڈی ایجنسی تھا۔ اس ایجنسی کو قائم ہوئے ابھی چند سال ہی ہوئے تھے لیکن اس کا جال نہ صرف پورے ایکریمیا بلکہ پورے یورپ تک پھیلا ہوا تھا۔ البتہ ایکریمیا سے باہر یہ ایجنسی مقامی گروپوں کی مدد سے آپریشن کرتی تھی اور ان گروپوں کو مستقل طور پر اپنے ساتھ رکھتی تھی۔ ڈی ایجنسی کا چیف کرنل اسمتھ تھا۔ کرنل اسمتھ انتہائی سخت گیر، انتہائی اعلیٰ منتظم تھا۔ اس کی کامیابی کا اصل راز اس کی یہی خاصیت تھی کہ وہ ہر مشن کے لئے خصوصی طور پر ایسے گروپ کو منتخب کرتا تھا جو اس کے نزدیک اس مشن کو ہر لحاظ سے کامیاب کر سکتا ہو اور اس کی یہ صلاحیت اسے ہر میدان میں کامیابی دلواتی تھی۔ ڈی ایجنسی میں برائڈ گروپ کا نمبر الیون تھا۔ برائڈ باس تھا اور جیکی اس کی بیوی اور نمبر ٹو تھی جبکہ گروپ میں ان کے علاوہ دس ٹاپ تربیت یافتہ افراد تھے۔ ان کا انتظامی سربراہ کارٹلی تھا۔ اس گروپ کا باقاعدہ ہیڈکوارٹر تھا جس کا انتظامی انچارج کارٹلی تھا۔ اس گروپ میں چار عورتیں اور چھ مرد

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تھے۔ برائڈ اور جیکی علیحدہ رہتے تھے۔ ڈی ایجنٹوں میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی ملازمت یا پیشے سے وابستہ کیا گیا تھا اور عام حالات میں وہ اس پیشے کے ہی کام کرتے تھے۔ اس طرح ان پر ایجنٹ ہونے کا شبہ نہ ہوتا تھا۔ برائڈ گروپ کا تعلق صحافت سے تھا اور برائڈ خود، اس کی بیوی جیکی، کارٹلی اور اس کے گروپ کے تمام افراد مختلف اخبارات سے باقاعدہ وابستہ تھے۔ ان کے پاس صحافت کے اصل کارڈز تھے اور انہیں عام لوگ صحافی کے لحاظ سے ہی پہچانتے تھے۔ برائڈ اور جیکی جس اخبار کے رپورٹر تھے وہ ایکریمیا کا مشہور اخبار ڈیلی نیوز کراس تھا۔ یہ اخبار پورے ایکریمیا میں سب سے زیادہ پڑھے جانے والے طاقتور اور باثر اخبارات میں نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔ برائڈ اور جیکی مشن کے علاوہ عام دنوں میں باقاعدہ اس اخبار کے آفس میں جا کر بیٹھتے تھے اور باقاعدہ کام کرتے تھے۔

"کیا مشن ہے برائڈ"...... خاموش بیٹھی اور گھونٹ گھونٹ شراب پیتی ہوئی جیکی آخرکار بول ہی پڑی۔

"انتہائی اہم مشن ہے جیکی اور مجھے خوشی ہے کہ یہ مشن چیف نے ہمیں دیا ہے"...... برائڈ نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے دو فائل"...... جیکی نے کہا تو برائڈ نے فائل اس کی طرف بڑھا دی اور خود اس نے شراب کا گلاس اٹھا لیا جس میں سے اس نے ابھی تک صرف ایک گھونٹ ہی لیا تھا کیونکہ وہ مشن کی تفصیلات میں اس طرح گم ہوا تھا کہ اسے شاید شراب پینی یاد ہی

نہ رہی تھی۔ جیکی نے برائنڈ سے کم وقت میں فائل پڑھ کر بند کر دی۔

”یہ تو عجیب سا مشن ہے“...... جیکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا بات عجیب ہے اس میں“...... برائنڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بہادرستان سے ملحقہ آزاد قبائلی علاقے میران میں ایک خفیہ زمینی لیبارٹری ہے جس میں پاکیشیا اور شوگران کے سائنس دان مل کر کام کر رہے ہیں۔ اس لیبارٹری میں کاسموس انرجی پر انتہائی ایڈوانس ریسرچ کی جا رہی ہے۔ کاسموس انرجی ایٹمی انرجی سے بھی لاکھوں گنا زیادہ طاقتور ہے اور اس کاسموس توانائی کو میزائلوں میں استعمال کرنے کے لئے ریسرچ کی جا رہی ہے۔ اگر یہ ریسرچ کامیاب ہو جاتی ہے تو پھر بین البراعظمی میزائلوں کے بارے میں تمام معاملات یکسر بدل جائیں گے۔ کاسموس توانائی کا حامل میزائل پوری دنیا کے ایک ہزار چکر بغیر رکے کاٹ سکتا ہے اور اس کی رفتار اس قدر تیز ہو گی کہ جدید سے جدید ترین ایٹمی میزائل سسٹم یا اینٹی میزائل ڈیفنس سسٹم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ میزائل خلاء میں موجود دنیا بھر کے خلائی سیاروں کو بھی آسانی سے نشانہ بنا سکے گا۔ کاسموس توانائی پر ایکریمیا میں بھی کام ہو رہا ہے لیکن یہ کام ابھی ابتدائی شکل میں ہے جبکہ پاکیشیا کی اس لیبارٹری

RAFREXO@HOTMAIL.COM

میں یہ کام انتہائی اعلیٰ سطح پر پہنچ چکا ہے۔ اس پر کام کرنے والے ایک سائنس دان ڈاکٹر بشیر نے اسے اعلیٰ سطح پر پہنچایا ہے اور اس ریسرچ میں ڈاکٹر بشیر کے تحت شوگران کے بڑے سائنس دان کام کر رہے ہیں اور ڈی ایجنسی کے ذمے یہ مشن لگایا گیا ہے کہ اس لیبارٹری کو تباہ کر دیا جائے اور اس میں موجود تمام سائنس دانوں کو ہلاک کر دیا جائے لیکن اس لیبارٹری میں ہونے والے کام کے فارمولے کو وہاں سے صحیح سلامت حاصل کر کے ایکریمیا پہنچایا جائے“...... جیکی نے فائل میں موجود تفصیلات کو چند فقروں میں سمیٹتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تو اس میں عجیب بات کیا ہے“...... برائنڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عجیب بات آخری دو صفحوں میں ہے برائنڈ۔ تم نے شاید انہیں غور سے نہیں پڑھا“...... جیکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”چلو تم بتا دو۔ مجھے تو واقعی کوئی عجیب بات نظر نہیں آئی“۔ برائنڈ نے اور زیادہ کھل کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات اس انداز میں کئے گئے ہیں کہ یہ ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر اور ناقابل اپروچ ہے۔ اس میں ایسے آلات نصب ہیں جن کی وجہ سے اس لیبارٹری کو کسی بھی ہتھیار سے تباہ نہیں کیا جا سکے گا حتیٰ کہ یہاں تک درج ہے کہ اگر اس لیبارٹری کے اندر ایٹم بم یا ہائیڈروجن بم بھی فائر کیا جائے تو

وہ فائر نہیں ہوسکتا۔ کسی قسم کی ریز، گیس یا بارودی ہتھیار سب ناکارہ ہو جاتے ہیں اس لئے اس مشن کو مکمل کرنے کی غرض سے حکومت ایکریمیا نے ایک انتہائی جدید ترین آلہ جسے اب تک پوری دنیا سے انتہائی سختی سے سیکرٹ رکھا گیا ہے اس لیبارٹری میں پہنچانے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ آلہ کسی صورت مکمل حالت میں لیبارٹری کے اندر داخل نہیں ہوسکتا اس لئے اسے پارٹس کی صورت میں اندر بھجوائے جانے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ اس کے لئے جو طریقہ کار استعمال کیا گیا ہے وہ حیران کن ہے۔ پاکیشیا میں ایک ایسے گروپ سے رابطہ کیا گیا ہے جو ان علاقوں اور بہادرستان میں خفیہ طور پر اسلحہ سپلائی کرتا ہے اور پھر اسلحے کی کھیپ میں اس آلے کو جس کا کوڈ نام ڈبل ایس ہے، کے پارٹس رکھ کر بھجوائے گئے۔ اسلحے کا ایک پیکٹ جس میں ڈبل ایس کے پارٹس ہیں وزارت سائنس کے ایک سیکرٹری شہاب الدین کو پہنچایا گیا۔ اس نے وہ پیکٹ وصول کیا اور پھر اس میں سے ڈبل ایس کے پارٹس نکال کر باقی اسلحہ اپنے مخصوص آدمیوں کو فروخت کر دیا اور خود وہ سرکاری دورے پر لیبارٹری میں گیا اور وہاں اپنے ایک آدمی ڈاکٹر سلامت کو یہ پارٹس پہنچا دیئے۔ اس طرح ڈبل ایس وہاں پہنچ چکا ہے اور اس وقت وہ ڈاکٹر سلامت کی تحویل میں ہے اور اب ہم نے وہاں جا کر مشن مکمل کرنا ہے۔ یہ سب عجیب باتیں نہیں ہیں''۔ جیکی نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''تمہارا خیال ہے کہ وہی سیکرٹری سائنس مشن مکمل کر دیتا۔ ہمارے وہاں جانے کی ضرورت نہیں تھی''...... برائنڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ نہیں تو ڈاکٹر سلامت ایسا آسانی سے کر سکتا تھا''...... جیکی نے کہا۔

''نہیں جیکی۔ یہ سیکرٹری سائنس بھی صرف بیرونی آفس تک محدود رہتا ہے اور ڈاکٹر سلامت کا تعلق بھی صرف بیرونی آفس تک ہے۔ اس کا کام سپلائی کے لئے رابطے کرنا اور سپلائی وصول کر کے اندر بھجوانا ہے۔ وہ خود لیبارٹری میں داخل ہی نہیں ہوسکتا۔ لیبارٹری اس بیرونی آفس سے علیحدہ ہے اور سپلائی کے اندر جانے کا بھی انتہائی پیچیدہ نظام اپنایا گیا ہے۔ یہ کام صرف تربیت یافتہ ایجنٹ ہی کرتے ہیں۔ البتہ ہمارے لئے یہ سہولت پہلے ہی پیدا کر دی گئی ہے کہ یہ آلہ وہاں پہنچا دیا گیا ہے جس کی مدد سے اس لیبارٹری کو تباہ کیا جا سکتا ہے''...... برائنڈ نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھ گئی ہوں''...... جیکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''آؤ پھر اس پر چیف سے بات کر لیں''...... برائنڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں اس دروازے پر پہنچ گئے جہاں سے اس کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔

''آؤ بیٹھو۔ میں نے تم دونوں کی باتیں سن لی ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ تم نے مشن کو بخوبی سمجھ لیا ہے۔ البتہ میں تمہارے ساتھ اس سلسلے میں چند باتیں کرنا چاہتا ہوں'' ...... چیف نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے برائنڈ کے ہاتھ سے فائل لے کر واپس دراز میں رکھ دی۔

''یس چیف'' ...... برائنڈ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''جس علاقے میں یہ لیبارٹری ہے وہاں مخصوص قدوقامت اور رنگ و روپ کے لوگ رہتے ہیں۔ ان کا رہن سہن، لہجہ، گفتگو کا انداز اور زبان بھی یکسر علیحدہ ہے۔ وہاں عورتیں بھی بغیر برقعہ کے باہر نہیں نکل سکتیں۔ البتہ وہاں اقوام متحدہ کا ایک بڑا آفس ہے۔ اس آفس میں جو لوگ کام کرتے ہیں وہ ان سے علیحدہ ہوتے ہیں لیکن وہ اپنے سینے پر اقوام متحدہ کا مخصوص کارڈ ہر وقت لگائے رکھتے ہیں۔ اس کارڈ کی وجہ سے وہاں کے مقامی لوگ اور سردار انہیں کچھ نہیں کہتے بلکہ ان کی مدد کرتے ہیں کیونکہ اقوام متحدہ کی طرف سے اس علاقے میں سکول، ہسپتال وغیرہ چلائے جا رہے ہیں اور وہاں غریب لوگوں کی نقد مدد بھی کی جاتی ہے۔ اس کے جواب میں ان سے صرف یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ وہاں پوست کاشت نہ کریں گے تاکہ اس سے منشیات نہ بنائی جا سکیں۔ اقوام متحدہ کی مخصوص ٹیمیں اس پورے علاقے میں جیپوں میں گھومتی رہتی ہیں تاکہ پوست کی کاشت کو چیک کر سکیں۔ ویسے بھی اقوام متحدہ کی طرف سے پوست کی کاشت کرنے والے لوگوں اور سرداروں کو

بھاری زر تلافی دیا جاتا ہے اس لئے اب وہاں چوری چھپے پوست کاشت ہو تو ہو ویسے نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود وہاں ٹیمیں چیک کرتی رہتی ہیں۔ اقوام متحدہ کے تحت پوست چیک کرنے والی ٹیموں کی تعداد چھ ہے۔ ہر ٹیم کے پاس دو جیپیں ہیں اور ہر ٹیم میں دس افراد ہوتے ہیں جن میں چار خواتین ہوتی ہیں۔ یہ خواتین وہاں غریب عورتوں سے مل کر ان کے معاشی، سماجی اور گھریلو معاملات میں مدد کرتی ہیں اس لئے تم لوگ وہاں صرف اقوام متحدہ کے افراد کی جگہ لے کر ہی کام کر سکتے ہو ورنہ تمہیں وہاں ایک قدم بھی کوئی اٹھانے نہ دے گا اس لئے اس کا انتظام بھی پہلے ہی کر لیا گیا ہے لیکن ایسی ٹیم کا انتخاب کیا گیا ہے جو اس علاقے کی انچارج ہے جہاں لیبارٹری ہے اور حسن اتفاق سے یہ ٹیم ایکریمین ہے۔ اس ٹیم کا سربراہ میجر روجر ہے۔ میجر روجر کو یہاں کال کیا گیا اور پھر اسے بریف کیا گیا تو وہ اس مشن میں کام کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ تم لوگ جب پاکیشیا پہنچو گے تو روجر بھی اپنی ٹیم کے ساتھ چھٹی گزار کر وہاں پہنچ جائے گا اور پھر روجر اور اس کا ساتھی کیپٹن رچرڈ اور ایک عورت ماریا اس ٹیم میں رہے گی جبکہ باقی سات افراد کو ڈراپ کر دیا جائے گا اس لئے تم اپنے اور جیکی کے علاوہ پانچ افراد جن میں ایک عورت مزید شامل ہو، ساتھ لے جانا چاہو تو لے جا سکتے ہو۔ پھر آگے جو کچھ کرنا ہے تم نے کرنا ہے۔ میجر روجر اور اس کے ساتھی تمہارے احکامات کے پابند ہوں گے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اور تمہاری مدد کریں گے''...... چیف نے کہا تو برائنڈ کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''آپ نے واقعی انتہائی حیرت انگیز انتظامات کئے ہیں چیف۔ اس طرح ہمیں مشن مکمل کرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہو گی''۔ برائنڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا ہے کہ تم جس قدر جلد ممکن ہو سکے مشن مکمل کر لو کیونکہ پاکیشیا میں سب سے بڑا خطرہ وہاں کی سیکرٹ سروس کا ہے اس لئے انہیں کسی وقت بھی اطلاع ہو سکتی ہے اور اگر انہیں اطلاع ہو گئی تو پھر معاملات بے حد خطرناک ہو سکتے ہیں''...... چیف نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں چیف۔ ہم انتہائی تیز رفتاری سے کام کریں گے۔ البتہ لیبارٹری کے اندر سے ہم نے جو فارمولا لے آنا ہے اس سلسلے میں ہمیں سائنسی ہدایات کون دے گا تاکہ ہم اس فارمولے کو شناخت کر سکیں''...... برائنڈ نے کہا۔

''یہ سب کچھ تمہیں روبرٹ بتائے گا۔ اس کے آفس میں چلے جانا۔ باقی سارا پراسیس وہ خود کرے گا لیکن اسے اصل مشن کا علم نہیں ہے اور نہ ہی اس میجر روجر اور اس کے ساتھیوں کو ہے اس لئے تم نے اصل مشن کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنی''۔ چیف نے کہا۔

''اگر روبرٹ کو اصل مشن کے بارے میں علم نہیں ہے تو وہ اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

فارمولے کے بارے میں کیسے بتائے گا''...... برائنڈ نے کہا۔

''اس کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ اس فیلڈ کے سائنس دان ڈاکٹر رچمنڈ سے تمہاری ملاقات کرائے گا۔ اصل بات ڈاکٹر رچمنڈ کو معلوم ہے اور وہی تم سے اس معاملے میں بات کرے گا''۔ چیف نے کہا۔

''یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ اب ہمیں اجازت''...... برائنڈ نے کہا۔

''وش یو گڈ لک۔ مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا''۔ چیف نے کہا۔

''یس چیف''...... برائنڈ نے کہا اور سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جیکی بھی چیف کو سلام کر کے اس کے پیچھے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران جب فجر کی نماز پڑھ کر اور پارک میں اپنی مخصوص ورزش کر کے واپس فلیٹ پر پہنچا تو سلیمان وہاں موجود تھا۔

''تم آ گئے۔ وہیں ہسپتال میں رہنا تھا۔ تمہاری وہاں ضرورت پڑ سکتی ہے''...... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا۔

''وہاں اب مستقل طور پر میری ضرورت نہیں ہے۔ آپریشن کامیاب رہا ہے اور بھاوج کی طبیعت اب بہتر ہے۔ انہیں ابھی ایک ہفتہ وہاں رہنا ہے''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن صاحب''...... سلیمان نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو''...... عمران نے مڑ کر پوچھا۔

''صاحب۔ سپیشل ہسپتال میں عام مریض تو داخل ہی نہیں ہو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سکتا۔ پھر وہاں کے اخراجات بھی بے حد زیادہ ہوں گے''۔ سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''تم بے فکر رہو۔ ڈاکٹر صدیقی نے اس سلسلے میں کافی عرصہ پہلے کام کر رکھا ہے۔ انہوں نے حکومت سے باقاعدہ اس کی اجازت لے رکھی ہے اور اس سلسلے میں فنڈ ہسپتال کے تمام ڈاکٹر اور پیرا میڈیکل سٹاف اکٹھا کرتا ہے اور شہر کے دیگر لوگ بھی اس سلسلے میں ڈاکٹر صدیقی کی معاونت کرتے ہیں۔ جہاں تک تمہاری بھاوج کا تعلق ہے تو میں نے ڈاکٹر صدیقی سے کہہ دیا ہے۔ اس کے تمام اخراجات تم خود ادا کرو گے''...... عمران نے کہا تو سلیمان بے اختیار چونک پڑا۔

''میں ادا کروں گا۔ کیا مطلب۔ میرے پاس اتنی رقم کہاں سے آئے گی''...... سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ اپنی بڑی بھاوج کے لئے تم اپنے خفیہ خزانے کا منہ نہیں کھول سکتے تو پھر کس کے کام آئے گا یہ خزانہ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس بار سلیمان بے اختیار ہنس پڑا۔

''اچھا۔ اچھا۔ اب میں سمجھ گیا کہ آپ کے خزانے کا منہ کھولنا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ منہ کیا پورا خزانہ ہی کھول دوں گا''۔ سلیمان نے کہا اور کچن کی طرف بڑھ گیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سلیمان کس رقم کی بات کر رہا ہے۔ عمران نے ڈریسنگ روم میں جا کر کپڑے تبدیل کئے اور پھر واپس آ کر سٹنگ

روم میں بیٹھا ہی تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔

''سلیمان۔ وہ فیروز الدین صاحب اپنے بیٹے کے ساتھ آئے ہوں گے۔ ان کے لئے بھی ناشتہ بنا دینا''...... عمران نے سلیمان کے قدموں کی آواز سن کر اونچی آواز میں کہا۔

''ہاں۔ میں نے انہیں آپ سے ملنے کا کہا تھا۔ بے چارے بے حد پریشان تھے''...... سلیمان کی آواز سنائی دی اور پھر تھوڑی دیر بعد فیروز الدین اور ان کے ساتھ ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان کی فراخ پیشانی اور چمکتی ہوئی آنکھیں اس کی ذہانت کا پتہ دے رہی تھیں اور اس کی ٹھوڑی کی مخصوص بناوٹ بتا رہی تھی کہ یہ نوجوان مستقل مزاج آدمی ہے۔

''یہ میرا بیٹا ہے راشد فیروز اور راشد، یہ عمران صاحب ہیں''۔ فیروز الدین نے کہا۔

''میں جانتا ہوں عمران صاحب کو''...... راشد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بیٹھیں۔ پہلے ناشتہ کر لیں پھر اطمینان سے باتیں ہوں گی''۔ عمران نے کہا۔

''ہم تو ناشتہ کر کے آئے ہیں عمران صاحب۔ آپ کر لیں''۔ فیروز الدین نے چونک کر ایسے لہجے میں کہا کہ عمران سمجھ گیا کہ وہ تکلف کر رہے ہیں۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''آپ تکلف نہ کریں۔ میں نے پہلے ہی سلیمان کو کہہ دیا ہے''...... عمران نے کہا اور اس بار فیروز الدین نے کوئی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا آیا اور اس نے درمیانی میز پر ناشتے کا سامان لگانا شروع کر دیا۔

''ہاں۔ اب بتائیں راشد صاحب۔ آپ نے کیا رپورٹ دی تھی''...... عمران نے ناشتے کے بعد ہاتھ دھو کر واپس آ کر کہا جبکہ فیروز الدین اور راشد پہلے ہی ہاتھ دھو آئے تھے جبکہ سلیمان برتن واپس لے گیا تھا۔

''عمران صاحب۔ میں نے ایک ایسے گروہ کا کھوج لگایا تھا جو اسلحہ بہادرستان سمگل کرتا تھا لیکن اس گروہ کا سرغنہ کوئی عام آدمی نہیں تھا بلکہ سیکرٹری سائنس شہاب الدین ہیں کیونکہ میں نے اس گروہ کی باتیں سنی تھیں۔ میں نے وہ باتیں ٹیپ کر لیں اور اس گروہ نے اسلحے کا ایک خصوصی باکس اس سیکرٹری سائنس کو پہنچایا اور اس بات چیت سے معلوم ہوا کہ وہ ہر ہفتے ایک باکس سیکرٹری سائنس کو پہنچاتے ہیں۔ سیکرٹری سائنس اس باکس کو بہادرستان میں اپنے خاص آدمیوں کو پہنچا دیتے ہیں۔ یہ ایسا اسلحہ ہوتا ہے جس کی بہت بڑی قیمت ملتی ہے جبکہ عام اسلحہ بھی ان کی سرپرستی میں وہاں پہنچایا جاتا ہے۔ اس میں سے بھی حصہ انہیں ملتا ہے لیکن صرف باتیں ٹیپ کرنے سے اتنے بڑے عہدیدار پر اتنا بڑا الزام نہیں لگایا جا سکتا تھا اس لئے میں نے گروہ کی نگرانی کی اور پھر میں نے خود

انہیں ایک باکس کار میں رکھ کر سیکرٹری سائنس کی رہائش گاہ پر جاتے دیکھا۔ یہ باکس انہوں نے سیکرٹری سائنس کے ذاتی ملازم غلام حسین کو دیا اور کہا کہ اسے سیکرٹری صاحب کو پہنچا دیا جائے اور پھر وہ واپس چلے گئے۔ اس کے بعد میں نے سیکرٹری صاحب کی نگرانی کی تو وہ سرکاری دورے پر بہادرستان سے ملحقہ علاقے کاکاش چلے گئے اور میں نے خود ان کی کار کے اندر ان کے ملازم غلام حسین کو اسلحے کا باکس رکھتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں ایک درخت پر چڑھا دوربین سے سب جائزہ لے رہا تھا۔ اب چونکہ مجھے یقین ہو گیا تھا اس لئے میں نے پوری رپورٹ بنا کر سپرنٹنڈنٹ صاحب کو دی۔ پھر سپرنٹنڈنٹ صاحب نے مجھے بلا کر جھاڑا کہ میں نے غلط رپورٹ کی ہے لیکن میں چونکہ کنفرم تھا اس لئے میں اپنی بات پر ڈٹا رہا۔ اس کے دوسرے روز مجھے نوکری سے نکال دیا گیا"۔ راشد نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر عمران نے اس سے مختلف سوالات کئے۔

"ٹھیک ہے فیروز الدین صاحب۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں جلد ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا۔ آپ اپنا فون نمبر سلیمان کو دے دیں"...... عمران نے فیروز الدین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی بہت شکریہ"...... فیروز الدین نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر عمران نے سلیمان کو بلایا اور فیروز الدین صاحب کا فون نمبر لکھنے کے لئے کہہ دیا۔ فیروز الدین اور راشد شکریہ ادا کر کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

واپس چلے گئے تو عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ راشد کی اس بات نے اسے چونکا دیا تھا کہ سیکرٹری سائنس شہاب الدین خود اسلحہ کی اسمگلنگ کا بزنس کر رہے تھے حالانکہ بظاہر یہ بات احمقانہ معلوم ہوتی تھی کہ اتنا بڑا آفیسر اس کام میں براہ راست ملوث ہو جائے لیکن راشد کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے اور اس نے خود ساری چیکنگ کی تھی اس لئے عمران اصل بات کا کھوج لگانا چاہتا تھا۔

"سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو فیاض بول رہا ہوں"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔

"ارے۔ میں نے تو جمعداروں کے سپرنٹنڈنٹ کو فون کیا تھا۔ تو کیا اب جمعداروں کا سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو میں بیٹھنے لگ گیا ہے"...... عمران نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔ نانسنس"...... دوسری طرف سے سوپر فیاض نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"حیرت ہے۔ جمعداروں کا سپرنٹنڈنٹ باقاعدہ انگریزی بولتا ہے۔ حیرت ہے"...... عمران نے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ میں تمہاری طرح فارغ نہیں ہوں۔ بولو۔ کیوں فون کیا ہے"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ تم خالی فارغ کی بات کر رہے ہو۔ میں تو فارغ تحصیل

بلکہ فارغ ضلع ہوں۔ جیب خالی، پرس خالی، بینک اکاؤنٹ خالی۔ اب تم بتاؤ کہ کیا میں تمہاری طرح صرف ایک خالی ہوں یا مکمل خالی ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ایک خالی کا کیا مطلب ہوا''...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

''تمہاری جیب نوٹوں سے بھری ہوئی ہے۔ پرس کرنسی نوٹوں سے بھرا ہوا ہے۔ بینک اکاؤنٹ نہیں بلکہ اکاؤنٹس بھاری رقموں سے بھرے ہوئے ہیں البتہ تمہارا سر خالی ہے۔ بغیر دماغ کے۔ بس ایک چیز خالی ہے باقی سب چیزیں بھری ہوئی ہیں''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''کیا تم نے یہی فضول باتیں کرنے کے لئے فون کیا ہے''۔ سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ بتاؤ کہ تم نے اپنے سب انسپکٹر راشد فیروز کو کیوں نوکری سے نکال دیا ہے۔ کیا اس نے تمہیں حصہ دینے سے انکار کر دیا تھا''۔ عمران نے اصل بات پر آتے ہوئے کہا کیونکہ وہ سوپر فیاض کا مزاج شناس تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اب اگر اس نے کوئی اور بات کی تو وہ رسیور رکھ دے گا۔

''ہونہہ۔ تو وہ احمق تم سے جا ٹکرایا ہے''...... سوپر فیاض نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

''احمق تو وہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کیونکہ وہ تمہارا ماتحت

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بکواس مت کرو۔ وہ واقعی احمق ہے۔ اس نے ایسی احمقانہ رپورٹ دی کہ تمہارے ڈیڈی نے اسے فوری طور پر نوکری سے نکالنے کا حکم دے دیا۔ تمہیں بتایا تو ہو گا اس نے اس رپورٹ کے بارے میں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''ہاں۔ بتایا تو ہے لیکن کیا تم نے اس رپورٹ کی چھان بین کی تھی''...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''چھان بین کیا کرنی ہے۔ سیکرٹری سائنس شہاب الدین صاحب کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ وہ انتہائی بااصول اور ایماندار آفیسر ہیں۔ پھر وہ اس طرح کی احمقانہ کارروائی میں کیسے حصہ لے سکتے ہیں۔ اس راشد کا دماغی توازن ہی خراب ہو گیا تھا جو اس نے اس قسم کی رپورٹ بنا کر داخل کر دی اس لئے تو بڑے صاحب نے اسے فوری طور پر نوکری سے نکالنے کا حکم جاری کر دیا''...... سوپر فیاض نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن کیا سیکرٹری لیول کے تمام افسران فرشتے ہوتے ہیں۔ کیا ان کے اندر لالچ، طمع نہیں ہو سکتی۔ تم نے چیکنگ تو کرنی تھی۔ ان کے بینک اکاؤنٹس چیک کرنے تھے۔ ان کے نوکروں سے پوچھ گچھ کرنی تھی۔ خاص طور پر ان کے ذاتی ملازم غلام حسین سے پوچھ گچھ کرنی چاہئے تھی تمہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہمارے پاس فضول کاموں کے لئے وقت نہیں ہوتا۔ ہم

تمہاری طرح فارغ نہیں ہیں۔ سمجھے۔ اور سنو۔ اپنے ڈیڈی سے اس احمق اور پاگل راشد فیروز کی سفارش نہ کر دینا ورنہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے''...... سوپر فیاض نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران سمجھ گیا کہ اس رپورٹ پر سوپر فیاض نے نہ کوئی انکوائری کرائی ہے اور نہ ہی سر عبدالرحمٰن نے۔ صرف سیکرٹری سائنس کی سابقہ شہرت کو دیکھ کر انہوں نے راشد کو نوکری سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا اور عمران سمجھتا تھا کہ ایسا کیوں ہوا ہے کیونکہ سر عبدالرحمٰن کو یہ یقین ہو گیا ہوگا کہ راشد فیروز کا ذہنی توازن درست نہیں رہا۔ رسیور رکھ کر عمران کچھ دیر تک بیٹھا سوچتا رہا اور پھر اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان آ گئے ہیں آفس یا نہیں''۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''جی ہاں۔ ابھی پہنچے ہیں۔ میں بات کراتا ہوں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''صبح بخیر۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں اور اس لئے بول رہا ہوں کہ کہتے ہیں صبح صبح بزرگوں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کو سلام کیا جائے تو پورا دن بے حد خوشگوار گزرتا ہے''...... عمران نے سلام کرنے کے بعد بات کرتے ہوئے کہا۔

''تمہاری مہربانی ہے کہ تم نے بزرگوں کو کسی مثبت کام میں شامل کیا ہے لیکن مجھ سے زیادہ سر عبدالرحمٰن اس کے حقدار تھے کہ تم صبح صبح انہیں سلام کرتے''...... دوسری طرف سے سر سلطان نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ان کے لئے مجھے اماں بی کا سہارا ضروری ہے اور اماں بی کے وظائف تو دوپہر تک چلتے رہتے ہیں۔ انہیں اگر اس وقت فون کرو تو یکلخت پریشان ہو جاتی ہیں کہ خیر ہو۔ اتنی صبح کیوں فون کیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ سر عبدالرحمٰن تم سے براہ راست بات نہیں کرتے جو تم اپنی اماں بی کا سہارا تلاش کرتے ہو''...... سر سلطان نے کہا۔

''ڈیڈی کا بلڈ پریشر جلدی رائز کر جاتا ہے اس لئے اسے لیول پر رکھنے کے لئے اماں بی کا سہارا ضروری ہے۔ بہرحال فرمایئے کہ سیکرٹری سائنس شہاب الدین صاحب کا ذاتی کردار کیسا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''شہاب الدین کا ذاتی کردار۔ کیا مطلب۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... سر سلطان نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ پہلے بتائیں۔ آپ کا تو ان سے قریبی واسطہ رہتا ہو گا۔ ذاتی طور پر وہ کس ٹائپ کے آدمی ہیں''...... عمران بھی یکلخت

انتہائی سنجیدہ ہو گیا تھا۔

''میرا سوائے میٹنگز کے ان سے کبھی کوئی قریبی رابطہ نہیں رہا۔ ویسے بھی وہ ابھی حال ہی میں سیکرٹری پروموٹ ہوئے ہیں۔ ان سے پہلے جو سیکرٹری آصف خان تھے وہ میرے قریبی دوست تھے اور وہ بے حد شریف اور خاندانی آدمی تھے لیکن شہاب الدین صاحب کے بارے میں مجھے کچھ زیادہ معلوم نہیں''...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ آپ ایک کام کریں۔ ڈیڈی سے کہہ کر ان کے اور ان کی فیملی کے بینک اکاؤنٹس چیک کرائیں۔ ڈیڈی اس کام کے ماہر ہیں اور چیک کریں کہ ان کے اکاؤنٹس میں اچانک بھاری رقومات کا اضافہ تو نہیں ہوا۔ اگر ہوا تو کب اور کس تاریخ کو''...... عمران نے کہا۔

''تم پہلے مجھے سب کچھ بتاؤ۔ پھر ہی میں یہ کام کر سکتا ہوں''۔ سر سلطان نے اس بار خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اپنے سے زیادہ تم پر اعتماد ہے عمران بیٹے۔ لیکن جب تک مجھے اصل بات معلوم نہیں ہو گی میرا ذہن تجسس کی وجہ سے پریشان ہی رہے گا''...... سر سلطان نے کہا۔

''ڈیڈی کے محکمہ میں ایک سب انسپکٹر ہے راشد فیروز''۔ عمران

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے کہنا شروع کیا اور پھر اس نے راشد فیروز سے ہونے والی ساری بات چیت دوہرا دی۔

''تمہارے ڈیڈی نے لازماً انکوائری کی ہو گی۔ وہ بااصول آدمی ہیں''...... سر سلطان نے کہا۔

''لیکن یہ انکوائری بھی کسی انسپکٹر سے کرائی گئی ہو گی۔ مجھے راشد فیروز سچا لگتا ہے اوز پھر اس نے خود ہر بات کی چیکنگ کی ہے۔ وہ سنی سنائی بات نہیں کر رہا لیکن میں پھر بھی کوئی بات کرنے سے پہلے انکوائری کرانا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تمہارے ڈیڈی نے تفصیل پوچھنی ہے اور جب ان کے سامنے راشد فیروز کا نام آئے گا تو ظاہر ہے وہ بدک جائیں گے اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ تم اپنے طور پر کوشش کرو۔ ویسے اگر سیکرٹری لیول کا آفیسر اس طرح کے کاموں میں ملوث ہے تو پھر ہم سب کو ڈوب مرنا چاہئے''...... سر سلطان نے کہا۔

''ہم سب میں سے مجھے نکال دیں کیونکہ مجھے پانی سے بہت ڈر لگتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ تم خود اس کی انکوائری کرو اور پھر مجھے بتاؤ۔ ویسے میں اپنے طور پر شہاب الدین کو ٹٹولنے کی کوشش کرتا ہوں''۔ سر سلطان نے کہا۔

''نہیں۔ آپ ان سے براہ راست کوئی بات نہیں کریں گے ورنہ وہ چونک پڑیں گے۔ آپ اگر ڈیڈی سے بات نہیں کرنا چاہتے

تو ٹھیک ہے۔ میں ٹائیگر کے ذریعے انکوائری کرا لوں گا اور جو بھی رپورٹ ہوئی وہ میں آپ کو بتا دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا''...... سر سلطان نے کہا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ٹائیگر کے رہائشی کمرے کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ٹائیگر اس وقت اپنے کمرے میں ہی ہو گا۔ وہ کافی دن چڑھے ہی کمرے سے نکلتا تھا۔

''یس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں''...... کچھ دیر بعد ٹائیگر کی نیند بھری آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ باس آپ۔ حکم فرمایئے''...... ٹائیگر نے یکلخت ہوشیار ہوتے ہوئے کہا۔

''ایک ضروری کام کرنا ہے تم نے۔ سیکرٹری سائنس شہاب الدین اور اس کی فیملی کے بینک اکاؤنٹس چیک کر کے معلوم کرنا ہے کہ گزشتہ ایک سال میں ان میں اچانک کسی بڑی رقم کا اضافہ تو نہیں ہوا۔ کیا یہ کام کر لو گے تم''...... عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ انتہائی آسانی سے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کیسے۔ کیا لائحہ عمل اختیار کرو گے''...... عمران نے پوچھا۔

''باس۔ اعلیٰ سرکاری آفیسرز کے تمام اکاؤنٹس سنٹرل بینک میں ہوتے ہیں لیکن یہ اکاؤنٹس بس معمولی ہی رکھے جاتے ہیں تاکہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

حکومت تک اس بارے میں اطلاع نہ پہنچ جائے۔ بڑی رقومات کے لئے خفیہ اکاؤنٹس رکھے جاتے ہیں اور ایسے خفیہ اکاؤنٹس کا بندوبست سنٹرل بینک کا عملہ ہی کراتا ہے۔ سنٹرل بینک کا ڈپٹی مینجر میرا دوست ہے۔ اس کے ذمے لگاؤں گا تو وہ ایک دو روز میں شہاب الدین صاحب کے تمام خفیہ اکاؤنٹس کی رپورٹ مجھے دے دے گا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جس قدر جلد ہو سکے رپورٹ ملنی چاہئے لیکن یہ خیال رہے کہ سیکرٹری شہاب الدین تک اس کی اطلاع نہ پہنچ جائے''...... عمران نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا باس''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا کیونکہ فوری طور پر اس سے زیادہ کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

برائنڈ اور جیکی پاکیشیائی دارالحکومت کی ایک رہائشی کالونی میں موجود تھے۔ وہ دونوں آج صبح کی فلائٹ سے یہاں پہنچے تھے اور چونکہ یہاں ڈی ایجنسی کا ایک گروپ سے مستقل رابطہ تھا۔ اس گروپ کا چیف فرنیک تھا جو گولڈن کلب کا مالک اور جنرل مینجر تھا۔ فرنیک بھی ایکریمین نژاد تھا لیکن طویل عرصے سے وہ یہاں سیٹ تھا۔ اس کا کام خصوصی اسلحہ کی اسمگلنگ تھا اور اس کام کے لئے اس کے پاس بہت بڑا گروپ تھا اور شاید اسی اسلحہ کی اسمگلنگ کی وجہ سے فرنیک نے پاکیشیا کے اعلیٰ سول اور فوجی احکام میں گہری دوستیاں پیدا کر رکھی تھیں۔ یہ کوٹھی بھی فرنیک کی ہی تھی۔ برائنڈ نے ایکریمیا سے فون کر کے فرنیک کو اپنے اور جیکی کے بارے میں بتا دیا تھا۔ گو چیف نے اسے اپنے سیکشن کے دوسرے افراد بھی ساتھ لے جانے کا کہا تھا لیکن برائنڈ صرف جیکی کے ساتھ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پاکیشیا آیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ زیادہ بھیڑ بھاڑ اس کے مشن میں رکاوٹ بھی ڈال سکتی ہے۔ اس کے کام کرنے کا اپنا طریقہ تھا۔ وہ پہلے تمام معاملات کو اچھی طرح چیک کرتا تھا۔ پھر ایسا ماحول بناتا تھا جس میں مشن کو مکمل کیا جا سکے اور آخری لمحے میں وہ بجلی کی سی تیزی سے کام کر کے مشن مکمل کر لیتا تھا۔ یہاں بھی وہ پہلے تمام حالات کا بغور جائزہ لینے کے بعد مشن کی طرف پیش رفت کرنا چاہتا تھا۔ اس وقت وہ اپنے سامنے اس علاقے کا تفصیلی نقشہ رکھے بیٹھا ہوا تھا جہاں وہ لیبارٹری تھی جسے اس نے تباہ بھی کرنا تھا اور وہاں سے فارمولا بھی حاصل کرنا تھا۔ فارمولے کے بارے میں روبرٹ کے ذریعے سائنس دان ڈاکٹر رچمنڈ نے پوری تفصیل سے بتا دیا تھا اس لئے اب اسے اس بات کی فکر نہ رہی تھی کہ وہ فارمولے کو کیسے پہچانے گا۔ اب مسئلہ اس لیبارٹری میں داخل ہونے اور پھر اسے تباہ کر کے واپس صحیح سلامت دارالحکومت پہنچنے کا تھا اور یہی معاملہ سب سے اہم تھا۔

”تم کافی دیر سے اس نقشے پر دماغ سوزی کر رہے ہو۔ کیا معلوم کرنا چاہتے ہو تم اس نقشے سے“...... ساتھ بیٹھی جیکی نے پوچھا۔

”میں یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ یہ لیبارٹری اس علاقے میں کہاں ہوسکتی ہے“...... برائنڈ نے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس نقشے پر تو لیبارٹری کا نشان تک موجود نہ ہو گا۔

پھر“...... جیکی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو برائڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں اپنے طور پر اندازہ لگا رہا ہوں کہ اگر مجھے کہا جائے کہ اس علاقے میں لیبارٹری بنانے کے لئے محفوظ جگہ تلاش کروں تو میں کون سی جگہ تلاش کرتا“...... برائڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم شاید طویل فضائی سفر سے تھک گئے ہو اس لئے اس بہانے آرام کر رہے ہو۔ پوست کی کاشت چیک کرنے والے میجر روجر سے بات کر لو۔ وہ تمہیں بتا دے گا۔ اس نے لازماً اس کو چیک کیا ہوا ہو گا“...... جیکی نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ تم واقعی مجھ سے زیادہ عقل مند ہو“...... برائڈ نے کہا تو جیکی بے اختیار ہنس پڑی۔

”بس۔ بس۔ خوشامد کی ضرورت نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کتنے عقل مند ہو اور میں کتنی ہوں“...... جیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ اب اتنی بات تو تم خود ہی سمجھ سکتی ہو کہ اگر میں عقل مند ہوتا تو کیا تم ہی میری بیوی ہوتی“...... برائڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جیکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”اور اگر میں عقل مند ہوتی تو کیا تم میرے شوہر ہوتے“۔ جیکی نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار دونوں ہی بیک وقت کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ برائڈ نے جیب سے ایک خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر

اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ڈی برائڈ کالنگ۔ اوور“...... برائڈ نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس۔ ایم آر اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور برائڈ سمجھ گیا کہ بولنے والا میجر روجر ہے۔ شاید مخصوص علاقے کی وجہ سے وہ اپنے نام کی بجائے کوڈ میں بات کر رہا تھا۔

”کیا بالمشافہ بات ہو سکتی ہے۔ اوور“...... برائڈ نے کہا۔

”کب۔ اوور“...... دوسری طرف سے مختصراً کہا گیا۔

”جتنی جلد تم یہاں پہنچ سکو۔ اوور“...... برائڈ نے کہا۔

”سپیشل ہیلی کاپٹر پر دو گھنٹے لگ جائیں گے۔ اوور“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ فرنیک سے بات کر کے آ جاؤ۔ اوور اینڈ آل“۔ برائڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس نے دانستہ یہاں کا پتہ نہ بتایا تھا اور فرنیک کا ریفرنس دے دیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہاں جو کچھ بھی ہوتا رہا ہے اور آئندہ ہو گا اس کا چونکہ مرکزی کردار فرنیک ہے اس لئے میجر روجر کا رابطہ بھی لازماً فرنیک سے ہی ہو گا اور فرنیک کے ذریعے ہی اسے اس سارے معاملے پر آمادہ کیا گیا ہو گا اور پھر واقعی دو گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی اور تھوڑی دیر بعد ایک لمبے قد اور دوہرے جسم کا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے فریڈ تھا۔ اس کوٹھی کا ملازم۔ وہ فرنیک کا خاص آدمی تھا۔

''میجر روجر''...... اندر آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا تو برائنڈ اور جیکی دونوں نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اور میجر روجر دونوں سے مصافحہ کر کے کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ فریڈ نے اس دوران ایک الماری سے شراب کی بوتل اور تین گلاس نکال کر درمیانی میز پر رکھے اور خاموشی سے باہر چلا گیا تو جیکی نے شراب کی بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور تینوں گلاسوں میں شراب ڈال کر اس نے ایک گلاس میجر روجر کی طرف بڑھا دیا۔

''شکریہ''...... میجر روجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میجر روجر۔ آپ نے وہ پورا علاقہ دیکھا ہوا ہے۔ کیا آپ کو اندازہ ہے کہ خفیہ لیبارٹری کس علاقے میں ہو گی''...... برائنڈ نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ میرے ہی ایریئے میں ہے۔ اس علاقے کا نام کاشکا ہے''...... میجر روجر نے بھی شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ کبھی اس کے اندر گئے ہیں''...... برائنڈ نے پوچھا۔

''نہیں۔ کیونکہ وہ ممنوعہ علاقہ ہے اور وہاں قبائلیوں کی ایک خصوصی فوج ہر وقت موجود رہتی ہے۔ اسے خاصہ دار کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ، انتہائی سفاک اور بے رحم واقع ہوئے ہیں۔ یہ کسی کا ذرہ برابر بھی لحاظ نہیں کرتے''...... میجر روجر نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس نقشے میں وہ علاقہ مارک کریں''...... برائنڈ نے کہا تو میجر روجر جھک کر میز پر موجود نقشے کو غور سے دیکھنے لگا۔

''یہ ہے وہ علاقہ کاشکا۔ نیم پہاڑی علاقہ ہے''...... میجر روجر نے کہا۔

''خاصہ دار کہاں سے کہاں تک ہوتے ہیں''...... برائنڈ نے پوچھا۔

''کاشکا کے شمال میں ایک چھوٹی پہاڑی ہے جسے کاشکا کہا جاتا ہے۔ اس پہاڑی کے گرد خاصہ دار ہوتے ہیں۔ ہم وہاں نہیں جا سکتے اور ہم ہی کیا کوئی بھی نہیں جا سکتا''...... میجر روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ خاصہ دار کس سواری پر آتے جاتے ہیں''...... برائنڈ نے پوچھا۔

''وہ خصوصی ہیلی کاپٹر استعمال کرتے ہیں۔ ایسے ہیلی کاپٹر جن کا کلر فوجی ہوتا ہے۔ ان پر خاصہ داروں کا مخصوص نشان پگڑی بنا ہوتا ہے''...... میجر روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیبارٹری کے بارے میں تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کس نے بتایا تھا''...... برائنڈ نے پوچھا۔

''ایک خاصہ دار میری ایک عورت میں دلچسپی رکھتا تھا۔ یہ عورت ایکریمین تھی۔ میں نے انہیں ملنے جلنے کی اجازت دے دی تھی۔

اس طرح ایک خاصہ دار کا ہمارے کیمپ میں آنا جانا ہو گا۔ ایک بار میرے پوچھنے پر کہ وہ لوگ وہاں کیوں حفاظت کر رہے ہیں تو اس نے بتایا کہ وہاں حکومت پاکیشیا کی انتہائی خفیہ لیبارٹری ہے اور وہ اس کی بیرونی حفاظت کرتے ہیں۔ بعد میں شاید اس خاصہ دار کو کسی شکایت کی بناء پر تبدیل کر دیا گیا کیونکہ پھر وہ کبھی نظر نہیں آیا تھا''...... میجر روجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں فرینک نے ہمارے بارے میں کیا بتایا ہے''...... برائڈ نے پوچھا۔

''یہی کہ تمہارا تعلق ایکریمیا کی خفیہ سرکاری ایجنسی سے ہے اور تم اس لیبارٹری سے کوئی فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہو۔ چونکہ تم اس علاقے میں ویسے نہیں جا سکتے ورنہ فوراً مارک ہو جاؤ گے اس لئے میری خدمات حاصل کی گئی ہیں''...... میجر روجر نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ ابھی ہم ابتدائی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ جب تیاریاں مکمل ہو جائیں گی تو میں تمہیں کال کروں گا۔ پھر تم ہمیں لے جانا''...... برائڈ نے کہا۔

''کتنے آدمی جائیں گے اور ان میں کتنی عورتیں ہوں گی اور کتنے مرد''...... میجر روجر نے پوچھا۔

''صرف میں اور جیکی''...... برائڈ نے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو زیادہ بہتر رہے گا ورنہ اچانک بڑی تبدیلی سے یہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

خاصہ دار بھی چونک سکتے ہیں کیونکہ ہم ہر ہفتے ان کے گرد بھی راؤنڈ لگاتے ہیں اور وہ ہم سب کے چہرے شناس ہیں۔ دو افراد کی تبدیلی کی تو بات کی جا سکتی ہے۔ بیک وقت بہت سے افراد کی تبدیلی آسانی سے شاید ہضم نہ ہو سکتی''...... میجر روجر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا یہ خاصہ دار آپ سے پوچھ گچھ کر سکتے ہیں''...... برائڈ نے چونک کر پوچھا۔

''میں صرف خاصہ داروں کی بات نہیں کر رہا جناب۔ ہیڈکوارٹر میں بھی لوگ ہیں جو اس معاملے پر مشکوک ہو سکتے ہیں اور پھر ان کے ذریعے بات بھی نکل سکتی ہے''...... میجر روجر نے جواب دیا۔

''پھر آپ ہیڈکوارٹر کو ہماری وہاں موجودگی سے کیسے مطمئن کریں گے کیونکہ ہماری تبدیلی تو باقاعدہ نہیں ہے''...... برائڈ نے چونک کر کہا۔

''یہ کام فرینک کرے گا۔ وہ ان معاملات میں ماہر ہے۔ ان دو افراد کو جنہیں میں فارغ کروں گا وہ یہاں دارالحکومت میں رکھ لے گا۔ ان کی جگہ آپ باقاعدہ ایکریمیا سے تبدیل ہو کر آئے ہوں گے اس لئے کسی کو معمولی سا شک بھی نہ پڑے گا''...... میجر روجر نے کہا۔

''گڈ میجر روجر۔ آپ واقعی بے حد عقل مند ہیں۔ میں آپ کے بارے میں اعلیٰ حکام کو تعریفی رپورٹ دوں گا''...... برائڈ نے

کہا تو میجر روجر کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

''آپ کا شکریہ جناب۔ ہم آپ کے احکامات پر پوری طرح عمل کریں گے''...... میجر روجر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اب آپ جا سکتے ہیں۔ اب فرنیک آپ سے خود ہی رابطہ کرے گا۔ ہم نے وہاں پہنچنے سے پہلے بہت سے اقدامات کرنے ہیں''...... برائنڈ نے کہا۔

''لیس سر۔ اوکے سر۔ گڈ بائی''......میجر روجر نے اٹھتے ہوئے کہا تو برائنڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور میجر روجر مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''میرا خیال ہے اس لیبارٹری کے بارے میں تمام معلومات اس سیکرٹری سے مل سکتی ہیں جو آلے کے پرزے وہاں پہنچاتا رہتا ہے''...... میجر روجر کے جانے کے بعد برائنڈ نے کہا۔

''لیکن چیف نے بتایا تھا کہ وہ پورشن اصل سے قطعاً علیحدہ ہے''...... جیکی نے کہا۔

''ہاں۔ چیف نے تو یہی بتایا تھا۔ لیکن ہم بہرحال اندر تو داخل ہو جائیں گے۔ پھر آگے کی کارروائی آسانی سے کی جا سکتی ہے اور اس کارروائی کے لئے اس پورشن کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کی جانی ضروری ہیں''...... برائنڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے موجود فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''گولڈن کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''برائنڈ بول رہا ہوں۔ فرنیک سے بات کراؤ''...... برائنڈ نے کہا۔

''سوری۔ وہ مصروف ہیں''...... دوسری طرف سے انتہائی روکھے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو برائنڈ اس طرح حیرت بھری نظروں سے رسیور کو دیکھنے لگا جیسے اس کا خیال ہو کہ یہ آواز جو رسیور سے نکلی ہے رسیور کی ہی ہے۔

''کیا ہوا ہے''...... جیکی نے اسے اس انداز میں رسیور کو گھورتے دیکھ کر چونک کر پوچھا تو برائنڈ نے دوسری طرف سے کہی ہوئی بات دوہرا دی تو جیکی بے اختیار ہنس پڑی۔

''تم نے تو اس طرح بات کی ہے جیسے تم ایکریمیا کے صدر ہو اور پوری دنیا تمہیں جانتی بھی ہے''...... جیکی نے ہنستے ہوئے کہا تو برائنڈ اس بار کھسیانے انداز میں ہنس پڑا۔

''واقعی غلطی ہو گئی تھی''...... برائنڈ نے کہا اور ایک بار پھر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دینا''...... جیکی نے کہا تو برائنڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''گولڈن کلب''...... وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

''ذیشان کالونی سے بول رہا ہوں۔ فرینک سے بات کراؤ''۔

اس بار برائنڈ نے اپنا نام لینے کی بجائے کالونی کا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ وہ مصروف ہیں''...... دوسری طرف سے انتہائی سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو برائنڈ نے بے اختیار منہ بنا لیا اور جیکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''اتنی بڑی ایجنسی کے اتنے نامور ایجنٹ اور حالت یہ ہے کہ ایک عام سی لڑکی گھاس ہی نہیں ڈال رہی''...... جیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اب اسے کیا کہوں۔ میری تو سمجھ میں ہی نہیں آ رہا''۔ برائنڈ نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''میں ابھی بندوبست کرتی ہوں''...... جیکی نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

''یہ کہاں چلی گئی ہے''...... برائنڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن چند لمحوں بعد جب اس نے جیکی کو واپس آتے دیکھا اور اس کے پیچھے فریڈ تھا تو برائنڈ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر جیکی کے لئے تحسین کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''صاحب۔ چیف کسی سے نہ ملتے ہیں اور نہ ہی کسی سے فون پر بات کرتے ہیں۔ ان کا نمبر علیحدہ ہے۔ آپ ان کے فون نمبر پر بات کریں تو آپ کی بات ان سے ہو جائے گی''...... فریڈ نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی فون نمبر بتا دیا۔

''شکریہ''...... برائنڈ نے کہا تو فریڈ سر ہلاتا ہوا مڑا اور واپس چلا گیا۔

''تم واقعی عقل مند ہو اور عقل مند ہونا کسی عورت کے لئے مردوں کے نزدیک خوبی نہیں بلکہ خامی ہوتی ہے''...... برائنڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر پریس کرنے کے بعد آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''اور لڑکیاں احمق مردوں کو بے حد پسند کرتی ہیں''...... جیکی نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو برائنڈ بے اختیار مسکرا دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی اور پھر چند لمحوں بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ چیف بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے فرینک کی آواز سنائی دی۔ چونکہ یہاں آنے سے پہلے وہ گولڈن کلب جا کر فرینک سے مل چکے تھے اس لئے برائنڈ اس کی آواز پہچانتا تھا۔

''برائنڈ بول رہا ہوں''...... برائنڈ نے خشک لہجے میں کہا۔

''اوہ آپ۔ فرینک بول رہا ہوں۔ فرمائیے''...... دوسری طرف سے چونک کر اور قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''تم نے یہ نمبر نہیں دیا تھا اس لئے ہمیں تم سے رابطہ کرنے میں خاصی دشواری ہوئی۔ پھر تمہارے آدمی فریڈ سے یہ نمبر ملا ہے''...... برائنڈ نے کہا۔

''میں نے فریڈ کو کہہ دیا تھا۔ آپ کو براہ راست بتانا بھول گیا تھا۔ میجر روجر سے ملاقات ہوگئی ہے آپ کی''...... فرینک نے کہا۔ اس نے فقرے کا آخری حصہ شاید بات تبدیل کرنے کے لئے کہا تھا۔

''ہاں۔ لیکن اب ہمیں اس سیکرٹری سے ملاقات کرنی ہے جو لیبارٹری کے اندر جاتا رہتا ہے تاکہ منصوبہ بندی کو مکمل کیا جا سکے''۔ برائنڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی بندوبست کر کے آپ کو فون کرتا ہوں''۔ فرینک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو برائنڈ نے رسیور رکھ دیا۔

''تم بڑی کھل کر ملاقاتیں کر رہے ہو برائنڈ جبکہ چیف نے کہا ہے کہ یہاں کی سیکرٹ سروس بے حد تیز اور فعال ہے''...... جیکی نے کہا۔

''کیا مطلب۔ سیکرٹ سروس کس بات پر چونکے گی''...... برائنڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے ایکریمین میجر روجر سے کھلے عام ملاقات کی ہے جو اس مخصوص علاقے میں اقوام متحدہ کے تحت کام کرتا ہے جہاں لیبارٹری ہے اور اب تم اس ملک کے ایک بہت بڑے آفیسر سے ملاقات کرنے والے ہو۔ کیا یہ دونوں ملاقاتیں انہیں مشکوک کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں''...... جیکی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''تم خواہ مخواہ کے خدشات میں مبتلا ہو رہی ہو۔ ہمارے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ ہم نے ابھی تک کوئی ایسا اقدام ہی نہیں کیا کہ وہ لوگ ہماری طرف متوجہ ہو سکیں''...... برائنڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''بہرحال ہمیں محتاط رہنا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم مشن کے مکمل ہونے سے پہلے کسی چکر میں الجھ جائیں''...... جیکی نے کہا۔

''تم فکر مت کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا''...... برائنڈ نے کہا اور ایک بار پھر سامنے رکھے ہوئے نقشے پر جھک گیا۔ وہ اب اس جگہ کو غور سے دیکھ رہا تھا جہاں میجر روجر نے لیبارٹری کی موجودگی کے بارے میں بتایا تھا۔

''ان خاصہ داروں سے کیسے بچ کر ہم لیبارٹری میں داخل ہوں گے''...... اچانک جیکی نے کہا تو برائنڈ بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ تم نے بہت اہم بات کی ہے۔ اس طرف تو میرا خیال ہی نہ گیا تھا''...... برائنڈ نے اس بار قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''ان خاصہ داروں کی تعداد بھی کافی ہو گی اور یہ لوگ ہر لحاظ سے مسلح اور تربیت یافتہ بھی ہیں''...... جیکی نے کہا۔

''ہاں۔ اب مجھے اس میجر روجر سے دوبارہ ملاقات کرنا پڑے گی تاکہ اس بارے میں کوئی حتمی لائحہ عمل سوچا جا سکے''...... برائنڈ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج

اٹھی تو برائنڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ برائنڈ بول رہا ہوں"...... برائنڈ نے کہا۔

"فرنیک بول رہا ہوں جناب۔ آپ تیار ہو جائیں۔ اب سے ایک گھنٹہ بعد آپ کو کوٹھی سے پک کر لیا جائے گا اور ایک خفیہ جگہ پر سیکرٹری سے آپ کی ملاقات ہو گی"...... فرنیک نے کہا۔

"خفیہ جگہ پر کیوں"...... برائنڈ نے چونک کر پوچھا۔

"سیکرٹری صاحب کسی غیر ملکی سے ملاقات کے سلسلے میں محتاط رہنا چاہتے ہیں"...... فرنیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن کیا ان سے کھل کر بات ہو سکتی ہے"۔ برائنڈ نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ سیکرٹری ہونے کے باوجود وہ مکمل طور پر میری مٹھی میں ہیں اس لئے وہ آپ سے کھل کر بات بھی کریں گے اور آپ سے پورا پورا تعاون بھی کریں گے لیکن آپ بس ایک بات کا خیال رکھیں گے کہ ان سے کوئی ایسی فرمائش نہ کر دیں جسے وہ اپنے عہدے کی وجہ سے پوری نہ کر سکیں"...... فرنیک نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیسی فرمائش۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"۔ برائنڈ نے چونک کر کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ کوئی ایسی بات جسے وہ سیکرٹری ہونے کے باوجود پورا نہ کر سکتے ہوں۔ مثلاً آپ ان سے یہ نہیں کہیں گے کہ وہ آپ کو ساتھ لے کر لیبارٹری میں جائیں یا سرکاری طور پر آپ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کو لیبارٹری میں جانے کی اجازت دلوا دیں"...... فرنیک نے باقاعدہ مثالیں دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ میں نے ان سے صرف تفصیلی معلومات حاصل کرنی ہیں اور بس"...... برائنڈ نے جواب دیا۔

"او کے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور ہاں۔ مجھے سیکرٹری صاحب سے ملاقات کے بعد ایک بار پھر میجر روجر سے ملنا ہوگا۔ کیا اس کا بندوبست ہو سکتا ہے"۔ برائنڈ نے کہا۔

"ہاں۔ وہ ابھی کلب میں ہی ہیں۔ وہ کل صبح واپس جائیں گے اس لئے آپ جب بھی انہیں ملنا چاہیں فریڈ کو بھیج دیں۔ وہ آ کر انہیں ساتھ لے جائے گا"...... فرنیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ تھینک یو"...... برائنڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میرے خیال میں تم اس لیبارٹری کے چکر میں زیادہ الجھ گئے ہو حالانکہ اس سے پہلے ہم نے اس سے زیادہ ناقابل تسخیر لیبارٹریاں تسخیر کی ہیں"...... جیکی نے کہا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ اصل پرابلم صرف یہ ہے کہ یہ لیبارٹری کسی عام علاقے میں نہیں ہے ورنہ کوئی مسئلہ نہ تھا۔ یہ ایسا علاقہ ہے جہاں ہم خود فوری چیک ہو سکتے ہیں اس لئے یہ ساری الجھنیں پیش آ رہی ہیں"...... برائنڈ نے کہا۔

''ہم میک اپ کر کے وہاں جا سکتے ہیں''...... جیکی نے کہا۔

''اب میرا خیال ہے کہ تم عقل مندی کے تخت سے نیچے اتر آئی ہو۔ صرف چہروں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ زبان اور مخصوص لہجہ یہ سب ہمارے لئے رکاوٹیں ہیں''...... برائڈ نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا لیکن اس کی نظریں مسلسل کتاب پر جمی ہوئی تھیں۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''فرمایئے''...... عمران کا لہجہ یکلخت خشک ہو گیا لیکن اس نے کتاب سے نظریں نہ ہٹائی تھیں۔

''یہ تم کس لہجے میں بات کر رہے ہو مجھ سے''...... دوسری طرف سے جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے لفظ فرمایئے کہا ہے کوئی غلط بات تو نہیں کی۔ ویسے بھی خواتین سے جب لفظ فرمایئے کہا جاتا ہے تو دل فوراً دھڑکنا شروع ہو جاتا ہے کہ لازماً لمبی چوڑی فرمائش کی لسٹ سننا پڑے گی''...... عمران نے جواب دیا لیکن اس کا لہجہ ویسے ہی خشک تھا۔ اس کی نظریں اب بھی کتاب پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

''تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تم سے بات کی جائے۔ نانسنس''...... دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے کے تاثرات تبدیل نہ ہوئے تھے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران کو یاد آ گیا کہ سلیمان تو ہسپتال گیا ہوا ہے۔ اس نے ایک طویل سانس لے کر کتاب بند کر کے میز پر رکھی اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''کون ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں پوچھا۔

''صفدر''...... باہر سے صفدر کی آواز سنائی دی تو عمران نے دروازہ کھول دیا۔

''پورا نام بتایا کرو تاکہ سننے والے پر کچھ رعب تو پڑے۔ صفدر یار جنگ بہادر''...... عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

''موجودہ دور میں جنگ اور بہادر دونوں الفاظ بے معنی ہو چکے ہیں۔ اب امن اور شرافت کا دور ہے''...... صفدر نے اندر داخل

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''آج کل شرافت کو بزدلی کہا جاتا ہے تو پھر اس طرح تعارف کرایا کرو کہ صفدر یار امن بزدل''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ نے جولیا کے ساتھ جو رویہ رکھا ہے اس کی وجہ سے مجھے یہاں آنا پڑا ہے''...... صفدر نے سٹنگ روم میں پہنچ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم جولیا کے فلیٹ پر موجود تھے''...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

''میں ہی نہیں پوری سیکرٹ سروس موجود ہے۔ البتہ انہوں نے نمائندہ مجھے بنا کر بھیجا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اچھا۔ پھر تو تم باعزت آدمی ہو۔ نمائندہ اصل سے زیادہ باعزت ہوتا ہے۔ جیسے میں تمہارے چیف کا نمائندہ ہوں''۔ عمران نے ریفریجریٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے دو ٹن جوس کے نکالے اور دو سٹرا اٹھا کر اس نے ریفریجریٹر بند کیا اور ٹن کھول کر اس نے ان میں سٹرا ڈالے اور ایک ٹن صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

''کیا سلیمان شاپنگ کرنے گیا ہوا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ ہسپتال گیا ہے''...... عمران نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

''ہسپتال۔ کیوں۔ خیریت تو ہے''...... صفدر نے چونک کر پوچھا تو عمران نے مختصر طور پر اسے اس کی بڑی بھاوج کی بیماری کے بارے میں بتا دیا۔

''اوہ۔ اب کیا حال ہے مریضہ کا''...... صفدر نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

''اب وہ ٹھیک ہو گئی ہے۔ آج انہیں ہسپتال سے چھٹی مل جائے گی اور سلیمان انہیں واپس گاؤں پہنچا کر کل آئے گا''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم سب آج جولیا کے فلیٹ پر اس لئے اکٹھے ہوئے تھے کہ ہم فارغ رہ رہ کر شدید بور ہو چکے ہیں اس لئے ہمارا خیال تھا کہ ہم شمالی علاقوں میں جا کر چند روز گزار آئیں۔ چیف سے جولیا نے بات کی اور چیف نے بھی اجازت دے دی ہے۔ اس پر جولیا نے آپ سے بات کی، تو آپ نے اسے ایسے لہجے میں جواب دیا کہ وہ غصہ کھا گئی اور اس نے پروگرام کینسل کر دیا جس پر سب ساتھیوں نے مجھے آپ کے پاس نمائندہ بنا کر بھیجا ہے کہ آپ پلیز جولیا کو منا لیں تا کہ ہم سب شمالی علاقوں میں جا سکیں''...... صفدر نے اپنے آنے کے بارے میں تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

''جولیا کو میں منا لوں۔ کیا مطلب۔ جولیا کوئی چھوٹی بچی تو نہیں ہے کہ میں اسے چاکلیٹ کا پیکٹ اور کوئی کھلونا دے کر بہلا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لوں گا۔ پھر میں نے اس سے کوئی غلط بات نہیں کی۔ یہی کہا ہے نا کہ فرمائیے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

''مجھے معلوم ہے عمران صاحب کہ آپ اپنا لہجہ بدل کر بھی وہ کچھ کہہ سکتے ہیں جو دوسرے الفاظ بول کر بھی نہیں کہہ سکتے۔ چلیں میں آپ کے سامنے دو صورتیں رکھتا ہوں۔ ایک تو وہی کہ آپ جولیا کو منا لیں۔ دوسرا یہ کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم مس جولیا کو ساتھ نہیں لے جائیں گے''...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کیوں۔ جولیا کو ساتھ کیوں نہیں لے جاؤ گے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ آپ ایسا نہیں چاہتے اور ہم بہرحال آپ کے ساتھ چند روز شمالی علاقوں میں گزار کر اپنی بوریت دور کرنا چاہتے ہیں''...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم نے واقعی چھپی ہوئی لیکن کامیاب دھمکی دی ہے۔ ظاہر ہے تم سب کے جانے اور جولیا کو ساتھ نہ لے جانے کا جولیا پر جو اثر ہو گا اور اس کا جو ردعمل ہو گا وہ انتہائی دھماکہ خیز بھی ہو سکتا ہے اس لئے تم نے شطرنج کی یہ کامیاب چال چلی ہے۔ اوکے۔ میں منا لیتا ہوں جولیا کو''...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے مجبوراً اسے اپنی شکست تسلیم کرنا پڑ رہی ہو اور صفدر اس کے اس انداز پر

ہنس پڑا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''کیا شہد بھرا لہجہ ہے۔ کتنی مٹھاس ہے لہجے میں۔ میرے دل کے تار پورے سات سروں میں بجنے لگے گئے ہیں۔ ایسی خوبصورت آواز، ایسا شہد بھرا لہجہ۔ جی چاہتا ہے کہ اس پر پورے سات قصیدے لکھ کر تمہاری آواز اور لہجے کو خراج تحسین پیش کروں لیکن اب کیا کروں مجبور ہوں۔ میری قسمت ہی خراب ہے۔ جب بھی قصیدہ لکھنے کی کوشش کرتا ہوں قصیدے کی بجائے نوحہ لکھ بیٹھتا ہوں''...... عمران نے آخر میں رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''بکواس مت کرو۔ فضول باتیں کرنا تو کوئی تم سے سیکھے''۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ عمران کی تعریف نے اس کے دل کے تاروں کو بھی چھیڑ دیا ہے۔

''صفدر میرے پاس بیٹھا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ تم مجھ سے ناراض ہو۔ میں نے اسے بھی یہی بتایا ہے کہ میں نے تو قصیدہ کہا تھا لیکن خرابی قسمت کہ اسے نوحہ سمجھ لیا گیا۔ پلیز۔ جب بھی تمہیں غصہ آنے لگے تو تم سمجھ جایا کرو کہ میں نوحہ نہیں قصیدہ کہہ رہا ہوں''...... عمران نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''شکریہ۔ میں صفدر کے ساتھ لگائی ہوئی شرط جیت لینے میں کامیاب ہو گیا ہوں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''شرط۔ کیسی شرط''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''اس نے مجھ سے شرط لگائی تھی کہ اگر میں تمہیں ہنسنے پر مجبور کر دوں تو وہ شمالی علاقوں میں جانے کا میرا سارا خرچہ خود ادا کرے گا اور اگر میں ایسا نہ کر سکا تو پھر میرا خرچہ تنویر کے ذمے''۔ عمران نے جواب دیا۔

''تم بہت بڑے اداکار ہو۔ لیکن ایک بات کا آئندہ ہمیشہ خیال رکھنا کہ میرے ساتھ بات کرتے ہوئے کبھی لہجہ خشک اور سرد نہ رکھنا۔ ضروری نہیں کہ میں ہر بار برداشت کر جاؤں۔ کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تم میرے ہاتھوں مارے جاؤ۔ سمجھے''...... جولیا نے کہا۔

''یعنی شہید محبت کے درجے پر فائز ہو جاؤں گا۔ واہ۔ میں تو اس دن کا انتظار کروں گا''...... عمران نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا لیکن دوسری طرف سے رسیور رکھا جا چکا تھا۔

''آپ واقعی کامیاب ترین اداکار ہیں عمران صاحب۔ بہرحال اب آپ شمالی علاقوں میں جانے کے لئے تیار رہیں۔ ہم ضروری تیاریوں کے بعد ایک دو روز تک یہاں سے روانہ ہو جائیں گے اور جیسا آپ نے کہا ہے کہ آپ کا تمام خرچہ میرے ذمے

ہے''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا خرچہ ہی کیا ہے۔ ویسے بھی ٹکٹ آدھا لگے گا''...... عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ وہ کیوں۔ کیا آپ بچے ہیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جس کا خرچہ ہو رہا ہو گا اس کی انگلی پکڑ کر تو چلنا ہی پڑے گا''...... عمران نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر سلام کر کے وہ مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران اس کے پیچھے بیرونی دروازے تک آیا اور پھر صفدر کے جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کیا اور واپس سٹنگ روم کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ سٹنگ روم میں پہنچ کر کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔ اسے یاد تھا کہ اس نے ٹائیگر کے ذمے سیکرٹری سائنس شہاب الدین کے بینک اکاؤنٹس چیک کرنے کا کام لگایا تھا۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''باس۔ سیکرٹری سائنس شہاب الدین صاحب کے تین خفیہ اکاؤنٹس ہیں''...... اور پھر اس نے ان اکاؤنٹس کی تفصیل بتانا شروع کر دی۔

''اکاؤنٹس کو چیک کیا ہے یا نہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''یس سر۔ یہ تینوں اکاؤنٹس ایک ایک ہفتے کے وقفے سے کھولے گئے ہیں اور تینوں اکاؤنٹس بھاری رقوم سے کھولے گئے ہیں اور پھر ہر تیسرے روز ان اکاؤنٹس میں انتہائی بھاری رقومات جمع کرائی گئی ہیں اور یہ سلسلہ ایک ماہ تک مسلسل اور باقاعدگی سے چلتا رہا ہے۔ البتہ ایک ماہ بعد اب ہر ماہ بھاری رقم ان اکاؤنٹس میں جمع ہو رہی ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''رقومات کی تفصیلات کیا ہیں''...... عمران نے پوچھا تو ٹائیگر نے تفصیلات بتانا شروع کر دیں اور عمران کی آنکھیں یہ تفصیلات سن کر حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ یہ اتنی بھاری رقومات تھیں کہ سیکرٹری سائنس جیسے اعلیٰ ترین عہدے پر فائز ہونے کے باوجود ایک اکاؤنٹ میں جمع ہونے والی رقم ساری عمر اکٹھی نہ کر سکتا تھا۔

''تم ان اکاؤنٹس اور ان میں جمع ہونے والی رقومات کے ثبوت اس انداز میں حاصل کرو کہ سیکرٹری سائنس ان سے انکار نہ کر سکے''۔ عمران نے کہا۔

''یس سر۔ میں نے پہلے ہی اس پوائنٹ پر کام کیا ہے اور

ناقابل تردید ثبوت میرے پاس موجود ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم کہاں سے فون کر رہے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"سٹار کلب سے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"میں فلیٹ میں موجود ہوں۔ یہ کاغذات مجھے دے جاؤ"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ راشد فیروز کی رپورٹ کے بعد ٹائیگر کی رپورٹ نے اس کے ذہن کو ہلا کر رکھ دیا تھا لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ اسلحے کا ایک بیگ کسی گروپ کو بھیجنے سے اتنی بھاری رقومات تو نہیں مل سکتیں۔ پھر آخر یہ بھاری رقومات سیکرٹری سائنس نے کس خدمت کے عوض حاصل کی ہیں۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ ٹائیگر آیا ہو گا۔ عمران اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف گیا اور پھر ٹائیگر کو ساتھ لے کر وہ واپس سٹنگ روم میں آ گیا۔

"کہاں ہیں کاغذات"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے ایک بڑا سا لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے لفافے میں سے کاغذات نکالے اور انہیں دیکھنے لگا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاغذات واپس لفافے میں ڈال کر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لفافہ میز کی دراز میں رکھ دیا۔

"باس۔ سیکرٹری سائنس کو کس مد میں اتنی بھاری رقومات مل سکتی ہیں"...... ٹائیگر نے بھی وہی سوال کر دیا جو عمران کے ذہن میں گھوم رہا تھا تو عمران نے اسے راشد فیروز کی رپورٹ کے بارے میں بتا دیا۔

"اگر یہ اسلحے کا سلسلہ ہے باس تو میں آسانی سے اس کا پتہ چلا سکتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"بظاہر تو یہ اسلحے کا ہی سلسلہ ہے لیکن راشد فیروز کے مطابق ایک پیکٹ اس سیکرٹری کے ذاتی ملازم غلام حسین کے حوالے کیا جاتا ہے اور پھر وہ پیکٹ کار میں رکھ کر سیکرٹری بہادرستان سے ملحقہ پاکیشیائی آزاد علاقے کاکاش جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم اس غلام حسین کو اغوا کر کے اس سے پوچھ گچھ کرو تو شاید اصل بات سامنے آ جائے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں جلد ہی سب کچھ معلوم کر لوں گا"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران بھی اسے دروازے تک چھوڑنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر ٹائیگر کے باہر جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کیا اور واپس آ کر سٹنگ روم میں بیٹھ گیا۔ اس نے میز کی دراز سے ٹائیگر کا دیا ہوا لفافہ نکالا اور اس میں سے کاغذات نکال کر انہیں تفصیل سے پڑھنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ ان میں درج ہندسے اور الفاظ کو بغور پڑھتا رہا۔ پھر اس

نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاغذات کو دوبارہ لفافے میں ڈالا اور لفافہ دوبارہ میز کی دراز میں رکھ دیا۔ گو یہ سیکرٹری سائنس کے خلاف انتہائی ٹھوس ثبوت تھے لیکن عمران کے حلق سے یہ بات نہیں اتر رہی تھی کہ اس قدر خطیر رقمیں صرف اسلحہ کے ایک باکس کے عوض نہیں دی جاسکتیں۔ اس کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ معاملات اس سے زیادہ گھمبیر ہیں جتنے وہ سمجھ رہا ہے اس لئے اس نے ٹائیگر کی دوسری رپورٹ تک معاملے کو اوپن نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا

سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کے شیشے کلرڈ تھے جس کی وجہ سے اندر سے باہر تو آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا لیکن باہر سے اندر نہ دیکھا جا سکتا تھا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی آدمی تھا جبکہ عقبی سیٹ پر برانڈ اور جیکی موجود تھے۔ وہ اس وقت سیکرٹری سائنس شہاب الدین سے ملاقات کے لئے اس کی بتائی ہوئی کسی خفیہ جگہ پر جا رہے تھے۔ ڈرائیور اور کار فرنیک نے بھجوائی تھی۔ کار جس سڑک پر دوڑ رہی تھی وہ شہر سے باہر جانے والی سڑک تھی اور اس پر ٹریفک شہر کی سڑکوں سے خاصا کم تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار دائیں ہاتھ پر جانے والی ایک اور سڑک پر مڑ گئی اور ایک وسیع و عریض عمارت کے آہنی گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔ یہ کوئی فیکٹری تھی۔ پھاٹک کے باہر سیکورٹی کے افراد موجود تھے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ڈرائیور نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر سیکورٹی کے ایک آدمی کے ہاتھ میں دے دیا اور وہ آدمی کارڈ لے کر تیزی سے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کی طرف بڑھ گیا جبکہ باقی سیکورٹی کے افراد بڑے چوکنا انداز میں کھڑے نظر آ رہے تھے۔ پھاٹک کے ساتھ دیوار پر ایک بہت بڑا بورڈ موجود تھا جس پر فلاور فوم کا بڑا سا اشتہار تھا۔

''یہ فلاور فوم کی ہی فیکٹری ہے شاید''...... جیکی نے بورڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے''...... برائنڈ نے جواب دیا۔

''لیکن''...... جیکی نے مزید کچھ کہنا چاہا۔

''سوری جیکی۔ پلیز''...... برائنڈ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی آنکھ سے ڈرائیور کی طرف اشارہ کر دیا تو جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور خاموش ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد بڑا سا پھاٹک کھلتا چلا گیا اور ڈرائیور نے کار سٹارٹ کی اور اسے پھاٹک کے اندر لے گیا۔ وسیع و عریض صحن کو عبور کر کے وہ عمارت کی دوسری سائیڈ پر موجود ایک کھلی گلی میں سے کار گزار کر فیکٹری کی عقبی طرف لے گیا اور اس نے ایک دروازے کے سامنے جا کر کار روک دی۔ دروازے کے سامنے ایک سیکورٹی گارڈ موجود تھا جس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی۔ اس سیکورٹی گارڈ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا تو جیکی اور برائنڈ دونوں کار سے نیچے اتر آئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''تشریف لائیے جناب''...... سیکورٹی گارڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر مڑ کر اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کا اختتام بھی ایک دروازے پر ہو رہا تھا۔ سیکورٹی گارڈ کے پیچھے چلتے ہوئے وہ اس دروازے تک پہنچ گئے۔ سیکورٹی گارڈ نے آگے بڑھ کر دروازے کو دبا کر کھولا اور پھر ایک طرف ہٹ گیا۔

''تشریف لے جائیے۔ صاحب آپ کے منتظر ہیں''۔ سیکورٹی گارڈ نے کہا تو برائنڈ اور جیکی کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرہ سٹنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا لیکن فرنیچر بے حد قیمتی تھا اور سجاوٹ میں بھی حسن ذوق نمایاں تھا۔ ایک کرسی پر ایک ادھیڑ عمر لیکن بارعب چہرے کا مالک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بلیو لائن سوٹ پہنا ہوا تھا۔ وہ ان دونوں کے داخل ہوتے ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میرا نام شہاب الدین ہے اور میں وزارت سائنس میں سیکرٹری ہوں''...... شہاب الدین نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے اپنا تعارف کرایا اور پھر اس کے جواب میں برائنڈ اور جیکی نے بھی اپنے نام بتائے اور مصافحہ کر کے تینوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے میں تین گلاس اور شراب کی بوتل رکھے اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں شراب کی بوتل، گلاس اور برف کے ٹکڑوں سے بھری ہوئی ٹرے میز پر رکھی اور پھر اس نے گلاسوں میں برف کے ٹکڑے ڈالے۔ بوتل کھول کر

گلاسوں میں شراب انڈیلی اور پھر ایک ایک گلاس ان تینوں کے سامنے رکھ کر وہ مؤدبانہ انداز میں جھکا اور خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔ جب تک یہ کارروائی ہوتی رہی تینوں خاموش بیٹھے رہے۔

''سیکرٹری صاحب۔ آپ نے اس قدر رازداری کا اہتمام کیوں کیا ہے۔ کیا آپ کسی قسم کا خطرہ محسوس کر رہے ہیں''...... برائنڈ نے شہاب الدین سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں۔ خطرہ کیسا۔ میرا عہدہ ایسا ہے کہ مجھ پر نہ کوئی شک کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی مجھے کسی قسم کا خطرہ ہو سکتا ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ اس طرح کھلے عام غیر ملکیوں سے ملاقات کروں کیونکہ ہمارے ہاں سنٹرل انٹیلی جنس کے آدمی بھی ہر جگہ موجود ہوتے ہیں''...... شہاب الدین نے بڑے رعونت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو سنٹرل انٹیلی جنس سے بچنے کے لئے آپ نے یہ اہتمام کیا ہے''...... برائنڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اسے آپ صرف احتیاط سمجھ لیں اور کچھ نہیں''...... سیکرٹری شہاب الدین نے اسی طرح رعونت بھرے لہجے میں کہا۔

''سیکرٹری صاحب۔ آپ سے ملاقات کا مقصد یہ ہے کہ جس لیبارٹری میں آپ نے ڈبل ایس کے پرزے پہنچائے ہیں اس لیبارٹری کا محل وقوع کیا ہے۔ اس کا راستہ کہاں سے ہے اور وہاں کس قسم کے حفاظتی انتظامات ہیں۔ یہ سب کچھ آپ تفصیل سے بتا دیں''...... برائنڈ نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''اس سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ جہاں میں جاتا ہوں وہاں سے لیبارٹری کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ لیبارٹری بالکل علیحدہ ہے اور یہ سیکورٹی زون بالکل علیحدہ ہے اور مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے کہ لیبارٹری کا راستہ کہاں ہے اور کس انداز میں ہے۔ میں کبھی اس لیبارٹری کے اندر نہیں گیا''...... شہاب الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر ان پرزوں کو وہاں پہنچانے کا کیا فائدہ۔ جب یہ لیبارٹری میں جا ہی نہیں سکتے''...... برائنڈ نے کہا۔

''یہ سب کچھ آپ کے اعلیٰ حکام کو معلوم ہو گا۔ مجھے جو کام کہا گیا وہ میں نے کر دیا''...... شہاب الدین نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''سیکرٹری صاحب۔ آپ وزارت سائنس کے سیکرٹری ہیں اور یہ لیبارٹری بھی تو وزارت سائنس کے تحت ہو گی''...... اچانک خاموش بیٹھی ہوئی جیکی نے کہا۔

''ہاں''...... شہاب الدین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

''تو اس کی بلیو فائل بھی آپ کے تحت کسی جگہ موجود ہو گی''۔ جیکی نے پوچھا۔

''ہاں۔ وزارت سائنس کے سپیشل ریکارڈ روم میں تمام بلیو فائلیں موجود ہیں''...... شہاب الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’آپ اس بلیو فائل کی کاپی کے عوض کتنی دولت وصول کرنا پسند کریں گے‘‘...... جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا تو برائڈ کے چہرے پر جیکی کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

’’اس کی کاپی کا حصول تو ناممکن ہے‘‘...... شہاب الدین نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا لیکن ان کے بولنے کا انداز اور ان کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات بتا رہے تھے کہ یہ کام وہ آسانی سے کرسکتا ہے لیکن سودے بازی کی خاطر وہ ایسی بات کر رہا ہے۔

’’سوچ لیں سیکرٹری صاحب۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس ریکارڈ روم کے کسی افسر کو معمولی تعداد میں ڈالر دے کر بھی یہ کام کرایا جا سکتا ہے۔ آپ کو ایکریمیا کے لمبے ہاتھوں کا اندازہ تو ہو گا‘‘۔ جیکی نے باقاعدہ سودے بازی کے انداز میں کہا۔

’’آپ کو غلط فہمی ہے محترمہ۔ اگر اتنی آسانی سے ایسی فائلوں کی کاپیاں ریکارڈ روم سے نکل سکتیں تو پاکیشیا کی ایک بھی لیبارٹری محفوظ نہ رہ پاتی‘‘...... شہاب الدین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ بھی پرانے بیوروکریٹ تھے اس لئے معاملات کو ڈیل کرنا اچھی طرح جانتے تھے۔

’’بہرحال آپ فیصلہ کرلیں۔ ہم آپ کے فیصلے کے بعد مزید سوچیں گے‘‘...... جیکی نے جواب دیا۔

’’سنیں۔ اگر آپ ایک کروڑ ڈالرز دیں تو کاپی آپ کو مل سکتی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہے‘‘...... شہاب الدین نے کہا۔

’’آخری بات۔ صرف دس لاکھ ڈالرز‘‘...... جیکی نے کہا۔

’’سوری۔ آپ کسی اور کے ذریعے اسے مفت حاصل کرلیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اور اس معاملے کو ختم سمجھیں اور کوئی بات کریں‘‘...... شہاب الدین نے ناراض سے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے جیکی کی بات نے اسے شدید ذہنی شاک پہنچایا ہو۔

’’ٹھیک ہے سیکرٹری صاحب۔ جیسے آپ کہیں۔ پھر ہمیں اجازت دیں‘‘...... جیکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’اچھا آپ بضد ہیں تو آخری بات کرتا ہوں۔ پچاس لاکھ ڈالرز آپ دیں۔ آپ کو کاپی مہیا کر دوں گا‘‘...... شہاب الدین نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ آپ کی آفر ہمیں منظور ہے‘‘...... جیکی کے بولنے سے پہلے برائڈ نے کہا تو جیکی نے اس طرح منہ بنا لیا جیسے برائڈ نے غلط بیانی کی ہو لیکن جیکی خاموش رہی۔

’’میں آپ کو ایک اکاؤنٹ نمبر دیتا ہوں۔ آپ اس اکاؤنٹ میں رقم جمع کرا کر رسید فرنیک کو دے دیں۔ ایک ہفتے بعد آپ کو بلیو فائل کی کاپی مل جائے گی‘‘...... شہاب الدین نے کہا۔

’’سوری سیکرٹری صاحب۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ آپ گھنٹوں کی بات کریں‘‘...... برائڈ نے کہا۔

”چلیں رسید میرے پاس پہنچنے کے چوبیس گھنٹے کے اندر اندر آپ کو کاپی بذریعہ فرنیک مل جائے گی“...... شہاب الدین نے کہا۔

”اوکے۔ دیں اپنا اکاؤنٹ نمبر“...... برائڈ نے کہا تو شہاب الدین نے ایک کاغذ پر اکاؤنٹ نمبر اور بینک برانچ کے بارے میں لکھ کر کاغذ برائڈ کی طرف بڑھا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب ہمیں اجازت“...... برائڈ نے کاغذ لے کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ پھر برائڈ نے فرنیک کو کال کر کے اس اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ ڈالرز جمع کرانے کا کہا اور اس کے ساتھ ہی میجر روجر کو بھی بھیجنے کا کہہ دیا۔ پھر میجر روجر سے انہوں نے خاصہ داروں کے بارے میں تفصیلی بات چیت کر کے اسے واپس بجھوا دیا۔

”یہ فائل کی کاپی والی بات اچانک تمہارے ذہن میں کیسے آ گئی“...... برائڈ نے کہا۔

”بس اچانک ہی مجھے خیال آ گیا لیکن تم نے جلدی کی ہے۔ معاملہ اس سے بھی کم پر نمٹ جاتا“...... جیکی نے کہا۔

”ہم یہاں رقم بچانے کے لئے نہیں آئے۔ ہمیں اپنا مشن مکمل کرنا ہے“...... برائڈ نے جواب دیا تو جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو حسب عادت اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو“...... عمران نے سلام دعا کے بعد خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ سمیت پوری ٹیم شمالی علاقوں کی سیر کے لئے جا رہی ہے۔ کیا مجھے بھی اجازت مل سکتی ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ایک بڑے شاعر نے مکتب عشق کا دستور بتایا ہے کہ اس مکتب کا اصول ہے کہ اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا اور چونکہ تم خود مکتب عشق کے استاد بلکہ ہیڈ ماسٹر ہو اس لئے تمہیں چھٹی کیسے مل سکتی ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ آپ سمیت پوری ٹیم نے سبق یاد نہیں کیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اگر یاد کر لیتے تو اب تک سب کے ٹیاؤں ٹیاؤں اور چیاؤں چیاؤں کی تعداد درجنوں میں ہوتی''...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو اس بار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''پھر تو یہ سبق میں نے بھی یاد نہیں کیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کیوں نہیں یاد کیا۔ ہر وقت قوم کے غم میں مبتلا رہتے ہو۔ جسے دیکھو تمہاری تعریف کر رہا ہے کہ صاحب۔ کیا صاحب ہے کہ دنیا بھر کے معاملات سے ہر لمحے باخبر رہتا ہے۔ ملک و قوم کے مفادات کے لئے ہر لمحہ چوکنا رہتا ہے۔ یہی تو اصل سبق ہے۔ ملک و قوم سے عشق کا اور تم کہتے ہو کہ سبق یاد نہیں کیا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب کیا کہا جا سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ اس کمرے کی تمام آکسیجن اپنے پھیپھڑوں میں بھرنے کی ضرورت نہیں۔ کچھ دوسروں کا بھی خیال رکھا کرو۔ بہرحال تم اتنے ہی بور ہو گئے ہو تو میری طرف سے اجازت ہے۔ شمالی علاقے کیا جنوبی علاقوں، مشرقی علاقوں بلکہ مغربی علاقوں کی سیر کے لئے بھی جا سکتے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''میں ٹیم کے ساتھ جانے کی بات کر رہا ہوں۔ اکیلا میں کیا سیر کروں گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹیم کی قسمت میں سیر سپاٹا کہاں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا کوئی کیس آ گیا ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ابھی آیا تو نہیں لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ موصوف کسی بھی لمحے آنے والے ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا ہے۔ کچھ بتائیں تو سہی''...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا تو عمران نے راشد فیروز کے والد سے ہونے والی ملاقات سے لے کر ٹائیگر کو دی گئی رپورٹ تک کے واقعات بتا دیئے۔

''اس میں کیس کہاں سے آ گیا۔ اسلحہ کی اسمگلنگ تو سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتی''...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سیکرٹری سائنس لیول کا آفیسر عام ٹائپ کی اسمگلنگ میں ملوث نہیں ہو سکتا۔ اس کے پس منظر میں کوئی اہم بات ہے''۔ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر اٹنڈنگ یو باس۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"دو روز گزر گئے ہیں اور تم نے کوئی رپورٹ نہیں دی شہاب الدین اور اس کے ملازم غلام حسین کے بارے میں۔ اوور"۔ عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ غلام حسین کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ وہ اپنے گاؤں گیا ہوا ہے جو کہ علاقہ ماجور میں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ طویل رخصت لے کر گیا ہے تو میں نے سوچا کہ وہاں جا کر اس سے معلومات حاصل کی جائیں۔ چنانچہ میں وہاں چلا گیا۔ چونکہ فاصلہ کافی ہے اس لئے ایک روز وہاں پہنچنے میں لگ گیا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ غلام حسین موٹر سائیکل پر نزدیکی گاؤں جا رہا تھا کہ راستے میں ڈاکوؤں نے فائرنگ کر کے اسے ہلاک کر دیا اور دوسرے روز اس کی تدفین ہوئی ہے۔ میں نے وہاں پولیس اسٹیشن سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ یہاں اسلحے کے زور پر موٹر سائیکل چھیننے کی وارداتیں عام ہیں اور غلام حسین چونکہ شہر میں رہتا ہے اور کافی طویل عرصے بعد گاؤں آیا تھا اس لئے اسے ان وارداتوں کی خبر نہ تھی۔ اس نے یقیناً مزاحمت کی ہوگی اس لئے ڈاکوؤں نے اسے ہلاک کر دیا لیکن ڈاکو اسے ہلاک کرنے کے بعد

RAFREXO@HOTMAIL.COM

فرار ہو گئے تھے۔ وہ موٹر سائیکل ساتھ نہیں لے گئے تھے۔ میں نے کوشش کی کہ شاید غلام حسین کوئی ڈائری وغیرہ لکھتا ہو لیکن مجھے معلوم ہوا کہ وہ ان پڑھ تھا تو میں واپس آ گیا۔ یہاں واپس آ کر میں نے کوشش کی کہ اس گروپ کا کھوج لگایا جائے جو اسلحے کا پیکٹ پہنچاتا تھا اور ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے معلوم ہوا ہے کہ گولڈن کلب کا مالک اور جنرل مینجر فرنیک اس گروپ کی پشت پر ہے۔ ویسے فرنیک اسلحہ اسمگلنگ میں ملوث رہتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اونچے پیمانے پر کام کرتا ہے اس لئے اب میں اس فرنیک کے بارے میں چھان بین کروں گا۔ اوور"...... ٹائیگر نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"یہ گولڈن کلب کہاں ہے۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"سرکلر روڈ پر مشہور کلب ہے باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہاری اس سے واقفیت ہے۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ وہ صرف اسلحہ کی اسمگلنگ کا کام کرتا ہے اس لئے اس سے میری ملاقات نہیں ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم کیسے معلوم کرو گے کہ وہ اس معاملے میں ملوث ہے۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

''اس کا ایک آدمی ہے مارٹی۔ وہ میرا دوست ہے۔ میں نے انڈر ورلڈ میں اس کے کئی کام کیئے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اس سے اصل حالات کا علم ہو جائے گا۔ اوور''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کب تک یہ سب کچھ معلوم کر لو گے۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''میں گولڈن کلب جا رہا ہوں باس۔ اگر وہ وہاں مل گیا تو ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد میں آپ کو کال کروں گا اور اگر نہ ملا تو میں اسے تلاش کروں گا۔ اس صورت میں کچھ مزید وقت لگ سکتا ہے۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جلد از جلد یہ کام کرو اور مجھے ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دو۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس پر اپنی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کر دی۔

''آپ شاید زبردستی کوئی نہ کوئی کیس بنانا چاہتے ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم بھی کئی بار کہہ چکے ہو اور ٹیم کے ساتھی بھی اکثر یہ بات کرتے رہتے ہیں کہ تمام کیس میرے ذریعے سے کیوں شروع ہوتے ہیں۔ مجھے ہی ان کیسز کی سن گن کیوں ملتی ہے کسی دوسرے کو کیوں نہیں ملتی اور گو یہ بات غلط ہے۔ بے شمار بار دوسروں نے بھی کیسز کی سن گن حاصل کی ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اس وقت تک کسی بات کو سیریس نہیں لیتے جب تک وہ کھل کر سامنے نہیں آ جاتی جبکہ میری عادت ہے کہ میں معمولی سے معمولی بات کو بھی پوری اہمیت دیتا ہوں چاہے بعد میں اس کا نتیجہ کچھ بھی نکلے لیکن میں نے اکثر دیکھا ہے کہ معمولی باتیں جب کھلتی ہیں تو وہ بہت بڑی ثابت ہوتی ہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ لیکن یہ بات چاہے کتنی ہی کیوں نہ کھلے مسئلہ تو اسلحے کی سپلائی کا ہی ہے۔ سیکرٹری سائنس لیول کا آدمی اگر اسلحہ اسمگلروں کے ساتھ مل جائے تو انہیں بے حد فائدہ پہنچ سکتا ہے لیکن مسئلہ تو پھر بھی اسلحے کی اسمگلنگ کا ہی رہے گا''...... بلیک زیرو نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اسلحہ اسمگلنگ کرنے والوں کا اپنا نیٹ ورک ہوتا ہے۔ وہ اتنے بڑے عہدے کے افسر کو عام طور پر اپنے نیٹ ورک میں شامل نہیں کرتے کیونکہ اس لیول کے لوگوں کو انہیں ان کے لیول کے مطابق بھاری رقمیں دینی پڑتی ہیں اس لئے جب تک انہیں کوئی خاص فائدہ حاصل نہ ہو گا وہ ایسا نہیں کرتے اور اس معاملے میں سیکرٹری سائنس لیول کا آفیسر ملوث ہو اور پھر اس کے خفیہ اکاؤنٹس میں جس قدر کثیر رقومات جمع ہوئی ہیں اس نے مجھے چونکا دیا ہے۔ چاہے بعد میں معاملہ زیرو ہی ثابت ہو لیکن کم از کم مجھے تسلی تو ہو جائے گی''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے اثبات میں سر ہلانے پر عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

''ایکسٹو''......عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''صفدر سے کہو کہ وہ سیکرٹری سائنس شہاب الدین کی مصروفیات کو چیک کر کے رپورٹ دے''...... عمران نے کہا۔

''کیا سر کوئی کیس شروع ہو گیا ہے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''ضروری تو نہیں ہوتا کہ کیس شروع ہو تو اس پر کام کیا جائے۔ ہمیں ہر طرح سے باخبر رہنا چاہئے۔ مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ سیکرٹری سائنس شہاب الدین کے نہ صرف خفیہ اکاؤنٹس ہیں بلکہ ان اکاؤنٹس میں بھاری رقومات بھی تیزی سے جمع ہوئی ہیں''۔ عمران نے سرد اور مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''آپ نے جان بوجھ کر صفدر کو اس کام پر لگایا ہے تاکہ وہ تفریح کے لئے نہ جا سکیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جب تک معاملہ نمٹ نہیں جاتا اس وقت تک تفریح کیسے ہو سکتی ہے''......عمران نے جواب دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''میں آپ کے لئے چائے لے آؤں''...... بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ وہ واقعی اس معاملے میں ذہنی طور پر خاصا الجھ گیا تھا۔ غلام حسین کا اس انداز میں قتل گو عام سی واردات لگتی تھی لیکن عمران کا مشکوک ذہن اس سلسلے میں بھی پوری طرح مطمئن نہیں تھا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو نے چائے کی پیالی اس کے سامنے رکھی تو فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''......عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں۔ صفدر نے اطلاع دی ہے کہ سیکرٹری سائنس ایک بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے لئے ایکریمیا گئے ہوئے ہیں اور ان کی واپسی چار روز بعد ہو گی''...... جولیا نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''صفدر سے کہو کہ وہ سرکلر روڈ پر واقع گولڈن کلب کے مالک اور جنرل منیجر فرنیک کے فون چیک کرائے اور اس سے ملنے والوں کو بھی چیک کرائے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور چائے کی پیالی اٹھا کر اس نے منہ سے لگا لی۔ تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز آنے لگی تو عمران نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور''...... دوسری طرف سے ٹائیگر

کی آواز سنائی دی۔

''یس۔علی عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ مارٹی سے بے حد اہم باتوں کا پتہ چلا ہے اور معاملات چونکہ فوری نوعیت کے ہیں اس لئے میں فرنیک کو اغوا کر کے رانا ہاؤس لا رہا ہوں۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران اور بلیک زیرو دونوں ہی چونک پڑے۔

''ٹھیک ہے۔ میں بھی وہیں پہنچ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل''۔عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''رانا ہاؤس''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں جوزف۔ ٹائیگر ایک آدمی کو ساتھ لے کر رانا ہاؤس پہنچ رہا ہے۔ میں بھی رانا ہاؤس آ رہا ہوں۔اگر مجھ سے پہلے ٹائیگر پہنچ جائے تو اس آدمی کو بلیک روم میں کرسی پر جکڑ دینا اور ٹائیگر کو وہیں روک لینا''...... عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''جولیا کی کال آئے تو اٹنڈ کر لینا''...... عمران نے رسیور رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''اس نے یہی رپورٹ دینی ہے کہ فرنیک موجود نہیں ہے اور کیا کہنا ہے اس نے''...... بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

''اسے کہنا کہ فرنیک کے آفس کا فون چیک کرائے۔ اگر وہ میموری والا فون ہے تو اس کی ریکارڈنگ حاصل کی جائے''۔عمران نے کہا اور بلیک زیرو کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

برائنڈ اپنی رہائش گاہ کے سٹنگ روم میں بیٹھا اس فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا جو تقریباً ایک گھنٹہ پہلے فرینک کا خاص آدمی دے گیا تھا۔ یہ وہ فائل تھی جو سیکرٹری سائنس شہاب الدین نے فرینک کے ذریعے بھجوائی تھی اور یہ فائل اس لیبارٹری کی تھی جہاں کاسموس انرجی پر کام ہو رہا تھا اور جس کے لئے برائنڈ نے فرینک کے ذریعے اس کے خفیہ اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ ڈالر جمع کرائے تھے لیکن یہ فائل لیبارٹری کے اندرونی نقشے، وہاں موجود سائنس دان، ان کے معاونین اور سیکورٹی کے انتظامات کے بارے میں تھی لیکن اصل بات اس میں موجود نہ تھی۔ اس لیبارٹری میں آنے جانے کا راستہ نہ دکھایا گیا تھا اور برائنڈ ایک گھنٹے سے بار بار یہ فائل پڑھ رہا تھا تاکہ شاید کہیں راستے کے بارے میں کوئی اشارہ مل جائے کیونکہ بغیر راستے کا علم ہوئے وہ اس لیبارٹری میں داخل

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نہ ہو سکتے تھے۔ البتہ اس میں سیکورٹی کے آفس کے راستے اور اس کے اندرونی حصے کا ذکر تھا لیکن اس فائل میں بھی یہی درج تھا کہ دونوں کے درمیان کوئی رابطہ یا راستہ نہیں ہے۔ جیکی علیحدہ کمرے میں سوئی ہوئی تھی جبکہ برائنڈ بیٹھا اس فائل میں مسلسل سر کھپا رہا تھا کہ اچانک ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو برائنڈ نے چونک کر فائل سے سر اٹھایا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ برائنڈ بول رہا ہوں"...... برائنڈ نے کہا۔

"فرینک بول رہا ہوں۔ آپ فوراً یہ کوٹھی چھوڑ دیں۔ میرا آدمی رونالڈ آپ کے پاس پہنچ رہا ہے۔ آپ اس کے ساتھ آ جائیں۔ میں ایک اور جگہ آپ کا انتظار کر رہا ہوں"...... فرینک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ہے"...... برائنڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی کریں اور فوراً۔ میں فون پر نہیں بتا سکتا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو برائنڈ نے رسیور رکھا اور فائل بند کر کے اسے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں جیکی سوئی ہوئی تھی۔

"جیکی۔ جیکی اٹھو۔ ہم نے یہ جگہ فوری چھوڑنی ہے"...... برائنڈ نے آگے بڑھ کر اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو جیکی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

''کیا ہوا ہے''...... جیکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جلدی کرو۔ ہم نے یہ جگہ فوری چھوڑنی ہے۔ تفصیل بعد میں معلوم ہو گی۔ جلدی اٹھو۔ تیار ہو جاؤ''...... برائنڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا بیرونی صحن میں آ گیا جہاں ملازم فریڈ موجود تھا۔

''سنو فریڈ۔ تمہارے چیف فرینک کا فون آیا ہے۔ ہم نے یہ جگہ فوری چھوڑنی ہے۔ وہ اپنے آدمی رونالڈ کو بھیج رہا ہے جس کے ساتھ ہم نے جانا ہے اس لئے رونالڈ جیسے ہی آئے تم نے ہمیں اطلاع دینی ہے''...... برائنڈ نے فریڈ سے کہا۔

''یس سر''...... فریڈ نے جواب دیا اور برائنڈ واپس اندرونی کمرے میں آ گیا۔ اسی لمحے جیکی بھی کمرے میں آ گئی۔

''کیا ہوا ہے۔ کیا یہاں کوئی ریڈ ہونے والا ہے''...... جیکی نے کہا تو برائنڈ نے فرینک کے فون آنے اور پھر اس سے ہونے والی بات چیت سے اسے آگاہ کر دیا اور پھر اس سے پہلے کہ جیکی جواب دیتی فریڈ اندر داخل ہوا اور اس نے رونالڈ کے آنے کی اطلاع دی تو وہ دونوں اپنا ضروری سامان اٹھا کر باہر آ گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھے مختلف سڑکوں سے گزرتے چلے جا رہے تھے۔ دونوں کے چہروں پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اتنی بات وہ بہرحال سمجھتے تھے کہ فرینک کا انہیں اس طرح رہائش گاہ سے شفٹ کرنا اور فون پر تفصیلات نہ بتانے کا مطلب

RAFREXO@HOTMAIL.COM

یہی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی بڑے خطرے سے دوچار ہو چکے ہیں لیکن کس خطرے سے یہی بات ان کے لئے الجھن کا باعث بنی ہوئی تھی لیکن ظاہر ہے یہ الجھن فرینک ہی دور کر سکتا تھا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئے اور پھر ایک پھاٹک کے سامنے جا کر کار رک گئی۔ ڈرائیور نے تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو پھاٹک کھل گیا اور ڈرائیور کار اندر لے گیا۔ وسیع پورچ میں ایک کار پہلے سے موجود تھی جبکہ برآمدے میں دو مسلح آدمی کھڑے تھے۔ کار رکتے ہی مسلح افراد میں سے ایک آدمی تیزی سے مڑا اور اندر چلا گیا۔ برائنڈ اور جیکی ابھی کار سے اترے ہی تھے کہ برآمدے میں فرینک نظر آیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر ان کی طرف بڑھا۔

''آیئے میرے ساتھ''...... فرینک نے ان دونوں کے ساتھ مصافحہ کرنے کے بعد کہااور واپس مڑ گیا۔

''تم بہت پراسرار بن رہے ہو''...... برائنڈ نے کہا۔

''بات ہی ایسی ہے جناب''...... فرینک نے مڑے بغیر کہا اور پھر وہ ایک اندرونی کمرے میں پہنچ گئے۔

''بیٹھیں۔ میں اب آپ کو تفصیل بتاتا ہوں''...... فرینک نے کہا تو وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ان کے چہروں پر الجھن کے ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔

''آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تو جانتے ہوں گے''۔

چند لمحے خاموش رہنے کے بعد فرینک نے کہا تو برائنڈ اور جیکی دونوں اچھل پڑے۔

"ہاں کیوں۔ کیا مطلب"...... برائنڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا ایک آدمی ہے علی عمران جو بظاہر ایک سیدھا سادا، احمق اور مسخرہ سا نوجوان ہے لیکن وہ دنیا کا سب سے خطرناک ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ اس کا ایک شاگرد ہے جس کا نام ٹائیگر ہے۔ وہ انڈر ورلڈ میں اعلیٰ پیمانے پر کام کرتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ٹائیگر، عمران کے مفادات کے لئے کام کرتا ہے اور انڈر ورلڈ سے اسے جب بھی کوئی ایسی معلومات ملتی ہیں جو عمران کے لئے کام کی ہوں تو وہ یہ معلومات اسے پہنچا دیتا ہے۔ میں اپنے خصوصی آفس میں موجود تھا کہ مجھے اطلاع ملی کہ ٹائیگر میرے اسسٹنٹ مارٹی سے بات چیت کر رہا ہے۔ میں نے اپنے کلب کے ہر آفس میں خفیہ آلات نصب کرائے ہوئے ہیں۔ میں نے مارٹی کے آفس کو چیک کیا تو معلوم ہوا کہ مارٹی اور ٹائیگر دونوں میرے بارے میں بات کر رہے ہیں اور مارٹی اسے سیکرٹری شہاب الدین اور آپ دونوں کے بارے میں بتا رہا ہے تو میں چونک پڑا۔ میں نے اپنے ایک اور اسسٹنٹ کو فون کر کے کال کیا اور کہا کہ وہ ٹائیگر کی نگرانی کرے اور جب وہ کلب سے باہر جائے تو کسی مناسب جگہ پر اسے ہلاک کرا دے کیونکہ میں نہیں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

چاہتا تھا کہ اسے کلب کے اندر ہلاک کیا جائے۔ میرے اسسٹنٹ کے جاتے ہی ٹائیگر اندرونی خفیہ راستے سے میرے آفس میں اچانک پہنچ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ میں سنبھلتا اس نے میرے سر پر چوٹ ماری اور میں بے ہوش ہو گیا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں یہاں اپنی اس خفیہ کوٹھی میں موجود تھا اور میرا اسسٹنٹ سارجر بھی یہاں موجود تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ ٹائیگر کی نگرانی کرنے کے لئے عقبی راستے سے باہر نکلا ہی تھا کہ اس نے ٹائیگر کو مجھے بے ہوشی کے عالم میں کندھوں پر اٹھائے باہر آتے اور مجھے کار کی عقبی سیٹوں کے درمیان ڈالتے اور پھر خود کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے دیکھ لیا۔ پھر وہ اپنی کار کی طرف بھاگا جو باہر ایک طرف موجود تھی۔ پھر اس نے ٹائیگر کا تعاقب کیا۔ ٹائیگر نے راستے میں اپنی کار ایک بند گلی میں موڑ دی تو اس نے اپنی کار ایک سائیڈ پر روک دی اور نیچے اتر کر وہ گلی میں داخل ہوا تو اس نے ٹائیگر کو ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کرتے ہوئے دیکھا۔ سارجر چھپتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔ ٹائیگر اس دوران ٹرانسمیٹر آف کر کے گاڑی کو دوبارہ سٹارٹ کرنے میں مصروف تھا کہ سارجر نے اسے مشین پسٹل سے گولی مار دی اور عقبی سیٹوں کے درمیان سے اس نے مجھے باہر کھینچا اور کاندھے پر ڈال کر گلی سے نکل کر اپنی کار میں مجھے ڈالا اور پھر وہ سیدھا مجھے یہاں لے آیا اور اس نے مجھے ہوش دلایا اور پھر سب کچھ بتایا تو میں نے اپنے آدمیوں کو ٹائیگر کے بارے میں معلومات

حاصل کرنے کے لئے کہا۔ پھر انہوں نے مجھے رپورٹ دی کہ ٹائیگر ہلاک ہو گیا ہے اور پولیس اس کی لاش لے کر ہسپتال گئی ہے لیکن چونکہ سارجر نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کی ہے اس لئے میں سمجھ گیا کہ اس نے عمران کو کیا رپورٹ دی ہو گی اس لئے میں نے آپ دونوں کو وہاں سے یہاں شفٹ کرایا۔ میرے اسسٹنٹ مارٹی کو میرے خاص آدمیوں نے ہلاک کر دیا ہے۔ اب آپ لوگ یہاں ہر طرح سے محفوظ ہیں۔ البتہ اب آپ کو میک اپ میں رہنا ہو گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مارٹی نے ٹائیگر کو آپ دونوں کے حلیئے بھی بتا دیئے ہوں۔ البتہ میں فوری طور پر ایکریمیا جا رہا ہوں ورنہ عمران مجھے گلے سے دبوچ لے گا۔ ایئر پورٹ پر چارٹرڈ جہاز موجود ہے اور میں صرف آپ کے لئے رکا ہوا تھا۔ اب میں اس وقت واپس آؤں گا جب آپ اپنا کام کر کے ایکریمیا پہنچ جائیں گے۔ میری جگہ سارجر یہاں کام کرے گا اور آپ کے بارے میں اسے میں نے تفصیلی ہدایات دے دی ہیں''۔ فرینک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ عمران کہاں رہتا ہے۔ تمہیں معلوم ہے''...... برائنڈ نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ وہ کنگ روڈ کے ایک عام سے فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے۔ فلیٹ کا نمبر دو سو ہے لیکن اس سے ٹکرانے سے پہلے آپ اپنے چیف سے بات کر لیں۔ ویسے آپ کو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بظاہر اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس کوٹھی سے آپ باہر آ چکے ہیں جس کے بارے میں مارٹی جانتا تھا اور پھر آپ نے کوئی ایسا کام بھی نہیں کیا جس سے آپ پر براہ راست شک پڑتا ہوا اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ اپنا مشن مکمل کریں''...... فرینک نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو۔ ہم خود ہی سب سے نمٹ لیں گے''...... برائنڈ نے کہا تو فرینک اٹھا اور اس نے دونوں کو سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔

''یہ اچانک تبدیلی کیسے آ گئی۔ یہ ٹائیگر کہاں سے ٹپک پڑا''۔ فرینک کے جانے کے بعد جیکی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کوئی نہ کوئی چکر بہرحال چلا ہے۔ اب ہم نے سوچنا ہے کہ ان حالات میں کیا کرنا چاہئے''...... برائنڈ نے کہا۔

''بہتر ہے چیف سے بات کر لو''...... جیکی نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی ہم نے مشن کے سلسلے میں کوئی اہم قدم نہیں اٹھایا جبکہ اب تک ہمیں مشن مکمل کر لینا چاہئے تھا۔ چیف نے ہمارا انتخاب اس لئے کیا ہے کہ اسے اطمینان ہے کہ ہم ہر قسم کے حالات میں مشن مکمل کر لیں گے۔ اب اگر انہیں کال کیا تو ان کا اطمینان ختم ہو جائے گا''...... برائنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر مشن مکمل کرنے کے بارے میں سوچو''۔ جیکی نے کہا۔

''فائل میرے پاس موجود ہے اور میں نے اسے پڑھ لیا ہے۔

اس میں باہر سے راستہ نہیں دکھایا گیا اس لئے اب آخری حل یہی رہ گیا ہے کہ ہم روجر کی مدد سے اس سیکورٹی زون میں داخل ہو جائیں۔ ایکریمیا کا اہم ترین آلہ ڈبل ایس بھی وہیں موجود ہے۔ آلہ حاصل کر کے ہم نے لیبارٹری میں جانا ہے تاکہ وہاں کے تمام حفاظتی اقدامات ختم کئے جا سکیں اور مجھے یقین ہے کہ ڈاکٹر سلامت بہرحال کوئی نہ کوئی راستہ جانتا ہو گا“...... برائڈ نے کہا تو جیکی نے اس کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران رانا ہاؤس پہنچ گیا تھا لیکن ابھی تک ٹائیگر وہاں نہ پہنچا تھا۔ عمران کچھ دیر تو اس کا انتظار کرتا رہا اور پھر اس نے جوزف سے ٹرانسمیٹر منگوا کر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور اسے کال کرنا شروع کر دیا لیکن مسلسل کال دینے کے باوجود جب ٹائیگر کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو عمران کے بے اختیار ہونٹ بھنچ گئے۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ یکلخت ٹائیگر کو کیا ہوا ہے لیکن ظاہر ہے سوائے انتظار کے وہ اور کیا کر سکتا تھا۔ وہ خاموش بیٹھا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ علی عمران بول رہا ہوں“...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ایکسٹو“...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

''اوہ تم۔ میں سمجھا کہ ٹائیگر کی کال ہو گی۔ وہ ابھی تک یہاں نہیں پہنچا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ٹائیگر ہسپتال میں ہے اور اس کی حالت خاصی خراب ہے۔ اسے چار گولیاں لگی ہیں۔ اس کا آپریشن ہو رہا ہے''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ یہ سب کیسے ہوا۔ کس نے تمہیں اطلاع دی ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جولیا کے حکم پر صفدر گولڈن کلب پہنچا تو وہاں سے اسے معلوم ہوا کہ فرنیک کو اس کے خصوصی آفس سے اغوا کر لیا گیا ہے تو وہ واپس آنے لگا۔ ایک گلی کے سامنے بہت سے لوگوں کی بھیڑ موجود تھی۔ پولیس بھی وہاں موجود تھی۔ صفدر نے ویسے ہی رک کر پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ اس گلی میں کوئی کار موجود ہے جس کے ڈرائیور کو گولیاں ماری گئی ہیں اور ڈرائیور ہلاک ہو گیا ہے اور پولیس اس کی لاش ہسپتال لے گئی ہے۔ صفدر آگے بڑھنے لگا تھا کہ اسے گلی میں کار نظر آ گئی۔ وہ ٹائیگر کی کار کو پہچانتا تھا اس لئے وہ کار روک کر نیچے اترا اور گلی کے اندر گیا۔ جب اس کی تسلی ہو گئی کہ کار واقعی ٹائیگر کی ہے اور ٹائیگر کو پولیس ہسپتال لے گئی ہے تو وہ فوراً ہسپتال پہنچا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ ٹائیگر ہلاک نہیں ہوا بلکہ شدید زخمی ہے اور اس کا آپریشن ہو رہا ہے تو اس نے وہیں سے مجھے کال کر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے تفصیل بتائی تو میں نے سپیشل ہسپتال کے ڈاکٹر صدیقی سے کہا کہ وہ اپنی ٹیم لے کر سٹی ہسپتال پہنچ جائے اور فوراً جا کر ٹائیگر کا آپریشن کرے اور جب اس کی حالت سنبھل جائے تو اسے سپیشل ہسپتال میں شفٹ کر لے اور صفدر کو میں نے کہہ دیا ہے کہ وہ موقع پر جا کر حملہ آوروں کے بارے میں معلومات اکٹھی کرے اور یہ بھی معلوم کرے کہ ٹائیگر جس آدمی کو اپنے ساتھ لے جا رہا تھا وہ کہاں ہے اور اب آپ کو اطلاع دے رہا ہوں''...... بلیک زیرو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تم ٹائیگر کا خیال رکھو۔ میں خود وہاں موقع پر جا رہا ہوں''۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور اس نے جوانا کو بلا کر اسے کار نکالنے کے لئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جوانا کی کار میں بیٹھا سرکلر روڈ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ ٹائیگر نے کال کر کے بتایا تھا کہ وہ فرنیک کو بے ہوش کر کے لا رہا ہے جبکہ اب ٹائیگر کے بارے میں یہ رپورٹ ملی تھی اور فرنیک کے بارے میں کوئی اطلاع نہ تھی۔ بہرحال اتنی بات وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کارروائی فرنیک کے آدمیوں کی ہی ہو سکتی ہے۔ وہ اپنی طرف سے ٹائیگر کو ہلاک کر کے فرنیک کو واپس لے اڑے تھے اس لئے اس نے صفدر پر انحصار نہ کیا تھا بلکہ جوانا کو ساتھ لے کر وہ خود وہاں جا رہا تھا۔

''ماسٹر۔ ہوا کیا ہے''...... اچانک جوانا نے پوچھا تو عمران نے

اسے مختصر طور پر بتا دیا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کام فرنیک کے آدمیوں نے کیا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ اور اب ہم نے اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنی ہیں کہ فرنیک کہاں ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''تو کیا اب ہم نے گولڈن کلب جانا ہے''...... جوانا نے پوچھا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دو منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ گئے جس پر گولڈن کلب کا جہازی سائز بورڈ تھا۔ عمران کے کہنے پر جوانا نے کار کمپاؤنڈ میں موڑ دی اور پھر اسے پارکنگ میں لے جا کر روک دیا۔ وہ دونوں نیچے اتر رہے تھے کہ پارکنگ بوائے دوڑتا ہوا ان کی طرف آیا۔ اس نے ایک ٹوکن جوانا کی طرف بڑھا دیا کیونکہ اس نے جوانا کو ہی ڈرائیونگ سیٹ سے نیچے اترتے دیکھا تھا۔

''یہاں مارٹی ہوتا ہے۔ کیا وہ اس وقت کلب میں ہے''۔ عمران نے پارکنگ بوائے سے پوچھا۔

''مارٹی صاحب تو ہلاک کر دیئے گئے ہیں جناب''...... پارکنگ بوائے نے چونک کر کہا۔

''کب''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''تھوڑی دیر پہلے انہیں کلب کی عقبی گلی میں کسی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ ان کی لاش پولیس لے گئی ہے''...... پارکنگ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بوائے نے جواب دیا اور پھر وہ ایک نئی آنے والی کار کی طرف بڑھ گیا۔

''یہ مارٹی کون تھا ماسٹر''...... جوانا نے پوچھا۔

''یہ ٹائیگر کا دوست تھا اور اس سے ہی ٹائیگر نے فرنیک کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ اس کی اس طرح ہلاکت کا مطلب ہوا کہ باقاعدہ منظم انداز میں کام کیا گیا ہے''...... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جوانا اس کے پیچھے تھا۔ کلب کا ہال بھرا ہوا تھا لیکن یہاں موجود افراد کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہی تھا۔ ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے ساتھ ہی سیڑھیاں دوسری منزل کی طرف جا رہی تھیں۔ سیڑھیوں کے ساتھ ہی ایک لفٹ تھی جس پر سپیشل کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ کاؤنٹر پر تین افراد موجود تھے جن میں سے دو ویٹرز کو سروس دینے میں مصروف تھے جبکہ ایک سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے فون رکھا ہوا تھا اور اس کی نگاہیں عمران اور جوانا پر جمی ہوئی تھیں۔ جوانا کو دیکھ کر ہال میں موجود تقریباً تمام افراد چونک پڑے تھے لیکن جوانا، عمران کے پیچھے چلتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ان کے کاؤنٹر کے قریب پہنچنے پر سٹول پر بیٹھا ہوا نوجوان اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''لیس سر۔ حکم سر''...... اس نوجوان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''فرنیک کہاں بیٹھتا ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''وہ تو آج ہی ایکریمیا گئے ہیں جناب اور ان کی واپسی تقریباً ایک ماہ بعد ہو گی۔ وہ بزنس ٹور پر گئے ہیں''...... نوجوان نے جواب دیا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

''کس فلائٹ سے گیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جناب۔ چیف ہمیشہ چارٹرڈ طیارے پر جاتے ہیں''...... اس نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا کیا نام ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میرا نام جمی ہے جناب اور میں آپ کو جانتا ہوں جناب۔ آپ ٹائیگر کے استاد ہیں اور ٹائیگر کے بارے میں مجھے افسوسناک خبر ملی ہے''...... جمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''فرنیک کی عدم موجودگی میں کون انچارج ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''سارجر جناب''...... جمی نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کہاں بیٹھتا ہے وہ''...... عمران نے پوچھا۔

''دوسری منزل پر جناب۔ اس کا آفس وہاں ہے۔ کیا میں انہیں آپ کی آمد کی اطلاع دے دوں''...... جمی نے کہا۔

''ہاں۔ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا تو جمی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

''کاؤنٹر سے جمی بول رہا ہوں جناب۔ ٹائیگر کے استاد جناب علی عمران صاحب اپنے ایک ساتھی کے ساتھ یہاں موجود ہیں اور وہ آپ سے ملاقات چاہتے ہیں جناب''...... جمی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جی۔ یس سر''...... جمی نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

''تم نے یہ خصوصی طور پر ٹائیگر کا حوالہ کیوں دیا ہے''...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

''ٹائیگر کو سب جانتے ہیں جناب۔ اگر میں ان کا حوالہ نہ دیتا تو شاید وہ ملاقات سے ہی انکار کر دیتے''...... جمی نے جواب دیا۔

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ ٹائیگر کے ساتھ کیا ہوا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ میں نے سنا ہے کہ انہیں یہاں سے قریب ہی کسی بند گلی میں گولیاں ماری گئی ہیں''...... جمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم بتا سکتے ہو کہ ایسا کس نے کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں جناب۔ مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے''...... جمی نے نظریں چراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

’’اوکے۔ ٹھیک ہے‘‘...... عمران نے کہا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ دوسری منزل پر دو آفس تھے جن میں سے ایک کے سامنے مارٹی کے نام کی پلیٹ تھی۔ اس کا دروازہ بند تھا اور اس کے سامنے کوئی دربان نہ تھا جبکہ دوسرے دروازے کے ساتھ پلیٹ پر سارجر کا نام درج تھا اور اس دروازے کے سامنے ایک مسلح دربان موجود تھا۔

’’ہمیں جمی نے بھیجا ہے‘‘...... عمران نے دربان کے قریب جا کر کہا۔

’’یس سر۔ تشریف لے جائیں‘‘...... دربان نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے دروازے کو دبایا اور اسے کھول دیا۔ عمران اور اس کے پیچھے جوانا اندر داخل ہوئے تو بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھا ہوا ایک گینڈے کے سے جسم کا مالک آدمی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر خباثت کسی پرت کی طرح چڑھی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ تنگ پیشانی، چھوٹی چھوٹی چمکدار آنکھیں اور کسی ہتھوڑے کی طرح آگے کی طرف اٹھی ہوئی ٹھوڑی بتا رہی تھی کہ وہ انتہائی شیطان صفت، عیار، مکار اور سفاک مزاج آدمی ہے۔

’’میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ میرا ساتھی ہے ماسٹر جوانا‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’میرا نام سارجر ہے جناب‘‘...... اس آدمی نے بھی مسکراتے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوئے کہا لیکن اس کی مسکراہٹ میں بھی شیطانیت نمایاں تھی۔ پھر ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے کے بعد عمران اور جوانا میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

’’کیا میں ایک فون کر سکتا ہوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوہ۔ یس سر‘‘...... سارجر نے کہا اور فون اٹھا کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

’’سپیشل ہسپتال‘‘...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

’’علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر صدیقی سے بات کرائیں‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’ہولڈ کریں جناب‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ سارجر خاموش بیٹھا یہ بات چیت سن رہا تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔

’’ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں عمران صاحب‘‘...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

’’ٹائیگر کی کیا پوزیشن ہے ڈاکٹر صاحب‘‘...... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا سارجر اس بار چونک پڑا۔ اس کے ہونٹ بھینچ گئے تھے اور چہرے پر سختی کے تاثرات کچھ مزید پھیل گئے تھے۔

’’وہ اب خطرے سے باہر ہے عمران صاحب۔ البتہ اگر چیف

مجھے فون کر کے سٹی ہسپتال نہ بھجواتے تو شاید اس کا بچ جانا ناممکن ہو جاتا۔ میں نے اپنی ٹیم کے ساتھ وہاں جا کر اس کا آپریشن کیا اور پھر اسے خصوصی ایمبولینس میں یہاں لے آیا۔ بہرحال مبارک ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بچ گیا ہے۔ البتہ اس بار اسے کم از کم پندرہ دن ہسپتال میں رہنا پڑے گا''...... ڈاکٹر صدیقی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو ڈاکٹر''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''تم نے سن لیا ہو گا سارجر کہ جسے تم نے گلی میں گولیاں مار کر ہلاک کرا دیا تھا وہ زندہ بچ گیا ہے اور خطرے سے باہر ہے''۔ عمران نے سارجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میرا ٹائیگر سے صرف رسمی طور پر ہی تعلق ہے۔ کیا ہوا ہے ٹائیگر کو''...... سارجر نے کہا لیکن عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ اس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھال کر یہ بات بنائی ہے۔

''ہم نے فرنیک سے ملنا تھا لیکن ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ کسی چارٹرڈ طیارے سے ایکریمیا چلا گیا ہے۔ کیا تم فرنیک کے ایکریمیا میں رابطہ نمبر اور اس کی رہائش گاہ کے بارے میں بتاؤ گے''۔ عمران نے کہا۔

''وہ ہمیشہ ملک سے باہر جانے کے بعد پیچھے کوئی رابطہ نہیں رکھتے''...... سارجر نے جواب دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''اوکے۔ اب یہ بتا دو کہ فرنیک کے سیکرٹری سائنس شہاب الدین سے کیا تعلقات ہیں''...... عمران نے کہا تو سارجر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ عمران نے فوراً ہی بھانپ لیا کہ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات مصنوعی نہ تھے۔

''کون شہاب الدین۔ میں نے تو کبھی کسی ایسے شخص کو چیف سے ملتے ہوئے نہیں دیکھا''...... سارجر نے جواب دیا۔

''ہو سکتا ہے کہ یہ ملاقات کسی اور جگہ ہوتی ہو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے معلوم نہیں ہے''...... سارجر نے جواب دیا۔

''جبکہ مارٹی کو سب کچھ معلوم تھا اور اسی لئے تم نے مارٹی کو راستے سے ہٹا دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب بکواس ہے اور سنو۔ بہت ہو چکا۔ میں تمہارا ملازم نہیں ہوں کہ اس طرح بیٹھا تمہارے سوالوں کے جواب دیتا رہوں۔ جاؤ اب میرے پاس مزید وقت نہیں ہے''...... سارجر نے یکلخت غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

''جوانا''...... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے چونک کر پوچھا۔ البتہ اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"اس آدمی نے ٹائیگر پر قاتلانہ حملہ کرایا ہے اور مارٹی کو بھی ہلاک کرایا ہے۔ اسے کیا سزا ملنی چاہئے"...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ"۔ سارجر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کھلی ہوئی دراز میں سے مشین پسٹل اٹھایا ہی تھا کہ جوانا کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل نے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی شعلے اگل دیئے اور سارجر چیختا ہوا پہلے کرسی سمیت پیچھے کی طرف ہوا پھر ایک زور دار جھٹکا کھا کر وہ منہ کے بل سامنے میز سے ٹکرایا اور پھر اس کا جسم گھوم کر کرسی سمیت سائیڈ پر جا گرا۔

"باہر موجود دربان کو بھی اندر بلا کر ختم کر دو"...... عمران نے کہا تو جوانا بجلی کی سی تیزی سے دوڑ کر دروازے کی طرف چلا گیا۔ دروازہ کھول کر اس نے دربان کو اندر آنے کا اشارہ کیا تو دربان جو ساؤنڈ پروف کمرے کی وجہ سے باہر اطمینان سے کھڑا تھا یہ سمجھ کر اندر آ گیا کہ سارجر نے اسے بلایا ہو گا لیکن اندر آتے ہی وہ چونک کر آگے بڑھا ہی تھا کیونکہ سارجر اسے میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا دکھائی نہ دے رہا تھا کہ جوانا نے ایک بار پھر مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور لحیم شحیم دربان جو شکل وصورت اور انداز سے ہی چھٹا ہوا غنڈہ دکھائی دے رہا تھا چیختا ہوا نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"آؤ اب نکل چلیں۔ مجھے یقین ہے کہ جمی ہمارے بارے میں زبان نہیں کھولے گا"...... عمران نے کہا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے جوانا بھی تھا اور چند لمحوں بعد وہ کلب سے باہر آ گئے تھے۔ جمی کاؤنٹر پر موجود تھا لیکن وہ فون پر کسی سے باتیں کرنے میں مصروف تھا اس لئے اس نے عمران اور جوانا کی طرف توجہ ہی نہ کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمران واپس رانا ہاؤس پہنچ گیا تھا۔ اس نے کمرے میں آ کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز میں کہا گیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ گولڈن کلب کا فرینک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ایکریمیا فرار ہو گیا ہے۔ آپ اپنی ٹیم کے ذمے لگا دیں کہ وہ ایئر پورٹ سے اس چارٹرڈ طیارے کی تفصیلات معلوم کر کے آپ کو رپورٹ دیں اور آپ ایکریمیا میں اپنے ایجنٹ کو کہہ دیں کہ وہ اس فرینک کو قابو میں کر کے اس سے سیکرٹری سائنس شہاب الدین کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کر کے آپ کو فوری رپورٹ کرے"...... عمران نے کہا۔ اس نے یہ انداز اس لئے اپنایا تھا کہ اسے یقین تھا کہ جوانا باہر موجود ہو گا۔

"مجھے ہدایات مت دیا کرو ورنہ کسی روز کچرے کے ڈھیر پر پڑے نظر آؤ گے۔ میں پہلے ہی یہ کام کر چکا ہوں اور ٹائیگر سے

بھی میری بات ہوگئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ فرنیک ہی سیکرٹری سائنس کے اکاؤنٹس میں بھاری رقومات جمع کراتا تھا اور سیکرٹری سائنس کلب میں نہیں آتا تھا بلکہ شہر کے مضافات میں فلاور فوم نامی ایک فیکٹری ہے جس کا مالک سیکرٹری سائنس کا حقیقی بھائی ریاض الدین ہے۔ سیکرٹری سائنس تمام ملاقاتیں اس فیکٹری کے خفیہ آفس میں کرتا تھا اور مارٹی نے یہ بھی بتایا ہے کہ ایکریمیا سے ایک نوجوان جوڑا آیا ہوا ہے۔ ان کی ملاقات بھی سیکرٹری سائنس سے اس فیکٹری میں ہی کرائی گئی ہے۔ مرد کا نام برائڈ اور عورت کا نام جیکی ہے اور فرنیک نے انہیں کاشکا کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ دی ہوئی ہے۔ وہ دونوں وہیں رہ رہے ہیں''...... چیف نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر آپ نے کیا کیا ہے جناب''...... عمران نے پوچھا۔

''سیکرٹری سائنس سے تم نمٹ لو۔ باقی سے ہم نمٹ لیں گے''۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ البتہ عمران کا خیال غلط تھا۔ کمرے کے باہر جوانا کی بجائے جوزف موجود تھا۔

''ٹائیگر ہسپتال میں ہے باس۔ جوانا بتا رہا تھا''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا ہے۔ وہ بچ گیا ہے''۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران نے کہا اور اس طرف کو بڑھ گیا جہاں اس کی کار موجود تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار کا رخ دانش منزل کی طرف تھا کیونکہ بلیک زیرو نے گفتگو کے آخر میں جو کچھ کہا تھا اس کا مطلب یہی تھا کہ اسے عمران کے ساتھ کسی بات پر ڈسکشن کی ضرورت ہے اس لئے عمران دانش منزل جا رہا تھا۔ ویسے سیکرٹری سائنس کے سلسلے میں اس کے ذہن میں جو خدشات تھے وہ اب ایک لحاظ سے پورے ہوتے دکھائی دے رہے تھے۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کوئی کھچڑی اس سیکرٹری سائنس کے ذریعے پک رہی ہے۔

برائڈ اور جیکی دونوں اقوام متحدہ کی مخصوص عمارت کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میجر روجر ان کے لئے خصوصی کارڈ بنوانے کے لئے گیا ہوا تھا تاکہ وہ کاکاش کے علاقے میں بغیر کسی رکاوٹ کے گھوم سکیں۔ یہاں کافی تعداد میں گروپ تھے جن کا کام اپنے اپنے مخصوص علاقوں میں گھومنا پھرنا اور اس بات کا پتہ چلانا تھا کہ ان کے علاقے میں کہیں پوست کی کاشت تو نہیں ہو رہی کیونکہ یہ خاص پہاڑی علاقہ تھا اوراس پہاڑی علاقے میں بے شمار ایسی چھوٹی بڑی آبادیاں تھیں جہاں تک سوائے ان علاقوں کے رہنے والوں کے اور کوئی نہ پہنچ سکتا تھا اس لئے ان وادیوں میں خفیہ طور پر پوست کاشت کی جاتی تھی اور اسی لئے اقوام متحدہ نے یہاں باقاعدہ آفس بنایا ہوا تھا تاکہ یہاں پوست کی کاشت کا خاتمہ کیا جا سکے۔ جس طرح دنیا بھر میں منشیات کے خلاف کام ہو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

رہا تھا اسی طرح پوست سے منشیات بنانے سے روکنے کا کام اس علاقے میں بھی ہو رہا تھا۔ پوست منشیات کا بنیادی خام مال تھا اور پوست کے بغیر منشیات کسی صورت تیار ہی نہ ہو سکتی تھی اس لئے پوست کی کاشت کی ہر لحاظ سے حوصلہ شکنی کی جاتی تھی۔ پوست کاشت کرنے والوں کو اقوام متحدہ کی طرف سے بھاری معاوضے دیئے جاتے تھے تاکہ وہ پوست کی کاشت سے باز رہ سکیں۔ اس کے باوجود جو پوست کاشت کرتا تھا اگر وہ چیک کر لیا جاتا تو اسے نہ صرف سزا دی جاتی تھی بلکہ پوست کی فصل کو بھی تلف کر دیا جاتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد میجر روجر واپس آ گیا تو اس کے ہاتھ میں دو کارڈ موجود تھے۔

”یہ لیجئے کارڈ“...... میجر روجر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک ایک کارڈ ان دونوں کی طرف بڑھا دیا۔

”میجر روجر۔ ہم تمہارے ساتھ جائیں گے تو سہی لیکن ہم فوری واپس تو نہیں آ سکتے۔ اس سلسلے میں اگر کسی نے پوچھا تو پھر“۔ برائڈ نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ یہاں ہمارے گروپ کے لوگوں کی سرداروں کی طرف سے دعوتیں ہوتی رہتی ہیں اور ایسی دعوتیں صرف ہماری ہی نہیں تمام گروپس کی ہوتی ہیں کیونکہ پوست انتہائی منافع بخش فصل ہے۔ اس فصل سے جتنا منافع ہوتا ہے اقوام متحدہ سے ملنے والا معاوضہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہوتا اس لئے پوست کی

فصل بھی کاشت اور برداشت ہوتی رہتی ہے اور ساتھ ہی معاوضہ بھی وصول کر لیا جاتا ہے اور اس منافع یا معاوضہ میں سے ہی ہماری دعوتیں بھی ہوتی رہتی ہیں اور ہمیں نقد رقومات بھی ملتی رہتی ہیں۔ ہیڈکوارٹر اوپر یہی رپورٹ دیتا ہے کہ اقوام متحدہ کے دستے مقامی لوگوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے پر مجبور ہیں۔ آپ دونوں نئے ہیں اس لئے سردار سلطان خان نے جو اس علاقے کا بڑا سردار ہے آپ کی دعوت کی ہے اور آپ سردار سلطان خان کے مہمان بن گئے ہیں اور یہ مہمان نوازی کئی روز تک بھی ہو سکتی ہے''۔ میجر روجر نے جواب دیا تو برائنڈ اور جیکی دونوں کے ستے ہوئے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔

''ویری گڈ۔ اور خاصہ داروں کا کیا ہو گا''...... برائنڈ نے پوچھا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ خاصہ داران جس وقت اس مخصوص پہاڑی پر موجود نہیں ہوتے جہاں سے سیکورٹی زون کا راستہ جاتا ہے۔ آپ کو اس وقت وہاں پہنچا دیا جائے گا۔ اس طرح واپسی پر بھی آپ مجھ سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کریں گے تو آپ کو مخصوص وقت میں وہاں سے پک کر لیا جائے گا''...... میجر روجر نے کہا تو برائنڈ اور جیکی دونوں نے مطمئن ہو کر اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ کافی دیر تک بیٹھے شراب پیتے رہے۔ پھر میجر روجر نے گھڑی دیکھی اور انہیں لے کر وہ اس گیراج میں آ گیا جہاں ان کی مخصوص جیپیں موجود تھیں۔ دو سیاہ رنگ کے تھیلے بھی جیپوں میں رکھ دیئے گئے اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ان دونوں کو ان تھیلوں سمیت اس مخصوص پہاڑی کے قریب اتار دیا گیا جہاں سے سیکورٹی زون کو راستہ جاتا تھا اور اس وقت وہاں خاصہ داران تو کیا کوئی آدمی بھی دور نزدیک موجود نہ تھا۔ برائنڈ اور جیکی مخصوص جیپ سے نیچے اترے اور انہوں نے سیاہ رنگ کے تھیلے اپنی اپنی پشت پر باندھ لئے۔

''ٹرانسمیٹر فائیو پر اب آپ سے رابطہ ہو گا''...... برائنڈ نے میجر روجر سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ نے ڈاکٹر سلامت سے بات کر لی تھی نا''...... جیکی نے کہا۔

''ہاں۔ وہ آپ کا منتظر ہو گا لیکن راستہ آپ نے باہر سے ہی کھولنا ہے''...... میجر روجر نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ گڈ بائی''...... برائنڈ نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ جیکی اس کے پیچھے تھی جبکہ میجر روجر کی جیپ اور اس کے پیچھے آنے والی اس کے ساتھیوں کی جیپ بھی مڑ گئی اور چند لمحوں بعد ہی وہ ایک پہاڑی کی اوٹ میں پہنچ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئیں تو ان دونوں کے بے اختیار ہونٹ بھنچ گئے کیونکہ ایک لحاظ سے وہ اب اپنے مشن کے سب سے کٹھن دور میں قدم رکھ چکے تھے۔ سیکرٹری شہاب الدین کی فائل کے مطابق انہیں معلوم تھا کہ سیکورٹی زون کا راستہ کہاں ہے اور وہ کیسے کھل سکتا ہے اس لئے وہ لوگ آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ایک

نشیب میں اتر کر انہوں نے اسے کراس کیا اور پھر ایک پہاڑی پر چڑھنے لگے جس کی اوپر والی چٹان کسی پتے کی طرح تھی اور یہی اس کی خاص نشانی تھی۔ پہاڑی خاصی دشوار گزار تھی اس لئے وہ دونوں بے حد احتیاط سے اوپر چڑھ رہے تھے کیونکہ اس پہاڑی کی سائیڈ میں گہری کھائیاں تھیں اور معمولی سی فروگزاشت سے وہ اگر اس کھائی میں گر جاتے تو ظاہر ہے ان کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ رہتی۔ بہرحال کافی دیر تک مسلسل کوشش کے بعد آخرکار وہ اپنے ٹارگٹ اس پتے نما چٹان تک پہنچ گئے۔

''میں ذرا سانس لے لوں پھر راستہ کھولنا''...... جیکی نے ہانپتے ہوئے کہا۔ اس کا سرخ و سفید چہرہ مسلسل چڑھائی کی وجہ سے اس وقت عنابی ہو رہا تھا۔

''ہم یہاں زندہ آتش فشاں پر موجود ہیں جیکی۔ دور سے اگر ہمیں کسی نے دیکھ لیا تو سب کو بتا دیا جائے گا اس لئے ہم نے فوری اندر جانا ہے۔ اندر ہم باہر سے زیادہ محفوظ ہوں گے''۔ برائنڈ نے کہا تو جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ برائنڈ نے جیب سے ایک چھوٹا سا ہک نما آلہ نکالا اور اس ہک کو چٹان کی ایک درز میں ڈال کر اس نے آلے کا بٹن پریس کر دیا تو درز میں ہلکا سا دھماکہ سنائی دیا اور پھر ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی چٹان کا ایک حصہ اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ یہاں اب نیچے کی طرف راستہ جا رہا تھا۔ برائنڈ نے آلہ واپس جیب میں ڈالا اور جیکی کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوئے وہ نیچے اترتے چلے گئے۔ کافی آگے جا کر ایک چٹانی دیوار تھی۔ برائنڈ نے وہی آلہ جیب سے نکالا اور اس چٹانی دیوار کی ایک درز میں ڈال کر اس نے ایک بار پھر بٹن دبایا تو سرسراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی چٹان دو حصوں میں تقسیم ہو کر سائیڈوں میں گھستی چلی گئی۔ اس خلاء کے پیچھے ایک فولادی دروازہ نظر آ رہا تھا۔ یہ دروازہ بند تھا اور اس کے اوپر چھوٹا سا سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ اچانک بلب بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی۔ برائنڈ اور جیکی دونوں نے جیسے ہی دروازہ کراس کیا ان کے عقب میں گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور وہ سمجھ گئے کہ جو راستے وہ کھول کر آئے ہیں وہ ان کے عقب میں خود بخود بند ہو گئے ہیں۔ ابھی انہوں نے راہداری میں چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ سامنے موجود دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد لیکن دبلے پتلے جسم کا آدمی جس نے باقاعدہ یونیفارم پہنی ہوئی تھی باہر آیا۔

''میرا نام ارشد ہے اور مجھے ڈاکٹر سلامت نے آپ کے استقبال کے لئے بھیجا ہے''...... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو''...... برائنڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس آدمی ارشد کی رہنمائی میں ایک بڑے سے کمرے میں پہنچے جہاں ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا جس نے اپنا تعارف ڈاکٹر سلامت کے

نام سے کرایا۔ اس سے مصافحہ کر کے وہ اسی کمرے میں بیٹھ گئے۔

’’آپ کیا پینا پسند کریں گے‘‘...... ڈاکٹر سلامت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’جو آپ پلا دیں‘‘...... برائنڈ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر سلامت نے ارشد کو جو کمرے میں موجود تھا، جوس لانے کا کہا اور چند لمحوں بعد ان تینوں کے سامنے فریش جوس کے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ ارشد گلاس رکھ کر واپس چلا گیا۔

’’ڈاکٹر صاحب۔ آپ اس سیکورٹی زون کے انچارج ہیں‘‘۔ برائنڈ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

’’جی ہاں‘‘...... ڈاکٹر سلامت نے جوس کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

’’لیکن آپ تو ڈاکٹر ہیں۔ مطلب ہے سائنس دان ہیں۔ آپ کا سیکورٹی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے‘‘...... برائنڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر سلامت بے اختیار مسکرا دیا۔

’’یہاں سیکورٹی کے چار آدمی ہیں جن کا انچارج ارشد ہے اور میں یہاں اس لئے موجود ہوں کہ لیبارٹری میں جو سائنسی سپلائی چاہئے یا کسی مشینری کا کوئی پرزہ چاہئے تو وہ سیکورٹی والوں کو تو سمجھ نہیں آ سکتا۔ میں اسے چیک کرتا ہوں اور پھر لیبارٹری میں بھجواتا ہوں‘‘...... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیا۔

’’سیکرٹری شہاب الدین صاحب نے جو آلہ یہاں پہنچایا ہے وہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کہاں ہے‘‘...... برائنڈ نے پوچھا۔

’’میرے پاس موجود ہے‘‘...... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیا۔

’’آپ نے اسے چیک کیا ہے کہ وہ کس کام آتا ہے‘‘۔ برائنڈ نے پوچھا۔

’’جی ہاں۔ وہ ایکریمیا کا انتہائی جدید ترین آلہ ہے۔ اس سے لیبارٹری کے تمام حفاظتی انتظامات کو ایک لمحے میں زیرو کیا جا سکتا ہے‘‘...... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیا۔

’’سیکورٹی زون سے لیبارٹری کا رابطہ کیسے ہوتا ہے‘‘...... برائنڈ نے پوچھا۔

’’صرف سیٹلائٹ فون کے ذریعے‘‘...... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیا۔

’’آپ نے ابھی کہا ہے کہ آپ سپلائی چیک کر کے وہاں بھیجتے ہیں۔ کیسے بھجواتے ہیں۔ کیا فون پر‘‘...... برائنڈ نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا تو ڈاکٹر سلامت کے چہرے پر یکلخت ناگواری کے تاثرات ابھر آئے۔

’’مسٹر برائنڈ۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں نے اپنی ضروریات کی بناء پر فرنیک سے رقم وصول کی ہے اور اس وجہ سے آپ دونوں یہاں موجود ہیں ورنہ تو یہاں مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ مجھ پر طنز کریں‘‘...... ڈاکٹر سلامت نے تلخ لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری ڈاکٹر۔ میرا ہرگز یہ مطلب نہ تھا جو آپ نے سمجھا ہے۔ میں تو حیران ہو کر پوچھ رہا تھا"...... برائڈ نے فوراً پینترہ بدلتے ہوئے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"سپلائی یہاں لائی جاتی ہے لیکن اس کا لیبارٹری میں پہنچنے کا طریقہ کار علیحدہ ہے۔ یہاں ایک بڑا سا کمرہ ہے۔ اس کمرے میں سپلائی رکھ دی جاتی ہے اور فون پر لیبارٹری انچارج ڈاکٹر بشیر کو اطلاع دے دی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی کمرے کا اکلوتا دروازہ غائب ہو جاتا ہے اور پھر یہ کمرہ خودبخود کسی لفٹ کی طرح نیچے زمین پر اتر جاتا ہے۔ پھر جب یہ کمرہ واپس اوپر آتا ہے اور اس میں دروازہ نمودار ہوتا ہے تو یہ کمرہ خالی ہوتا ہے"...... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور یہ ساری کارروائی لیبارٹری سے کی جاتی ہے"...... برائڈ نے کہا۔

"جی ہاں"...... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنے وقفے کے بعد یہ سپلائی جاتی ہے"...... برائڈ نے پوچھا۔

"ہر دو ماہ بعد۔ اور سابقہ سپلائی ابھی دس روز پہلے گئی ہے اس لئے اب آئندہ سپلائی ایک ماہ اور بیس دن بعد جائے گی"۔ ڈاکٹر سلامت نے جواب دیا۔

"آپ کبھی خود اس لیبارٹری میں گئے ہیں"...... برائڈ نے پوچھا۔

"جی نہیں"...... ڈاکٹر سلامت نے مختصر سا جواب دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ کسی طرح اس کمرے کو ڈاکٹر بشیر سے کہہ کر موو کرائیں اور ہم دونوں اندر موجود ہوں"...... برائڈ نے کہا تو ڈاکٹر سلامت بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کو شاید علم نہیں ہے کہ اس فون سے میں خود ڈاکٹر بشیر سے بات ہی نہیں کر سکتا۔ البتہ وہ خود مجھے فون کرتا ہے اس لئے میرا اس سے رابطہ اس کی مرضی سے تو ہو سکتا ہے میری مرضی سے نہیں"...... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ ہمارا اس لیبارٹری میں جانے کا کوئی سکوپ نہیں ہے"...... برائڈ نے کہا تو ڈاکٹر سلامت بے اختیار طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔

"جب فرنیک سے میری میجر روجر کے ذریعے بات ہوئی تھی تو میں نے اسے یہ ساری سچویشن بتا دی تھی۔ میں نے اس سے کچھ نہیں چھپایا تھا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ جو لوگ بھاری رقومات دے سکتے ہیں وہ مایوس ہونے پر کوئی بھی ردعمل ظاہر کر سکتے ہیں لیکن فرنیک نے کہا تھا کہ یہ سوچنا اس کا کام نہیں ہے۔ یہ وہ خود سوچیں گے جنہیں وہاں بھیجا جائے گا۔ میں نے صرف انہیں وہاں پہنچانا ہے"...... ڈاکٹر سلامت نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کوئی جلدی نہیں ہے۔ ہم خود سوچ لیں گے۔ آپ ہمیں وہ کمرہ دکھائیں"...... برائڈ نے کہا۔

"آیئے"...... ڈاکٹر سلامت نے اٹھتے ہوئے کہا تو برائڈ اور

جیکی دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر جب ان کی واپسی اسی کمرے میں ہوئی تو برائنڈ کا چہرہ سپاٹ تھا جبکہ جیکی کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یہ تو واقعی ناقابل تسخیر انداز ہے۔ نجانے کس کے ذہن کی یہ اختراع ہے"...... برائنڈ نے کہا۔

"معلوم نہیں"...... ڈاکٹر سلامت نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا لیکن برائنڈ اس کا چہرہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ ڈاکٹر سلامت کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے برائنڈ کے اس فقرے نے اس کی اَنا کو تسکین پہنچائی ہو۔

"سیکورٹی کے افراد کہاں رہتے ہیں"...... برائنڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"سامنے والے کمرے میں"...... ڈاکٹر سلامت نے کہا۔

"ان کا بظاہر تو کوئی کام نہیں ہے۔ پھر وہ کیا کرتے رہتے ہیں"۔ برائنڈ نے کہا۔

"بس بیٹھے کارڈ کھیلتے رہتے ہیں یا ٹی وی دیکھتے رہتے ہیں"۔ ڈاکٹر سلامت نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جیکی۔ تم جا کر سیکورٹی والوں سے گپ شپ کرو۔ میں ڈاکٹر سلامت سے چند مزید باتیں کرلوں۔ پھر شاید ہمیں بے نیل و مرام واپس جانا پڑے لیکن واپس جانے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ معاملات کو آخری حد تک سمجھ لوں"...... برائنڈ نے جیکی سے مخاطب

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہو کر کہا تو جیکی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مزید کیا باتیں کرنی ہیں تم نے"...... ڈاکٹر سلامت نے چونک کر کہا۔

"بہت سی باتیں کرنی ہیں"...... برائنڈ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر سلامت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کتنی رقم لی ہے تم نے فرنیک سے"...... اچانک برائنڈ نے پوچھا۔

"میرے حصے میں تو بہت کم رقم آئی ہے۔ ان چار سیکورٹی والوں کو بھی تو راضی کرنا تھا ورنہ یہ حکومت کو اطلاع دے دیتے"۔ ڈاکٹر سلامت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ڈبل ایس آلہ کہاں ہے۔ کیا یہیں اسی کمرے میں ہے"۔ برائنڈ نے پوچھا۔

"ہاں"...... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیا۔

"مجھے دو"...... برائنڈ نے کہا تو ڈاکٹر سلامت اٹھا اور اس نے ایک الماری کھولی اور ایک گتے کا بڑا سا ڈبہ اٹھا کر اس نے الماری بند کر دی اور گتے کا ڈبہ اس نے میز پر رکھ کر اسے کھولا اور اس میں سے پرزے نکال نکال کر میز پر رکھنے شروع کر دیئے۔ یہ سارے پرزے باقاعدہ کاغذوں میں لپٹے ہوئے تھے۔

"تم سائنس دان ہو اس لئے انہیں جوڑ کر آلہ تیار کرو"۔ برائنڈ نے کہا۔

”سوری۔ میری یہ ڈیوٹی نہیں ہے۔ یہ کام تمہیں خود کرنا ہو گا“۔ ڈاکٹر سلامت نے کہا۔

”تمہیں اس کا باقاعدہ معاوضہ ملے گا“...... برائڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کون دے گا“...... ڈاکٹر سلامت نے چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی تھی۔

”میں دوں گا۔ میرے پاس گارینٹڈ چیک ہیں“...... برائڈ نے کہا۔

”کتنا معاوضہ“...... ڈاکٹر سلامت نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ اشتیاق تھا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

”ایک ہزار ڈالر“...... برائڈ نے کہا۔

”اوہ نہیں مسٹر برائڈ۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کسی صورت اسے مکمل نہیں کر سکتے اور اس کے بغیر تمہارا مشن کسی صورت بھی مکمل نہیں ہوسکتا اس لئے آخری بات سن لو۔ میں دس ہزار ڈالر لوں گا اور بس“...... ڈاکٹر سلامت نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن یہ شرط لگا کر کہ تم اسے درست طور پر مکمل کرو گے“...... برائڈ نے کہا۔

”اس بات کی فکر مت کرو۔ میں اسے چٹکی بجاتے ہی مکمل کر لوں گا کیونکہ سیکرٹری شہاب الدین صاحب نے مجھے وہ کاغذ دے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

دیا تھا جس پر اسے مکمل کرنے کے بارے میں تفصیلی ہدایات تھیں ورنہ یہ اس قدر جدید آلہ ہے کہ میں شاید اسے پوری طرح سمجھ ہی نہ پاتا“...... ڈاکٹر سلامت نے کہا تو برائڈ نے جیب سے ایک چیک بک نکال لی۔ اس میں سے ایک چیک علیحدہ کیا اور پھر اس پر ڈاکٹر سلامت کا نام اور دس ہزار ڈالر لکھ کر اس نے دستخط کئے اور چیک اس نے ڈاکٹر سلامت کی طرف بڑھا دیا۔ ڈاکٹر سلامت نے بغور چیک کو دیکھا اور پھر اطمینان بھرے انداز میں اسے تہہ کر کے جیب میں ڈالا اور پھر پرزوں پر لپٹے ہوئے کاغذ علیحدہ کرنے لگا۔ اس کے بعد وہ مسلسل ایک گھنٹے تک کام کرتا رہا۔ یہ آلہ اس انداز میں علیحدہ کیا گیا تھا کہ اس کے پرزے ایک دوسرے پر اس انداز میں چڑھ جاتے تھے جیسے انہیں بنایا ہی علیحدہ کر کے اور جوڑنے کے لئے گیا ہو۔ تھوڑی دیر بعد وہ آلہ مکمل ہو چکا تھا۔

”اب اس کا تجربہ کرنا ہے“...... برائڈ نے کہا۔

”کہاں“...... ڈاکٹر سلامت نے چونک کر کہا۔

”یہاں بھی تو سائنسی حفاظتی انتظامات ہیں جن سے گزر کر ہم یہاں پہنچے ہیں۔ انہیں چیک کیا جا سکتا ہے“...... برائڈ نے جواب دیا تو ڈاکٹر سلامت نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور جیکی اندر داخل ہوئی۔

”کیا ہوا“...... برائڈ نے چونک کر پوچھا۔

”کچھ نہیں۔ سیکورٹی زیرو ہو گئی ہے“...... جیکی نے جواب دیا۔

’’کیا۔ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔ ابھی یہ آلہ تو آن ہی نہیں کیا گیا۔ پھر یہ سیکورٹی کیسے زیرو ہو سکتی ہے‘‘...... ڈاکٹر سلامت نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’جو کام یہ آلہ لیبارٹری میں کرے گا وہی کام یہاں جیکی نے کر دیا ہے۔ تمہارے سیکورٹی کے چاروں افراد ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ اب ہمارے علاوہ یہاں صرف تم زندہ ہو‘‘...... برائنڈ نے کہا تو ڈاکٹر سلامت بے اختیار اچھل پڑا۔

’’یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ وہ ایک عورت سے کیسے شکست کھا سکتے ہیں اور پھر فائرنگ کی آوازیں بھی سنائی نہیں دیں اور نہ ہی کوئی شور ہوا ہے‘‘...... ڈاکٹر سلامت نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے برائنڈ کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو اور وہ یہ سمجھ رہا ہو کہ برائنڈ اس سے مذاق کر رہا ہے۔

’’آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہیں جیکی کا کارنامہ دکھاتا ہوں اور ساتھ ہی آلے کا تجربہ بھی کر لیا جائے گا‘‘...... برائنڈ نے کہا۔

’’تم دونوں باہر جاؤ۔ اب بہت ہو چکا‘‘...... ڈاکٹر سلامت نے یکلخت بدلتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر ایک طرف جا گرا۔ برائنڈ کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور ڈاکٹر سلامت چہرے پر زوردار تھپڑ کھا کر چیختا ہوا سائیڈ پر جا گرا تھا۔

’’چلو ورنہ‘‘...... برائنڈ نے جھک کر اسے بازو سے پکڑ کر ایک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کرتے ہوئے کہا۔

’’مم۔ مم۔ مجھے مت مارو‘‘...... ڈاکٹر سلامت ایک ہی تھپڑ کھا کر خوفزدہ ہو گیا تھا۔

’’جیکی۔ اسے گولی مار دو۔ اب گولی چلنے کی آواز سننے والا کوئی نہیں ہے‘‘...... برائنڈ نے کہا۔

’’مم۔ مم۔ میں چلتا ہوں۔ میں چلتا ہوں۔ مجھے مت مارو۔ تم جیسے کہو گے میں ویسے ہی کروں گا‘‘...... ڈاکٹر سلامت نے اور زیادہ خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

’’چلو باہر‘‘...... برائنڈ نے کہا۔ جیکی نے اپنی جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا اور ڈاکٹر سلامت انتہائی سہمی ہوئی نظروں سے انہیں دیکھتا ہوا باہر آ گیا اور جب جیکی اسے مین سیکورٹی ہال میں لے گئی تو وہاں فرش پر پڑے ہوئے چاروں سیکورٹی گارڈز کی لاشیں دیکھ کر ڈاکٹر سلامت بری طرح کانپنے لگ گیا۔

’’یہ۔ یہ تو واقعی ہلاک ہو گئے ہیں۔ مگر۔ مگر کیسے‘‘...... ڈاکٹر سلامت نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’میں ان سے لگاوٹ بھری باتیں کرتی رہی۔ پہلے پہل تو یہ فطری طور پر بے حد چوکنا رہے لیکن آہستہ آہستہ یہ مطمئن ہوتے چلے گئے اور پھر میں نے خود سانس روک کر یہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی تو یہ بے ہوش ہو گئے۔ جب گیس کے

اثرات ختم ہو گئے تو میں نے ان کی گردنیں توڑ کر انہیں ہلاک کر دیا کیونکہ برائنڈ نے جہاں کوڈ میں انہیں ہلاک کرنے کا کہا تھا وہاں یہ اشارہ بھی کیا گیا تھا کہ فائرنگ نہ کی جائے''...... جیکی نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''میں یہ آلہ پہلے اس سے مکمل کرا لینا چاہتا تھا۔ یہ تو اب معلوم ہوا ہے کہ یہ فیلڈ کا آدمی نہیں ہے ورنہ ہو سکتا تھا کہ یہ ڈاکٹر بھی تربیت یافتہ ہوتا اس لئے میں نے تمہیں ایسا کہا تھا''...... برائنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ میں نے تو تمہارے ساتھ مکمل تعاون کیا ہے''...... ڈاکٹر سلامت نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا برائنڈ کا بازو ایک بار پھر گھوم گیا اور ڈاکٹر سلامت ایک بار پھر زوردار تھپڑ کھا کر نیچے گرا ہی تھا کہ برائنڈ کی لات حرکت میں آئی اور نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا ڈاکٹر سلامت ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

''یہاں کوئی رسی تلاش کرو''...... برائنڈ نے کہا تو جیکی سر ہلاتی ہوئی باہر چلی گئی جبکہ برائنڈ نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر سلامت کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد جیکی واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں باریک رسی کا ایک بنڈل موجود تھا۔

''یہ سٹور میں پڑا تھا''...... جیکی نے کہا تو برائنڈ نے اثبات میں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سر ہلاتے ہوئے جیکی کے ہاتھ سے رسی کا بنڈل لیا اور پھر اسے کھول کر اس نے جیکی کی مدد سے ڈاکٹر سلامت کو کرسی کے ساتھ باندھ دیا۔

''تم اس سے کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... جیکی نے کہا۔

''یہ سائنس دان ہے اور یہاں طویل عرصے سے کام کر رہا ہے اس لئے لامحالہ اسے اس سپلائی روم کے لفٹ کی طرح نیچے جانے اور اوپر آنے کے میکنزم کے بارے میں معلوم ہو گا اور جب تک اس میکنزم کا علم نہیں ہو گا ہم کسی صورت بھی لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتے''...... برائنڈ نے کہا۔

''تمہیں کیسے یقین ہے کہ یہ اس بارے میں جانتا ہو گا''۔ جیکی نے کہا۔

''یہ انسانی نفسیات ہے اور یہ بھی بہرحال انسان ہے۔ انسان اپنے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو جاتا ہے اور پھر جب اس کے خیال کے مطابق اس سے کوئی نقصان بھی نہیں ہو رہا ہو''...... برائنڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ سے ڈاکٹر سلامت کے سر کے بال پکڑ کر اس کا سر اونچا کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر ڈاکٹر سلامت چیختا ہوا ہوش میں آ گیا تو برائنڈ پیچھے ہٹا اور پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اسی لمحے ڈاکٹر سلامت پوری طرح ہوش میں آ گیا اور ہوش میں آتے ہی اس نے

لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسی سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

''یہ۔ یہ تم نے مجھے کیوں باندھا ہے۔ میں نے تو تمہارے ساتھ ہر طرح سے تعاون کیا ہے۔ مجھے مت مارو''...... ڈاکٹر سلامت نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر سلامت۔ ہمیں سائنس سیکرٹری شہاب الدین نے بتایا تھا کہ تم اس سپلائی روم کے بطور لفٹ نیچے جانے اور اوپر آنے کا میکنزم جانتے ہو''...... برائنڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ نہیں۔ یہ غلط ہے۔ میں نہیں جانتا۔ مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے''...... ڈاکٹر سلامت نے کہا تو برائنڈ اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

''سیکرٹری سائنس جیسا بڑا عہدیدار جھوٹ نہیں بول سکتا اور بقول اس کے تم نے خود اسے بتایا تھا''...... برائنڈ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں کہ میں واقعی نہیں جانتا''۔ ڈاکٹر سلامت نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر تم ہمارے لئے بے کار ہو۔ میں پانچ تک گنوں گا۔ اگر تم نے اس دوران بتا دیا تو تم زندہ رہ جاؤ گے ورنہ پانچ تک گنتی پوری ہوتے ہی میں ٹریگر دبا دوں گا اور پھر نہ تم رہو گے اور نہ ہی تمہیں یہ لیبارٹری کوئی فائدہ دے سکے گی۔ ہاں۔ اگر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تم بتا دو تو میرا وعدہ کہ تمہیں زندہ بھی رکھا جائے گا اور بھاری دولت دے کر ایکریمیا میں بھی سیٹل کر دیا جائے گا''...... برائنڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کی نال ڈاکٹر سلامت کی کنپٹی سے لگا دی تو ڈاکٹر سلامت کا پورا جسم اس طرح کانپنے لگا جیسے اسے لرزے کا بخار چڑھ آیا ہو جبکہ برائنڈ اس دوران رک رک کر گنتی گننے میں مصروف تھا۔

''رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں میں۔ مجھے مت مارو''...... ڈاکٹر سلامت نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

''بولتے جاؤ۔ رکو نہیں ورنہ گنتی پوری ہو جائے گی''...... برائنڈ نے کہا تو ڈاکٹر سلامت نے اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈر آن ہو جاتا ہے۔

''ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ تم نے واقعی تعاون کیا ہے''...... برائنڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا اور کمرہ ڈاکٹر سلامت کے حلق سے نکلنے والی چیخ اور فائرنگ کی آواز سے گونج اٹھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''فرنیک ہاتھ سے نکل گیا ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا خیال تھا کہ فرنیک چارٹرڈ طیارے پر ایکریمیا گیا ہوگا اور ہم اسے آسانی سے کور کر لیں گے لیکن فرنیک ایکریمیا کی بجائے کافرستان گیا ہے اور جب ہمیں معلوم ہوا اور ہم نے چیکنگ کی تو پتہ چلا کہ اسے کافرستان پہنچے ہوئے بھی کئی گھنٹے گزر چکے ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''ناٹران سے کہنا تھا کہ وہ اسے چیک کرتا۔ ہو سکتا ہے کہ فرنیک وہاں سے دوبارہ چارٹرڈ طیارہ کرا کر ایکریمیا گیا ہو''۔ عمران نے کہا۔

''میں نے ایسا ہی کیا تھا لیکن ناٹران نے ابھی ابھی رپورٹ دی ہے کہ اس نے مکمل چیکنگ کر لی ہے۔ وہاں سے اس دوران کوئی چارٹرڈ طیارہ ایکریمیا یا کسی اور ملک نہیں گیا''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب سب کچھ سیکرٹری سائنس بتائے گا''...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کراؤ''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''سرسلطان۔ آپ فوری طور پر سیکرٹری سائنس شہاب الدین کو اس کے آفس میں یا جہاں بھی وہ ہو پابند کریں اور آپ نے میرے ساتھ اس کے پاس جانا ہے''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ

لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم بے حد سنجیدہ ہو رہے ہو۔ خیریت''...... سرسلطان نے کہا۔

''معاملات بے حد سنجیدہ ہوتے جا رہے ہیں اور یہ وہی معاملات ہیں جن کے لئے میں نے آپ کو شہاب الدین کے اکاؤنٹس چیک کرانے کے لئے کہا تھا۔ اسی چکر میں ٹائیگر شدید زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ چکا ہے''...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ٹائیگر کو سیکرٹری سائنس نے زخمی کرایا ہے''...... سرسلطان نے چونک کر پوچھا۔

''اسی کی وجہ سے ایسا ہوا۔ بہرحال یہ طویل کہانی ہے۔ میں نے جو کہا ہے آپ اس کا بندوست کریں''...... عمران نے کہا۔

''تم کہاں سے کال کر رہے ہو''...... دوسری طرف سے سرسلطان نے پوچھا۔

''دانش منزل سے''...... عمران نے جواب دیا۔

''میں ابھی فون کرتا ہوں یہاں تمہیں''...... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اچانک وہ اس طرح چونک پڑا جیسے کوئی اہم بات اس کے ذہن میں آئی ہو۔

''کیا ہوا عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

''میرے ذہن کو نجانے کیا ہوا ہے۔ مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ ٹائیگر نے مجھے بتایا تھا کہ سیکرٹری سائنس کسی کانفرنس میں شرکت

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے لئے ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں جس پر میں نے اسے فرنیک کو اغوا کر کے لے آنے کا کہا تھا اور اب میں نے سرسلطان کو کال کر دی ہے۔ جب سیکرٹری سائنس یہاں موجود ہی نہیں ہے تو پھر سرسلطان کیا کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''سرسلطان فوری طور پر اسے واپس بھی تو بلا سکتے ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اچھا دیکھو کیا رزلٹ رہتا ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ عمران یہاں ہو گا''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ کیا رزلٹ رہا''...... عمران نے کہا۔

''سیکرٹری شہاب الدین صاحب تو ایک اہم سرکاری کانفرنس میں شرکت کے لئے یورپ گئے ہوئے ہیں اور ان کی واپسی تقریباً ایک ہفتے بعد ہو گی''...... سرسلطان نے کہا۔

''کیا آپ فوری طور پر ان کی واپسی کا بندوبست نہیں کر سکتے۔ وہ اکیلے تو نہیں گئے ہوں گے۔ اس کانفرنس میں ان کی جگہ ان کا کوئی اسسٹنٹ بھی لے سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ جب ایسی کانفرنسیں ہوتی ہیں تو

اس کا ایجنڈا کافی عرصہ پہلے طے ہو جاتا ہے اور باقاعدہ حکومت کی طرف سے اس وفد کو ضروری بریفنگ دی جاتی ہے تاکہ وہ ملک کے صحیح تر مفاد میں کام کر سکے۔ اس کا اسسٹنٹ ایسا نہیں کر سکتا تھا اور پھر وہاں کئی ملکوں کے سیکرٹری موجود ہوں گے۔ ایسی صورت میں شہاب الدین کا کوئی اسسٹنٹ تو ان کی جگہ لے ہی نہیں سکتا''۔ سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن اگر یہاں ملک کو بڑا نقصان اٹھانا پڑ گیا تو پھر''۔ عمران نے کہا۔

''کیسا نقصان۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ اسلحہ کی اسمگلنگ کا کوئی مسئلہ ہے۔ اگر اس میں شہاب الدین ملوث بھی ہو گا تو اس سے فوری طور پر ملک کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے''...... سرسلطان نے کہا۔

''ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی ہے لیکن جس انداز میں ٹائیگر پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاملات اتنے سادہ نہیں ہیں۔ بہرحال اوکے۔ اب مزید کیا کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''ٹائیگر نے بتایا ہے کہ ایک ایکریمین جوڑے کے ساتھ بھی فرنیک نے میٹنگز کی ہیں اور سیکرٹری سائنس نے بھی۔ اس بارے میں مزید کیسے معلوم کیا جا سکتا ہے کیونکہ ٹائیگر کو سوائے ان کے ناموں کے اور کچھ معلوم نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ایئر پورٹ ریکارڈ سے ہی معلوم ہو سکے گا''...... عمران نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کسی کو ایئر پورٹ بھیج کر گزشتہ دس بارہ دنوں کا ریکارڈ چیک کراؤ کہ ایکریمیا سے ایک آدمی برائنڈ اور ایک عورت جیکی نام کی یہاں کب پہنچے ہیں اور پھر ایئر پورٹ سے ان کے کاغذات اور تصویریں حاصل کر کے ٹیم کو کہہ دو کہ وہ ان کی تلاش کرے۔ ان کی تصویروں کی ایک کاپی دانش منزل بھی بھجوا دو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی کیس شروع ہو گیا ہے''۔ جولیا نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس لئے فی الحال تم تفریح پر جانے کا خیال ترک کر دو''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ وہ تو ہم فارغ ہونے کی بوریت کی وجہ سے ایسا سوچ رہے تھے۔ اب کیس شروع ہو گیا ہے تو پھر کیسی تفریح''...... جولیا نے کہا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

''وہ سرخ جلد والی ڈائری دو۔ شاید ایکریمیا سے ان کے بارے

میں کچھ معلوم ہو جائے''...... عمران نے کہا۔

''صرف ناموں کی وجہ سے کیا معلوم ہو گا عمران صاحب۔ برائنڈ اور جیکی تو عام سے نام ہیں''...... بلیک زیرو نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک ضخیم ڈائری نکالتے ہوئے کہا۔

''اسلحہ اسمگلنگ کرنے والی کسی تنظیم کے ہی رکن ہوں گے یہ لوگ''...... عمران نے ڈائری لیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے ڈائری کھولی اور اس کے صفحے پلٹنے شروع کر دیئے۔ پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں رک گئیں تو اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''مارجونا کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''لیڈی راسم سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''پاکیشیا سے۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد ایک مترنم سی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) پاکیشیا سے مس ورلڈ کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہے''...... عمران نے لہجے کو رومانی بناتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے بے اختیار ہنسنے کی آواز سنائی دی۔ آواز واقعی بے حد مترنم تھی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''مجھے مس ورلڈ کہہ کر دراصل میرا مذاق اڑا رہے ہو علی عمران''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہمارے ہاں ایک بڑا مشہور رومانی جوڑا تھا مجنوں اور لیلیٰ جیسے رومیو جیولیٹ ہوتے تھے۔ بہرحال لیلیٰ بے چاری عام لوگوں کی نظر میں شاید خوبصورت نہ ہو لیکن مجنوں اس پر جان دیتا تھا۔ جب لوگوں نے اس سے پوچھا کہ وہ کیوں لیلیٰ کو پسند کرتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ تم لیلیٰ کو میری نظروں سے دیکھو۔ تب تمہیں معلوم ہو گا کہ حسن کیا ہوتا ہے اس لئے لیڈی راسم تم میری نظروں سے اپنے آپ کو دیکھو تو دراصل تمہیں مس ورلڈ کہنا تمہارے حسن کی توہین ہے۔ تمہارے حسن کے سامنے بے چاری مس ورلڈ کیا حیثیت رکھتی ہے لیکن چونکہ حسن میں آخری انٹرنیشنل ڈگری یہی ہے اس لئے مجبوری ہے''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تو دوسری طرف سے ایک بار پھر لیڈی راسم کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

''تم واقعی عورتوں کو پاگل کرنے کا فن جانتے ہو۔ بہرحال مجھے معلوم ہے کہ میں کیا ہوں۔ تم بولو۔ کیسے فون کیا ہے اتنے طویل عرصے بعد''...... لیڈی راسم نے کہا۔

''ایک جوڑا مجنوں اور لیلیٰ کا ایکریمیا سے پاکیشیا آیا ہے۔ مرد کا نام برائنڈ اور عورت کا نام جیکی ہے۔ ہوسکتا ہے ان کا تعلق اسلحہ سمگل کرنے والی کسی تنظیم سے ہو لیکن انہوں نے یہاں پاکیشیا کے سیکرٹری سائنس سے انتہائی خفیہ ملاقات کی ہے اس لئے یہ بات

سمجھ میں نہیں آ رہی کہ اسلحہ سمگل کرنے والوں کا وزارت سائنس کے سیکرٹری سے کیا تعلق ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ان کے حلیئے یا دوسری کوئی تفصیلات۔ یہ دونوں نام تو بے حد عام سے ہیں یہاں''...... لیڈی راسم نے کہا۔

''نہیں۔ فوری طور پر اس سے زیادہ معلوم نہیں ہو سکا''۔ عمران نے کہا۔

''تم کس نمبر پر ہو۔ میں دو گھنٹے بعد تمہیں فون کروں گی''۔ لیڈی راسم نے کہا۔

''میں تمہیں خود فون کر لوں گا لیکن تم نے دو گھنٹوں کا وقت کیوں لیا ہے۔ کیا تمہارے ذہن میں ان کے بارے میں کوئی خاکہ آ گیا ہے''...... عمران نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ایک جوڑا ایسا ہے جو واقعی بقول تمہارے مجنوں لیلیٰ ہیں لیکن مجھے معلوم کرنا پڑے گا کہ کیا وہ پاکیشیا گئے ہیں یا نہیں''...... لیڈی راسم نے کہا۔

''او کے۔ اپنے بینک کا اکاؤنٹ نمبر بھی لکھوا دینا تاکہ مس ورلڈ کے حسن کو معمولی سا خراج تحسین بھی پیش کیا جا سکے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے مترنم آواز میں ہنستے ہوئے رسیور رکھ دیا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''آپ ہر بار معلومات حاصل کرنے کے لئے نئی پارٹی کا انتخاب کرتے ہیں۔ اب یہ لیڈی راسم سے آپ نے میرے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سامنے پہلی بار رابطہ کیا ہے۔ اس کی وجہ''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''پہلی بات تو یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ تمام رابطے تمہارے سامنے ہوں یا دوسرے الفاظ میں نوجوانوں کے رابطے بزرگوں کے علم میں ہوں۔ دوسری بات یہ کہ معلومات حاصل کرنے کے لئے انتخاب بہت سوچ سمجھ کر کرنا پڑتا ہے۔ ایکریمیا جیسے بے حد وسیع و عریض ملک میں صرف ناموں کی مدد سے اصل افراد تک پہنچنا تقریباً ناممکن ہے لیکن لیڈی راسم کا تعلق بیک وقت اسلحہ سمگل کرنے والی تنظیموں کے ساتھ ساتھ ایسی ایجنسیوں سے بھی ہے جن کا دائرہ کار سائنسی لیبارٹریاں یا سائنسی فارمولے ہوتے ہیں کیونکہ لیڈی راسم خود ایسی تنظیم کی طویل عرصے تک رکن بھی رہی ہے اور اس کا مرحوم خاوند اسلحہ سمگل کرنے والی ایک بہت بڑی تنظیم کا چیف رہا ہے۔ یہاں دونوں باتیں بیک وقت موجود ہیں۔ سیکرٹری سائنس سے تعلقات اور اسلحہ سمگل کرنے کی بات۔ اس لئے میں نے لیڈی راسم کا انتخاب کیا ہے۔ اس طرح ہر بار سوچ سمجھ کر انتخاب کیا جاتا ہے''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''آپ واقعی بے حد گہرائی میں سوچتے ہیں۔ کم از کم میں تو اتنی گہرائی میں نہیں سوچ سکتا''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''موتی گہرائیوں میں ہی ملتے ہیں۔ اوپر سطح پر تو گھونگے اور خالی سیپیاں ہی ملتی ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو

بلیک زیرو اس بار بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ایئر پورٹ سے برائڈ اور جیکی کے کاغذات حاصل کر لئے گئے ہیں جن میں ان کی تصویریں بھی شامل ہیں اور ٹیم اب انہیں تلاش کر رہی ہے۔ کاغذات کی نقول آپ کو بھجوائی جا رہی ہیں''۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''انہیں تلاش کرنے کے لئے گولڈن کلب کے ایسے لوگوں سے رابطہ کیا جائے جو اس کلب کے مالک اور جنرل مینجر فرینک کے زیادہ قریب تھے۔ فرینک خود تو ایکریمیا فرار ہوگیا ہے جبکہ اس کے دو اسسٹنٹ مارٹی اور سارجر دونوں ہلاک ہو چکے ہیں لیکن اس کے باوجود وہاں ایسے لوگ ہوں گے جو یہ بتا سکیں کہ فرینک نے ان دونوں کو کہاں ٹھہرایا تھا''...... عمران نے مخصوص لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد آپریشن روم میں تیز سیٹی بج اٹھی تو عمران اور بلیک زیرو دونوں سمجھ گئے کہ دانش منزل کے گیٹ کے قریب موجود

مخصوص خلاء میں کوئی چیز ڈالی گئی ہے جو خودبخود بیلٹ سسٹم کے تحت یہاں میز کی سب سے نچلی دراز میں پہنچ جائے گی۔ چنانچہ جب سیٹی کی آواز ختم ہوگئی تو بلیک زیرو نے دراز کھولی اوراس میں موجود ایک لفافہ نکال کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے لفافہ کھولا اور اس میں موجود کاغذات باہر نکال کر اس نے انہیں غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ کاغذات ایکریمین نژاد جوڑے برائڈ اور جیکی کے تھے جو سیاحت کی غرض سے پاکیشیا آئے تھے۔ عمران نے کاغذات میں موجود ایکریمیا میں ان کے ایڈریس چیک کئے اور پھر کاغذات پر موجود ان دونوں کی تصویروں کو چند لمحے غور سے دیکھنے کے بعد اس نے کاغذات واپس لفافے میں ڈالے اور لفافہ اس نے بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

''فرانز ہاؤس بوسٹن روڈ کا نمبر دیں''...... عمران نے بھی ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''فرانز ہاؤس''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''مسز جیکی برائٹ سے بات کرا دیں۔ میں مائیکل بول رہا ہوں''۔ عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

''مسز جیکی برائٹ۔ وہ کون ہیں۔ یہاں تو کوئی جیکی برائٹ نہیں ہے۔ یہ تو لیڈی فرانز کا گھر ہے''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کا لہجہ سن کر ہی عمران کو محسوس ہو گیا کہ بولنے والی سچ بول رہی ہے۔

''مجھے تو مسز جیکی برائٹ نے یہی نمبر دیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''سوری۔ یہاں کوئی جیکی برائٹ نہیں ہے''...... دوسری طرف سے معذرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ایڈریس غلط ظاہر کیا گیا ہے''۔ سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اور اس بات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ عام اسمگلر نہیں ہیں بلکہ تربیت یافتہ افراد ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ میک اپ میں ہوں اور یہاں پہنچ کر انہوں نے میک اپ تبدیل کر لئے ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں کیا گیا ہو گا کیونکہ ٹائیگر کے مطابق انہوں نے انہی ناموں سے فرینک سے ملاقات کی ہے۔ اگر یہ میک اپ تبدیل کرتے تو لامحالہ ساتھ ہی نام بھی تبدیل کر لیتے''۔ عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے سامنے دیوار پر لگے ہوئے کلاک پر نظر ڈالی اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے لیڈی راسم کو کال کرنا شروع کر دیا۔

''کچھ معلوم ہوا ہے لیڈی راسم''...... رابطہ ہوتے ہی عمران نے پوچھا۔

''نہیں عمران۔ جو جوڑا میرے خیال میں تھا اس مرد کا نام برائٹ ضرور ہے لیکن اس کی بیوی کا نام مارلین ہے اور یہ جوڑا جنوبی ایکریمیا میں موجود ہے۔ ان کا تعلق اسلحہ سمگل کرنے والی ایک تنظیم سے ہے لیکن اس تنظیم کا کوئی تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے اور اس نے پاکیشیا تو کیا ایشیا میں بھی کبھی کام نہیں کیا''...... لیڈی راسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرے پاس اس جوڑے کے کاغذات کی نقول پہنچی ہیں جن پر ان کی تصویریں بھی موجود ہیں۔ میں تمہیں تفصیل سے ان کے حلیئے بتاتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باری باری دونوں کے حلیئے تفصیل سے بتا دیئے۔

''میں نے تفصیل نوٹ کر لی ہے۔ اب میں زیادہ آسانی سے انہیں ٹریس کر لوں گی''...... لیڈی راسم نے کہا۔

''دونوں کے کاغذات میں ان کا ایڈریس فرانز ہاؤس بوسٹن روڈ ولنگٹن درج ہے۔ میں نے وہاں فون کیا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ کسی لیڈی فرانز کا مکان ہے اور برائٹ اور جیکی کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیڈی فرانز۔ اوہ۔ اوہ۔ اس کی ایک بھتیجی ہے جس کا نام شاید جیکی ہے۔ وہ ایکریمیا کی کسی سرکاری تنظیم سے وابستہ ہے۔ مجھے لیڈی فرانز نے ایک بار خود بتایا تھا۔ البتہ اس نے یہ بتایا تھا کہ ان کی بھتیجی ناراک میں رہتی ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم دو گھنٹے بعد فون کرنا۔ اس بار میں یقیناً تمہیں اچھی خبر سناؤں گی''...... لیڈی راسم نے کہا۔

''او کے۔ بے فکر رہو۔ تمہارا بینک اکاؤنٹ اس کے بعد خاصا بھاری ہو جائے گا''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے لیڈی راسم بے اختیار ہنس پڑی اور اس نے رابطہ ختم کر دیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ اگر ان کا تعلق کسی سرکاری ایجنسی سے ہے تو پھر ان کے یہاں آنے کا مشن کیا ہو سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ تو بعد میں سوچیں گے۔ فی الحال کسی حتمی نتیجے پر تو پہنچ جائیں''...... عمران نے کہا اور پھر دو گھنٹے انہوں نے ادھر ادھر کی باتیں کرنے اور چائے پینے میں گزار دیئے۔ دو گھنٹے بعد عمران نے لیڈی راسم سے ایک بار پھر رابطہ کیا۔

''کیا رپورٹ ہے لیڈی راسم۔ کوئی بات بنی ہے یا نہیں''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تمہارے بتائے ہوئے حلیوں اور پھر لیڈی فرانز کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ریفرنس نے کام دکھایا ہے لیکن اس سارے کام میں میری اچھی خاصی رقم خرچ ہو گئی ہے اس لئے تم میرے اکاؤنٹ کی تفصیل نوٹ کر لو اور میرے اکاؤنٹ میں ایک لاکھ ڈالر ٹرانسفر کرا دو''۔ لیڈی راسم نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تفصیل بتاؤ''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کو اشارہ کیا تو اس نے سامنے پڑا ہوا پیڈ اٹھایا اور ساتھ ہی قلم دان سے قلم بھی اٹھا لیا۔ پھر لیڈی راسم نے جو تفصیل بتائی وہ بلیک زیرو نے نوٹ کر لی۔

''ٹھیک ہے۔ نوٹ کر لی ہے تفصیل۔ ابھی فون پر تمہارے اکاؤنٹ میں رقم ٹرانسفر کرا دی جائے گی۔ تم تفصیل بتاؤ برائنڈ اور جیکی کے متعلق''...... عمران نے کہا۔

''تمہارے ریفرنس کی وجہ سے میں نے لیڈی فرانز کو فون کیا ہے۔ وہ میری گہری دوست ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کی بھتیجی کا نام واقعی جیکی ہے اور وہ ڈی ایجنسی میں اپنے شوہر برائنڈ کے ساتھ کام کرتی ہے۔ میں نے اسے حلیہ بتایا تو اس نے حلیئے کی بھی تصدیق کر دی اور اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ ان دنوں سیاحت کے لئے ایشیا کے کسی ملک گئی ہوئی ہے۔ اس نے وہاں جانے سے پہلے لیڈی فرانز کو فون کر کے بتایا تھا''۔ لیڈی راسم نے جواب دیا۔

''اس نے تم سے پوچھا نہیں کہ تم اس کے بارے میں کیوں

پوچھ رہی ہو‘‘...... عمران نے کہا۔

’’پوچھا تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ ایک دوست نے مجھے یہ حلیہ بتایا تھا اور تمہارا نام لیا تھا۔ وہ جیکی کا بھی دوست تھا اس لئے میں تصدیق کر رہی ہوں کہ کیا واقعی وہ تمہاری بھتیجی ہے یا ویسے ہی تمہارا نام استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس طرح لیڈی فرانز مطمئن ہو گئی‘‘...... لیڈی راسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’مزید کوئی بات‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ہاں۔ میں نے بھاری رقم ادا کر کے ڈی ایجنسی سے بھی یہ بات کنفرم کر لی ہے۔ برانڈ کا ڈی ایجنسی میں باقاعدہ سیکشن ہے جس کا انچارج برانڈ ہے اور اس کی اسسٹنٹ جیکی ہے۔ یہ دونوں بے حد تربیت یافتہ ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ دونوں کسی دفاعی ہتھیار کے فارمولے کے حصول کے لئے پاکیشیا گئے ہوئے ہیں‘‘...... لیڈی راسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’بہت بہت شکریہ لیڈی راسم۔ بے فکر رہو۔ رقم ابھی پہنچ جائے گی۔ گڈ بائی‘‘...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

’’رقم بھجوا دو۔ یہ معاملہ بے حد سیریس ہو گیا ہے‘‘...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے ولنگٹن میں موجود اپنے خصوصی ایجنٹ کو لیڈی راسم کے اکاؤنٹ کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تفصیل بتا کر اسے ہدایت کر دی کہ وہ ایک لاکھ ڈالر فوری طور پر اس اکاؤنٹ میں جمع کرا دے اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

’’اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ معاملات واقعی بے حد سیریس ہیں۔ یہ عام اسلحے کا سلسلہ نہیں ہے‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہاں۔ اور ویسے یہ بات بھی سامنے آ گئی ہے کہ سیکرٹری سائنس کو کیوں اس میں ملوث کیا گیا ہے‘‘...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ‘‘...... رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

’’ایکسٹو‘‘...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’یس سر۔ یس سر۔ بات کرتا ہوں جناب‘‘...... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

’’یس سر۔ میں سلطان بول رہا ہوں‘‘...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’سر سلطان۔ میرے پاس حتمی اطلاعات پہنچ چکی ہیں کہ پاکیشیا کے کسی دفاعی فارمولے کے پیچھے ایکریمیا کی ڈیفنس ایجنسی کے ایجنٹ یہاں کام کر رہے ہیں اور اس کام میں سیکرٹری سائنس

شہاب الدین بھی پوری طرح ملوث ہے اس لئے آپ اسے فوری طور پر واپس بلا لیں۔ اسے چارٹرڈ طیارے سے واپس آنے کا کہیں۔اس کے ساتھی بعد میں آتے رہیں گے لیکن اسے یہ کسی صورت احساس نہ ہو سکے کہ اسے اس معاملے کے لئے بلایا جا رہا ہے“...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر“...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”اب کیا باقی کام اس کی آمد پر ہو گا“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”دیکھو۔ شاید ٹیم ان دونوں کا سراغ لگا لے۔ میں اب ہسپتال جا رہا ہوں تاکہ ٹائیگر سے مزید معلومات حاصل کر سکوں۔ اگر ان دونوں کے بارے میں کوئی اہم رپورٹ ملے تو مجھے ہسپتال ضرور فون کر دینا ورنہ وہاں سے واپسی پر میں اپنے فلیٹ پہنچ کر تمہیں خود فون کر دوں گا“...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران تیزی سے مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ڈی ایجنسی کا چیف کرنل اسمتھ اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل اسمتھ نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

”ہٹن بول رہا ہوں چیف“...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کوئی خاص بات“...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

”چیف۔ مارجونا کلب کی مالکہ لیڈی راسم نے برائڈ اور جیکی کے بارے میں ماریا سے معلومات حاصل کی ہیں“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل اسمتھ بے اختیار چونک پڑا۔

”ماریا سے۔ کیسے معلوم ہوا“...... کرنل اسمتھ نے چونک کر کہا

کیونکہ ماریا اس کی لیڈی سیکرٹری تھی اور وہ گزشتہ ایک ہفتے سے چھٹی پر تھی۔

''چیف۔ ماریا کا اکاؤنٹ بھی سٹی بینک میں ہے اور میرا بھی۔ میں اپنے اکاؤنٹ میں ایک گڑبڑ کی وجہ سے بینک گیا اور مینجر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ بینک مینجر میرا گہرا دوست ہے۔ ویسے ہی باتوں باتوں میں اس نے بتایا کہ ماریا کے اکاؤنٹ میں بیس ہزار ڈالر کی رقم مارجونا کلب کے اکاؤنٹ سے ٹرانسفر کرائی گئی ہے حالانکہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ میں یہ بات سن کر چونک پڑا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ لیڈی راسم مخبری کا نیٹ ورک چلاتی ہے۔ میں وہاں سے اٹھ کر سیدھا ماریا کے رہائشی فلیٹ پر گیا۔ وہ وہاں موجود تھی۔ پہلے تو اس نے کچھ بتانے سے انکار کیا لیکن جب میں نے اسے کہا کہ میں لیڈی راسم سے سب کچھ معلوم کرلوں گا اور پھر اس کی شکایت آپ سے کروں گا لیکن اگر وہ خود بتا دے کہ اس نے کس بارے میں معلومات لیڈی راسم کو مہیا کی ہیں تو میں اس کی شکایت آپ سے نہیں کروں گا تو اس نے بتایا کہ لیڈی راسم نے برائڈ اور جیکی کے بارے میں عام سی معلومات حاصل کی ہیں اور چونکہ بقول ماریا کے اسے ان دنوں رقم کی اشد ضرورت تھی اس لئے اس نے یہ معلومات مہیا کر دی ہیں۔ اس نے لیڈی راسم کو بتایا کہ وہ دونوں کسی فارمولے کے حصول کے لئے پاکیشیا گئے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد میں لیڈی راسم کے کلب گیا اور وہاں میں نے لیڈی راسم

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کی سیکرٹری کو تھوڑی سی رقم دے کر معلوم کر لیا کہ لیڈی راسم نے یہ معلومات ایک لاکھ ڈالر کے عوض پاکیشیا کے کسی علی عمران کو مہیا کی ہیں''...... ہٹن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''علی عمران۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ برائڈ اور جیکی دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ گئے ہیں۔ ویری بیڈ''...... کرنل اسمتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور ایک جھٹکے سے کریڈل پر رکھا اور میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور پھر برائڈ کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اسے آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل اسمتھ کالنگ یو۔ اوور''...... کرنل اسمتھ نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ برائڈ اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر سے برائڈ کی آواز سنائی دی۔

''تم نے کوئی رپورٹ ہی نہیں دی۔ کیا کر رہے ہو تم وہاں۔ اوور''...... کرنل اسمتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہم نے مشن مکمل کر لیا ہے اور اس وقت میں اور جیکی دونوں کافرستان میں موجود ہیں۔ میں نے سوچا تھا کہ ایکریمیا پہنچ کر آپ کو تفصیلی رپورٹ دی جائے۔ اوور''...... برائڈ نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم نے مشن مکمل کر لیا ہے۔ اوور''۔ کرنل اسمتھ نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ کاسموس انرجی کا فارمولا اور ڈبل ایس دونوں میرے پاس موجود ہیں۔ لیبارٹری کو اندر سے تباہ کر دیا گیا ہے جبکہ باہر سے وہ ویسے ہی بند ہے۔ اب جب وہاں سپلائی جائے گی تب جا کر انہیں معلوم ہو گا۔ ابھی تو کسی کو اس بارے میں معلوم نہیں ہے۔ اوور“...... برائڈ نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تمہارے اور جیکی کے بارے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں مخبری کرنے والے اداروں سے تفصیلات پوچھ رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم ان کی نظروں میں آ چکے ہو۔ یہی رپورٹ ملنے پر میں نے تمہیں کال کیا تھا۔ اوور“...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

”ہمارے بارے میں پوچھ گچھ کر رہی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے چیف۔ ہم تو کسی کے سامنے آئے ہی نہیں۔ ہم نے تو اپنا مشن مکمل کیا ہے اور پھر وہاں سے سیدھے ایئر پورٹ پہنچے اور وہاں سے طیارہ چارٹرڈ کرا کر کافرستان پہنچ گئے ہیں۔ اوور“...... برائڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل سمتھ نے اسے ہٹن سے ملنے والی رپورٹ بتا دی۔

”کرتے پھریں انکوائری چیف۔ اب وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اوور“...... برائڈ نے بڑے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ نہیں۔ یہ لوگ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں اور ان کے ایجنٹ ہر ملک میں ہیں اور کافرستان میں تو لازمی ہوں گے۔ تم فوری طور پر ایسا کرو کہ ڈبل ایس اور کاسموس انرجی فارمولے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کو کسی انٹرنیشنل کوریئر سروس کے ذریعے مجھے بھجوا دو اور خود وہاں سے گریٹ لینڈ چلے جاؤ اور وہاں سے ایکریمیا آ جاؤ۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اوور“...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

”یس چیف۔ اوور“...... برائڈ نے کہا۔

”میری ہدایت پر فوری عمل کرو۔ فوری۔ اوور اینڈ آل“۔ کرنل اسمتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس میز کی دراز میں رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”جارج بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے اس کے آفس انچارج نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جارج۔ کافرستان سے سپیشل کوریئر سروس کے ذریعے برائڈ ایک یا دو پیکٹ بھجوائے گا۔ یہ انتہائی اہم پیکٹ ہیں۔ تم نے انہیں فوری مجھے بھجوانا ہے“...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

”یس چیف“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل اسمتھ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری ڈیفنس“...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”چیف آف ڈی ایجنسی کرنل اسمتھ بول رہا ہوں“...... کرنل اسمتھ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''کرنل اسمتھ بول رہا ہوں سر''...... کرنل اسمتھ نے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس کرنل۔ کوئی خاص بات''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس سر۔ کاسموس انرجی کے فارمولے کا جو مشن آپ نے دیا تھا وہ ہماری ایجنسی نے مکمل کر لیا ہے''...... کرنل اسمتھ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''یہ وہی فارمولا ہے جس پر پاکیشیا کے سائنس دان شوگران کے سائنس دانوں کے ساتھ مل کر کام کر رہے تھے اور جس کے لئے آپ نے مجھے کہہ کر سپیشل سٹور سے ڈبل ایس نکلوایا تھا''۔ سیکرٹری ڈیفنس نے کہا۔

''یس سر۔ اب وہ فارمولا بھی اور ڈبل ایس بھی میرے پاس پہنچنے والا ہے۔ میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ آپ کو یہ خوشخبری بھی سنا دوں اور یہ بھی معلوم کروں کہ فارمولا کہاں بھجوانا ہے کیونکہ مجھے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہمارے ایجنٹوں کے بارے میں اطلاعات ملی ہیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ حرکت میں آتے ہمارے ایجنٹ مشن مکمل کر کے پاکیشیا سے کافرستان پہنچ چکے ہیں لیکن سر۔ وہ بہرحال اس فارمولے کے پیچھے یہاں آئیں گے۔ گو ان سے تو ہم آسانی سے نمٹ لیں گے لیکن

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ اس فارمولے کو فوری طور پر اس کے ٹھکانے پر پہنچا دیا جائے۔ البتہ ڈبل ایس آپ کو پہنچا دیا جائے گا تاکہ آپ اسے سپیشل سٹور میں واپس جمع کرا دیں''...... کرنل اسمتھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو آپ نے ایک اچھی خبر کے ساتھ ایک بری خبر بھی سنا دی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو انتہائی خطرناک سروس ہے۔ ہمارے چیف سیکرٹری لارڈ مارٹن تو پاکیشیا کے نام سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور انہوں نے باقاعدہ سرکاری سرکلر جاری کیا ہوا ہے کہ پاکیشیا کے خلاف کوئی بھی مشن ان کے نوٹس میں لائے بغیر اور ان کی منظوری حاصل کئے بغیر عمل میں نہ لایا جائے اور میں نے اس مشن کو ان سے بھی خفیہ رکھا تھا۔ اب اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچ گئی تو انہیں اطلاع مل جائے گی''...... سیکرٹری ڈیفنس نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ ایسی صورت میں آپ انہیں بتا دیں کہ اس فارمولے پر اصل کام شوگرانی سائنس دان کر رہے تھے اور یہ فارمولا بھی ان کا تھا۔ صرف وہ اسے خفیہ رکھنے کے لئے اس پر پاکیشیا میں کام کر رہے تھے۔ چیف سیکرٹری صاحب انتہائی اصول پسند آدمی ہیں اس لئے وہ اس معاملے پر بھی اصول پسندی کا ہی مظاہرہ کریں گے اور شوگران کے خلاف تو ان کی کوئی ہدایت نہیں ہے''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''گڈ۔ تم نے یہ اچھی تجویز دی ہے۔ بہرحال یہ فارمولا تم خود میرے آفس میں مجھے پہنچا دو۔ ساتھ ہی ڈبل ایس بھی''۔ سیکرٹری ڈیفنس نے کہا۔

''یس سر''...... کرنل اسمتھ نے جواب دیا۔

''او کے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل اسمتھ نے رسیور رکھ دیا۔

''پوری دنیا ایکریمیا کے خوف سے ہر وقت لرزتی رہتی ہے اور ایکریمیا کے اعلیٰ افسران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خوف سے ہر وقت لرزتے رہتے ہیں۔ اب اس سروس کا خاتمہ ضروری ہو گیا ہے ورنہ یہی حالت رہی تو یہ اعلیٰ افسران ایکریمیا کی ناک ہی کٹوا دیں گے''...... کرنل اسمتھ نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اچانک اسے ماریا کا خیال آ گیا تو اس کے ذہن میں غصے کی تیز لہر سی دوڑتی چلی گئی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ہٹن بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ہٹن کی آواز سنائی دی۔

''کرنل اسمتھ بول رہا ہوں''...... کرنل اسمتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم چیف''...... ہٹن نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''ماریا کی وجہ سے ایجنسی کے مفادات کو شدید خطرات لاحق ہو گئے ہیں اس لئے ماریا کو فوری طور پر آف کرا دو''...... کرنل اسمتھ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم کی فوری تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''اور سنو۔ لیڈی راسم کی نگرانی کراؤ۔ اس کے فون بھی ٹیپ کراؤ کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر یہاں آئی تو پھر وہ لیڈی راسم سے لازماً رابطہ کرے گی اور ہو سکتا ہے کہ فون پر رابطہ کرے۔ مجھے اس سلسلے میں فوری اور بروقت اطلاعات ملنی چاہئیں''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... ہٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل اسمتھ نے رسیور رکھ دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی قدرے غصیلی آواز سنائی دی۔

''ارے۔ ارے۔ کیا ہوا۔ مزاج سلطانی شاید کچھ برہم محسوس ہوتا ہے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''تمہیں چیف کے ذریعے مجھے حکم دلانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا میں نے تمہاری بات ٹال دینی تھی۔ بولو''...... سرسلطان نے واقعی غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ بات نہیں ہے سرسلطان۔ میں نے چیف سے آپ سے

بات کرنے کی گزارش کی تھی کہ ایک تو آپ کا سیکرٹری لازماً لائن چھوڑ دے گا۔ دوسرا آپ کو اس معاملے کی اہمیت کا بخوبی احساس ہو جائے گا''...... عمران نے بھی جواباً اسی احتیاط کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا جو سرسلطان نے اختیار کی تھی۔ انہوں نے عمران سے یہ نہیں کہا تھا کہ اس نے چیف بن کر انہیں حکم دیا ہے کیونکہ سرسلطان ایسے معاملات میں ہمیشہ انتہائی محتاط رہتے تھے اس لئے عمران نے بھی اسی انداز میں جواب دیا تھا حالانکہ سرسلطان کو بھی علم تھا کہ چیف کے لہجے میں بات کرنے والا عمران خود تھا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ تمہاری بات کو میں سنجیدہ نہیں لیتا''۔ سرسلطان نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''آپ نے میری بات پر کان ہی نہیں دھرنے تھے حالانکہ میں نے آپ سے دست بستہ گزارش کی تھی کہ سیکرٹری سائنس کو واپس بلایا جائے لیکن آپ نے الٹا مجھے لیکچر جھاڑ دیا۔ سچ ہے کہ ہماری رعایا کی دربار سلطانی میں شنوائی کہاں ہوتی ہے''...... عمران نے کہا۔ سرسلطان کا لہجہ نرم پڑتے ہی عمران شوخی پر اتر آیا تھا۔

''میرے خیال میں تو اب بھی کوئی ایسی ایمرجنسی نہیں ہے''۔ سرسلطان نے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ چیف کو صاف جواب دے دیجئے تاکہ بچوں کی کہانیوں کا درست انجام سامنے آ جائے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''کیا مطلب۔ کیسی کہانیاں اور کیسا انجام''...... سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں چونک کر کہا۔

''بچوں کی کہانیوں کا انجام یہی ہوتا ہے کہ بادشاہ سلامت نے اپنا تخت و تاج شہزادے کے حوالے کیا اور خود باقی عمر یاد الٰہی میں بسر کرنی شروع کر دی۔ ویسے یہ ہے تو بڑے فائدے کا سودا''۔ عمران نے کہا۔

''تو تمہارا خیال ہے کہ تمہارا چیف مجھے میری سیٹ سے ہٹا سکتا ہے۔ کیوں''...... سرسلطان نے کہا۔

''ارے۔ ارے۔ یہ کس میں جرأت ہے کہ آپ کو تخت سے ہٹا سکے۔ بادشاہ تو اپنا تخت و تاج رضاکارانہ طور پر شہزادے کے حوالے کر دیتے تھے''...... عمران نے کہا تو سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم سے باتوں میں جیتنا ناممکن ہے۔ بہرحال سیکرٹری سائنس آج دوپہر کو واپس پہنچ رہے ہیں''...... سرسلطان نے کہا۔

''تو جیسے ہی وہ پاکیشیا پہنچیں آپ انہیں ان کی کوٹھی پر پابند کر دیں اور پھر مجھے اطلاع کر دیں۔ میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا اور پھر آپ کی معیت میں ان سے ملاقات ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''ایک بات بتا دوں۔ شہاب الدین صاحب کا ریکارڈ صاف ہے اس لئے ان کے خلاف جو بھی الزام ہے اس کا ثبوت لازماً مہیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کر لینا''...... سرسلطان نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ آپ کو شرمندہ نہیں ہونا پڑے گا''۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا گیا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود اور بدہان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ارے۔ ارے۔ بڑی مشکل سے سرسلطان کو ٹھنڈا کیا ہے۔ ان کو بھی یہی شکوہ تھا کہ چیف کا لہجہ بے حد سخت ہوتا ہے اور اب تم نے مجھ پر عنایت شروع کر دی ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کا لہجہ واقعی سرسلطان سے بات کرتے ہوئے خاصا سخت ہو گیا تھا''...... اس بار دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ تو اسی وقت مجھے ٹوک دینا تھا۔ اب مجھے کیا معلوم کہ وہ چیف جس سے پوری دنیا ڈرتی ہے بذات خود نام نہاد سلطان سے ڈرتا ہے''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تو دوسری طرف سے بلیک زیرو کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

''عمران صاحب۔ میں نے آپ کو اس لئے فون کیا ہے کہ

ابھی جولیا نے رپورٹ دی ہے کہ برانڈ اور جیکی دونوں کل رات کی فلائٹ سے کافرستان چلے گئے ہیں''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''چلے گئے ہیں۔ کیوں۔ کیا انہیں پاکیشیا پسند نہیں آیا''۔ عمران نے بے ساختہ لہجے میں کہا۔

''اب یہ تو وہی بتا سکتے ہیں عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اب کیا کیا جائے۔ اگر محترمہ جیکی مجھ سے ملاقات کر لیتی تو اس طرح جلدی بھی نہ جاتی اور اس طرح بے نیل و مرام بھی نہ اسے جانا پڑتا''...... عمران نے بڑی ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے کیسے اندازہ لگایا کہ وہ ناکام واپس گئے ہیں''۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ظاہر ہے اب اتنی جلدی تو ان کا مشن مکمل نہیں ہو سکتا اور اگر ہو چکا ہوتا تو اب تک کہیں نہ کہیں سے اطلاع مل جاتی اور ہاں۔ جولیا کو کس نے رپورٹ دی ہے کہ وہ دونوں کافرستان چلے گئے ہیں''...... عمران نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا۔

''نعمانی ایئر پورٹ اور اس کے ارد گرد ہوٹلوں کو چیک کر رہا تھا۔ پھر اس نے ویسے ہی ایئر پورٹ سے ان کے بارے میں پڑتال کی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ دونوں کل رات ہی کافرستان جا چکے ہیں۔ نعمانی نے جولیا کو اطلاع دی اور جولیا نے مجھے''۔ بلیک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ناٹران سے کہہ دیا ہے تم نے کہ وہ انہیں وہاں چیک کرے''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی اطلاع ملی ہے تو میں نے آپ کو فون کیا ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں خود بات کرتا ہوں۔ ان کے حلیئے تفصیل سے بتانے پڑیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ چیف کسی خوبصورت لڑکی کا حلیہ مزے لے لے کر بتاتا رہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''ٹیم کو کہہ دو کہ اب ان دونوں کو تلاش کرنا بند کر دے''۔ عمران نے کہا۔

''وہ میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ناٹران بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ ویسے تم نے اگر اپنے نام کے آغاز میں نا کا لفظ نہ لگایا ہوتا تو تمہارے نام کی بجائے کنویں اور جوہڑوں میں رہنے والی مخلوق کی آواز کانوں میں گونجنے لگ جاتی''...... عمران نے کہا۔

''میں سمجھ گیا عمران صاحب۔ آپ کا مطلب مینڈکوں کے ٹرانے سے ہے''...... دوسری طرف سے ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اسی سمجھ داری کی وجہ سے تو نا کا حرف لگ گیا ہے''...... عمران نے جواب دیا تو ناٹران ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ نے بڑے عرصے بعد فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات عمران صاحب''...... ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یہ تمہارا چیف شاید روبوٹ ہے۔ اس کے اندر واقعی نہ دل ہے نہ ہی جذبات''...... عمران نے کہا۔

''وہ کیوں عمران صاحب''...... ناٹران نے چونک کر پوچھا۔

''اس نے مجھے فون کیا کہ ایک خوبصورت لڑکی کا حلیہ ناٹران کو تفصیل سے بتا دو۔ میں نے دست بستہ پوچھا کہ آپ خود کیوں نہیں بتا دیتے۔ آپ نے بھی تو اس کی تصویر دیکھی ہو گی جیسے میں نے دیکھی ہے تو فرمانے لگے کہ انہیں لڑکیوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اب تم بتاؤ کہ جسے خوبصورت لڑکیوں سے اتنی دلچسپی بھی نہ ہو کہ ان کا حلیہ دوہرانے کی زحمت بھی گوارہ نہ کر سکے تو وہ انسان ہے یا روبوٹ''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''عمران صاحب۔ ان کا مطلب یہ نہیں تھا جو آپ نے سمجھا ہے۔ ظاہر ہے جس قدر تفصیل سے آپ اس لڑکی کا حلیہ دوہرا سکتے ہیں اتنی تفصیل سے چیف نے اس لڑکی کی تصویر کو دیکھا تک نہ ہو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

گا''...... ناٹران نے کہا تو اس بار عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن یہ لڑکی ہے کون''...... ناٹران نے کہا۔

''ارے کمال ہے۔ حلیہ سننے سے پہلے ہی اس کے بارے میں اتنا اشتیاق پیدا ہو گیا ہے۔ حلیہ سننے کے بعد تو تمہارا نجانے کیا ردعمل ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے منہ سے لفظ خوبصورت سننے کے بعد اب مجھے اس کے بارے میں کوئی خوش فہمی نہیں رہی اس لئے آپ بے فکر رہیں''...... ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ جسے میں خوبصورت کہوں وہ دراصل خوبصورت نہیں ہوتی''...... عمران نے روٹھ جانے والے انداز میں کہا۔

''عمران صاحب۔ حسن دیکھنے والے کے اپنے اندر ہوتا ہے اس لئے ہر دیکھنے والے کا معیار حسن بھی دوسرے سے مختلف ہوتا ہے''...... ناٹران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ میں نے دیکھنے کی تو بات ہی نہیں کی۔ میں تو حلیہ سناؤں گا تمہیں''...... عمران نے کہا۔

''ظاہر ہے آپ دیکھنے کی فرمائش کے لئے ہی حلیہ بتائیں گے''۔ ناٹران نے کہا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''اوکے۔ چلو تمہیں اجازت ہے کہ تم اسے دیکھ بھی سکتے ہو۔ تم جیسے فلاسفر لڑکیوں کے معاملے میں واقعی بے ضرر ثابت ہوتے ہیں''...... عمران نے کہا تو ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ بتائیں تو سہی''...... ناٹران نے کہا۔

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایکریمیا سے ایک جوڑا پاکیشیا سیاحت کے لئے آیا۔ اس جوڑے میں مجنوں کا نام برائنڈ اور لیلیٰ کا نام جیکی ہے۔ انہوں نے یہاں سیکرٹری سائنس سے ملاقاتیں کیں۔ یہ ملاقاتیں مشکوک تھیں اس لئے تمہارے چیف تک مشکوک ملاقات کی رپورٹ پہنچ گئی لیکن اس سے پہلے کہ تمہارے چیف کے کارکنان حرکت میں آتے سیکرٹری سائنس ایک سرکاری کانفرنس کے سلسلے میں یورپ چلے گئے اور لیلیٰ مجنوں کے بارے میں آج اطلاع ملی ہے کہ وہ دونوں کل رات کی فلائٹ سے کافرستان پہنچ چکے ہیں۔ چیف نے کہا ہے کہ وہ دونوں عشق میں ناکام ہوئے ہیں اور یقیناً ایکریمیا پہنچ کر خودکشی کر لیں گے اس لئے ان کے پیچھے بھاگنا فضول ہے لیکن تمہارے چیف کا اگر دل نہیں ہے تو دماغ ڈبل ہے اور ان دونوں دماغوں میں شکوک کے کیڑے ہر وقت رینگتے رہتے ہیں۔ تمہارے چیف کو شک ہے کہ وہ کامیاب بھی تو لوٹ سکتے ہیں اس لئے ناٹران کو کہہ دو کہ وہ ان دونوں کو فوراً ٹریس کرے اور پھر انہیں پاجولاں مطلب ہے کہ پیروں میں بیڑیاں ڈال کر واپس بھجوا دو''...... عمران نے ایک بار پھر مسلسل

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بولتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ ان کا مشن کیا تھا''...... ناٹران نے جلدی سے پوچھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر عمران کی زبان پٹڑی سے اتر گئی تو پھر اسے واپس پٹڑی پر چڑھانا مشکل ہو جائے گا۔

''جو لیلیٰ مجنوں کا ہوتا ہے۔ پہلے زمانے میں وہ صحرا ڈھونڈتے ہوئے دور تک نکل جاتے تھے آج کل وہ بڑے بڑے اور آباد شہر ڈھونڈتے ہیں اور پہلے اس سفر کو سفر عشق کہا جاتا تھا لیکن آج کل سیاحت کہا جاتا ہے۔ بہرحال یہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کا مشن کیا تھا۔ البتہ ان کا ہاتھ آنا ضروری ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ ان کا اصل مشن کیا تھا۔ تمہارے چیف نے البتہ یہ معلوم کر لیا ہے کہ ان دونوں کا تعلق ایکریمیا کی کسی ڈی ایجنسی سے ہے اور برائنڈ اس کا سیکشن انچارج ہے جبکہ جیکی اس کی اسسٹنٹ ہے''...... عمران نے کہا۔

''ان کے حلیئے بتا دیں تاکہ میں انہیں چیک کرا سکوں''۔ ناٹران نے کہا۔

''مرد کا حلیہ میں بتا دیتا ہوں۔ عورت کا حلیہ بتانے کی شرع اجازت نہیں دیتا اور اگر اماں بی کو معلوم ہو گیا کہ میں پرائی اور وہ بھی غیر ملکی عورتوں کے حلیئے تفصیل سے دوہراتا ہوں تو تم خود سمجھ سکتے ہو کہ میرا کیا حشر ہو گا۔ چیف کا اگر دل ہے تو اس کے کسی نہ کسی کونے میں رحم کی کوئی رمق بھی موجود رہتی ہو گی لیکن ان

معاملات میں اماں بی کے دل میں رحم کی معمولی سی رمق بھی نہیں پائی جاتی“...... عمران نے جواب دیا تو ناٹران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”چلیں آپ مرد کا حلیہ بتا دیں“...... ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”پرانے زمانے کی بڑی بوڑھیاں کہا کرتی تھیں مرد بچہ ہے اس کا کیا حلیہ دیکھنا ہے البتہ عورت کا حلیہ ضرور دیکھنا چاہئے۔ ویسے اگر تم اپنے آپ کو مرد سمجھتے ہو تو پھر اپنا حلیہ ہی سمجھ لو“...... عمران کی زبان ظاہر ہے اتنی جلدی کیسے قابو میں آ سکتی تھی۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ مطلب ہے کہ مرد کا حلیہ آپ کا حلیہ ہے“...... ناٹران نے کہا۔

”اللہ تمہارا بھلا کرے۔ تمہیں زندگی میں بھی کروٹ کروٹ چین نصیب کرے۔ آج تم نے مجھے مرد کہہ کر میرا سر فخر سے بلند کر دیا ہے“...... عمران نے کہا تو ناٹران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”کیوں۔ کیا آپ اپنے آپ کو مرد نہیں سمجھتے“...... ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”میں تو سمجھتا ہوں لیکن تنویر نہیں سمجھتا۔ وہ اکثر چیلنج کرتا رہتا ہے کہ اگر میں مرد ہوں تو پھر کاندھے پر بھاری گرز رکھ کر مس جولیا کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا کسی غار میں کیوں نہیں لے جاتا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اب میں اسے کیا بتاؤں کہ اب جولیا وہ پرانے زمانے کی عورت تو نہیں ہے کہ خاموشی سے گھسٹتی ہوئی چلی جائے گی یا شاید اس دور میں اس کی اپنی مرضی بھی یہی ہو گی تاکہ وہ اپنی سہیلیوں میں فخر سے سر بلند کر سکے لیکن آج کل تو عورتوں نے مارشل آرٹس کے تمام نصابی اور غیر نصابی داؤ سیکھے ہوئے ہیں اس لئے اب اگر جولیا کے ساتھ یہ واقعہ پیش آئے تو بے چارے مرد کا سر اس کے گرز سے اس طرح پھٹا پڑا ہوگا جیسے تربوز پھٹتا ہے“...... عمران نے جواب دیا تو ناٹران کافی دیر تک ہنستا رہا۔

”تو پھر تنویر آپ کو چیلنج کیوں کرتا ہے۔ ظاہر ہے وہ بھی تو جانتا ہے کہ جولیا کیا کر سکتی ہے“...... ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تاکہ میں راستے سے ہٹ جاؤں اور تنویر آج کل کے دور کے مطابق سرخ گلاب کی کلی لے کر جولیا کے سامنے پیش ہو جائے اور جولیا شرماتے ہوئے سر جھکا دے اور مارشل آرٹ بھول جائے“...... عمران نے جواب دیا تو ناٹران اس بار کافی دیر تک ہنستا چلا گیا۔

”اس بار میرے فون کا بل تمہیں ادا کرنا ہوگا کیونکہ جتنی دیر تم نے ہنسنے میں لگائی ہے اتنی دیر کا بل ہزاروں میں آ جاتا ہے اور آغا سلیمان پاشا تو اس دور کا وہ گرز بردار ہے جو نہ مرد دیکھتا ہے نہ عورت“...... عمران نے کہا۔

”آپ خود ہی ایسی بات کرتے ہیں عمران صاحب“...... ناٹران

نے ایک بار پھر ہنستے ہوئے کہا۔

''اچھا چلو سن لو۔ پھر آگے بات ہو گی''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے برانڈ اور جیکی دونوں کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

''یہ کس فلائٹ سے کافرستان پہنچے ہیں''...... ناٹران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''اتنا معلوم ہوا ہے کہ کل رات کی فلائٹ سے گئے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں معلومات کراتا ہوں۔ اگر یہ ابھی تک کافرستان میں ہیں تو میں انہیں تلاش کرا لوں گا اور اگر یہاں سے نکل گئے ہیں تو میں ان کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کر لوں گا لیکن رپورٹ میں نے کس کو دینی ہے۔ آپ کو یا چیف کو''...... ناٹران نے کہا۔

''چیف کو۔ میں نے اس رپورٹ کا اچار ڈالنا ہے۔ میں تو صرف حلیہ بتانے کے چکر میں پھنس گیا اور کال اتنی لمبی ہو گئی ہے کہ آغا سلیمان پاشا اگر کچن میں ہوتا تو اب تک دس بار پیچھے سے فون کا کنکشن آف کر چکا ہوتا اس لئے اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور دوبارہ سٹنگ روم میں آ گیا۔ دوپہر کو وہ ابھی لنچ سے فارغ ہوا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''غریب خور۔ اوہ سوری۔ لنچ خور علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ایس سی (آکسن) ڈکار رہا ہوں''...... عمران نے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ایک ہی لنچ کافی ہے۔ ٹو کی گنجائش نہیں ہے۔ آغا سلیمان پاشا کو متعدد بار سمجھایا ہے کہ اتنا بھاری بھرکم لنچ نہ کرایا کرے کہ آدمی ڈکار لیتا لیتا گور غریباں میں پہنچ جائے لیکن وہ جب تک تمام ڈشیں سر پر کھڑا ہو کر نہ کھلائے اسے چین ہی نہیں آتا اور پھر یہ بھی مجبوری ہے کہ ہر ڈش کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے بھی ملائے جائیں چاہے مرچوں کی زیادتی سے ناک میں سے سڑک کوٹنے والے انجن کی آوازیں نکل رہی ہیں''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''عمران صاحب۔ ناٹران نے رپورٹ دی ہے''...... اس بار بلیک زیرو نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔ وہ پہلے اس لئے مخصوص لہجے میں فون کرتا تھا کہ کہیں عمران کے پاس کوئی ممبر نہ بیٹھا ہو لیکن جب عمران جواب دیتا تھا تو عمران کے جواب سے ہی وہ سمجھ جاتا تھا کہ وہ اکیلا ہے یا نہیں۔

''اتنی جلدی۔ کیا ہوا ہے''...... عمران نے چونک پر پوچھا۔

''برانڈ اور جیکی کافرستان کے ہوٹل گرانڈ میں رہے لیکن آج صبح انہوں نے ہوٹل چھوڑ دیا اور ایئر پورٹ سے چارٹرڈ طیارے

کے ذریعے وہ گریٹ لینڈ چلے گئے ہیں البتہ ناٹران نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ ایئر پورٹ جانے سے پہلے برائنڈ نے اس ہوٹل میں بنی ہوئی انٹرنیشنل کوریئر سروس سے دو پیکٹس ونگٹن بھجوائے ہیں۔ ان دونوں پیکٹس میں سے ایک میں کاغذات تھے جبکہ دوسرے میں کوئی سائنسی آلہ تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کس ایڈریس پر بھجوائے ہیں اور وہاں کب تک پہنچیں گے''۔ عمران نے پوچھا تو بلیک زیرو نے تفصیل بتا دی۔

''ناٹران نے پیکٹس کے نمبر معلوم کئے ہیں اور کس کے نام سے بھیجے گئے ہیں اور کس کے نام بھجوائے گئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ناٹران نے پوری تفصیل معلوم کر لی ہے۔ دونوں پیکٹس برائنڈ کے نام سے بھجوائے گئے ہیں اور کرنل اسمتھ کے نام بھجوائے گئے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا اور ساتھ ہی کرنل اسمتھ کا ایڈریس بتا دیا جبکہ برائنڈ نے اپنا ایڈریس ہوٹل گرانڈ لکھا تھا۔

''تم فوری طور پر ونگٹن میں جیکب سے کہہ دو کہ اس نے ہر صورت میں یہ دونوں پیکٹس وصول کرنے ہیں چاہے اسے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں کہہ دیتا ہوں''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کیونکہ دونوں پیکٹس کی ماہیت بتا رہی تھی کہ برائنڈ نے پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل کیا ہے جس میں کوئی فارمولا اور کوئی سائنسی آلہ اس نے حاصل کیا ہے لیکن یہاں کسی کو اس بارے میں کوئی اطلاع نہ تھی۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... دوسری طرف سے رابطہ ہوتے ہی سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کراؤ''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... اس بار دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''سرسلطان۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ایکریمیا کے دو ایجنٹ پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل کر کے کل رات یہاں سے کافرستان گئے ہیں اور پھر کافرستان سے وہ گریٹ لینڈ چلے گئے جبکہ گریٹ لینڈ جانے سے پہلے انہوں نے دو پیکٹس ایک کوریئر سروس کے ذریعے ایکریمیا بھجوائے ہیں۔ ان دونوں پیکٹس میں سے ایک میں کاغذات تھے جبکہ دوسرے میں کوئی سائنسی آلہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ایجنٹ پاکیشیا کی کسی سائنسی لیبارٹری سے فارمولا اور کوئی آلہ لے

اڑے ہیں لیکن ہمیں ابھی تک کہیں سے بھی ایسی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ آپ فوراً اسسٹنٹ سیکرٹری سائنس یا کسی بھی بااختیار آفیسر سے کہیں کہ وہ فوراً تمام سائنسی لیبارٹریاں چیک کرائیں''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم کہاں سے بول رہے ہو''...... سرسلطان نے پوچھا۔

''میں اپنے فلیٹ میں موجود ہوں''...... عمران نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر کے تمہیں فون کرتا ہوں''۔ سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''صاحب۔ چائے لے آؤں''...... سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ لے آؤ''...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو سلیمان واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چائے کی پیالی اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھ دی۔

''صاحب۔ اس قدر پریشان ہونے سے کیا آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا''...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''صاحب۔ بزرگ کہتے ہیں کہ جب کوئی پریشانی آ جائے تو فوراً صدقہ خیرات کریں۔ اللہ تعالیٰ پریشانی ٹال دیتا ہے۔ صرف

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پریشان ہونے سے پریشانی تو نہیں ٹل سکتی''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہاری بات درست ہے۔ میرے بلیو کوٹ کی جیب میں دس ہزار روپے ہیں وہ نکال کر کسی فلاحی ادارے کو دے آؤ''...... عمران نے چائے کی پیالی اٹھا کر چسکی لیتے ہوئے کہا۔

''وہ تو پہلے ہی پاکیشیا کے سب سے بڑے فلاحی ادارے میں پہنچ چکے ہیں۔ اگر آپ کو یقین نہ آ رہا ہو تو میں رسید لا کر دکھاتا ہوں''...... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران اس طرح حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''وہ تو میں نے رات کو رکھے تھے۔ تم نے کس وقت نکالے ہیں اور بغیر اجازت کیوں نکالے ہیں''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''صاحب۔ صرف دس ہزار روپے جیسی حقیر رقم سے آپ کی اتنی بڑی پریشانی نہیں ٹل سکتی۔ اس کے لئے آپ کو کم از کم دس لاکھ روپے فلاحی ادارے کو دینے چاہئیں اور مجھے معلوم ہے کہ یہ رقم آپ کے سپیشل سیف میں رکھی ہوئی ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''یہ بزنس سیکرٹ ہے اور کوئی بھی کامیاب بزنس مین اپنے بزنس سیکرٹ دوسروں کو نہیں بتایا کرتا۔ آپ بس اجازت دیجئے۔

میں ابھی دس لاکھ کی رسید لا کر آپ کو دے دیتا ہوں اور چٹکی بجانے میں آپ کی پریشانی ختم ہو جائے گی۔ وہ ایک اشتہار ٹی وی پر آتا ہے کہ کھانسی فشوں۔ بس اسی طرح پریشانی فشوں ہو جائے گی''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ وہ بھی تم نکال چکے ہو''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''رسید لا کر دکھاؤں''...... سلیمان نے کہا۔

''نہیں۔ میں رسید کا کیا کروں گا۔ اس پر آغا سلیمان پاشا ویلفیئر آرگنائزیشن پاکیشیا لکھا ہوا ہو گا اور نیچے بطور جنرل منیجر تمہارے دستخط ہوں گے۔ مہر بھی لگی ہو گی''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''آپ تو واقعی روشن ضمیر ہیں۔ میرے حق میں دعا کیا کریں''۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''اب میں دعائیں کرنے کے لئے ہی رہ گیا ہوں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمرن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے۔ میں نے ساری چیکنگ کرا لی ہے۔ کسی لیبارٹری میں کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔ سب او کے ہے''۔ سرسلطان نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''اس کا مطلب ہے کہ وہ کسی ایسے سائنسی ادارہ سے فارمولا اور آلہ لے آڑے ہیں جس کا براہ راست حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ٹھیک اب مزید معلومات ملیں گی تو معلوم ہو گا''۔ عمران نے کہا۔

''مجھے بھی بتانا۔ مجھے بھی پریشانی رہے گی''...... سرسلطان نے کہا۔

''میں بتا دوں گا۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''سلیمان۔ سلیمان''...... عمران نے رسیور رکھ کر سلیمان کو آوازیں دیتے ہوئے کہا۔

''جی صاحب''...... سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''یار تم نے نسخہ بڑا اچھا بتایا ہے بس تھوڑا سا مہنگا ہے۔ آدھی پریشانی تو فشوں ہوگئی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''باقی آدھی بھی فشوں ہو جائے گی۔ ویسے بزرگ کہتے ہیں کہ جتنا گڑ اتنا میٹھا۔ کم پیسوں میں پریشانی دو چار ہفتوں یا مہینوں بعد جا کر ختم ہوتی ہے۔ زیادہ پیسوں سے فوراً فشوں ہو جاتی ہے''۔ سلیمان نے جواب دیا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ یہ مسئلہ بھی امیروں کے حق میں جاتا ہے۔ غریب بے چارے مہینوں بلکہ سالوں پریشانی کے چکر میں

پھنسیں رہیں گے''...... عمران نے کہا۔

''یہ بات نہیں ہے صاحب۔ اللہ تعالیٰ ہر آدمی کے حالات جانتا ہے۔ ہماری مسجد کے امام صاحب ایک بار بتا رہے تھے کہ اگر ایک آدمی کے پاس سو روٹیاں ہوں اور وہ ان میں سے دو خیرات کر دے جبکہ دوسرے آدمی کے پاس بھی صرف دو روٹیاں ہیں اور ان میں سے ایک خیرات کر دے تو سو میں سے دو خیرات کرنے کی نسبت دو میں سے ایک خیرات کرنے والے کو زیادہ اجر و ثواب ملے گا اور آپ نے ابھی سو میں سے دو بھی نہیں ایک روٹی خیرات کی ہے اس لئے تو آدھی پریشانی ختم ہوئی ہے۔ اگر آپ اب بھی دس بارہ روٹیاں اور خیرات کر دیں تو ساری پریشانی ختم ہو جائے گی۔ اگر آپ حکم دیں تو میں رسید لا دوں''...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''کبھی اپنے خزانے کو بھی ہوا لگنے دیا کرو۔ تم تو خیرات میں ایک روٹی تو کیا ایک نوالہ بھی کسی کو نہیں دیتے''...... عمران نے کہا۔

''اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جانتا ہے صاحب۔ جسے تنخواہ ہی نہ ملتی ہو وہ بے چارہ تو صرف دعائیں ہی دے سکتا ہے''...... سلیمان نے بڑے بے چارگی بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چائے کی خالی پیالی اٹھائی اور واپس مڑ گیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تبدیل کر کے دانش منزل جا سکے۔ اسے اب ولنگٹن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سپیشل ایجنٹ جیکب کی کارروائی کا انتظار تھا اور ظاہر ہے اس کی کال دانش منزل میں ہی آنی تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمران دانش منزل پہنچ گیا۔

''عمران صاحب۔ ہماری کس لیبارٹری سے انہوں نے یہ فارمولا اور آلہ حاصل کیا ہو گا''...... رسمی سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

''فی الحال تمام لیبارٹریاں محفوظ اور صحیح سلامت ہیں بلکہ دوسرے لفظوں میں بخیر و عافیت ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ نے چیک کرا لیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ سر سلطان نے تفصیلی چیکنگ کرانے کے بعد بتایا ہے''۔ عمران نے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہ دونوں پیکٹس کسی ایسے سائنس دان کی لیبارٹری سے حاصل کئے گئے ہیں جن کا تعلق حکومت سے نہیں ہے لیکن ایسی صورت میں بھی سائنس دان کی ہلاکت کے بارے میں کوئی خبر آ جاتی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ سائنس دان کو انہوں نے بھاری رقم دے کر اس سے باقاعدہ خریداری کی ہو۔ ہمارے ذہن بھی تو اب پولیس والوں جیسے ہو چکے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اگر ایسا ہوتا تو ان دونوں کو فرنیک سے ملنے، سائنس سیکرٹری سے ملنے، فرنیک کے اس طرح ملک سے فرار

ہونے کی ضرورت نہ ہوتی۔ دال میں کچھ نہ کچھ اور کسی نہ کسی سطح پر کالا ضرور ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''صرف کالا ہی نہیں بلکہ ملٹی کلر ہے لیکن لگتا ہے کہ انہوں نے دانستہ اسے سفید رکھا ہے اور یہ تم جانتے ہو گے کہ سفید رنگ میں سات رنگ ہوتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب پتہ نہیں کہ جیکب کی کال کب آئے''...... تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو نے کہا۔

''جلد ہی آ جائے گی کیونکہ انٹرنیشنل کوریئر سروس اپنی ڈاک کی بوقت ترسیل کے لئے اپنے طیارے استعمال کرتی ہے۔ وہ انہیں کسی عام فلائٹ سے نہیں بھجواتی اور ناٹران کے مطابق کافرستان سے دونوں پیکٹس ایکریمیا کے لئے روانہ ہو چکے ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر واقعی ایسے ہی ہوا۔ تقریباً دو گھنٹوں بعد سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جیکب بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''دونوں پیکٹس آپ کے حکم کے مطابق حاصل کر لئے گئے ہیں''...... جیکب نے جواب دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''کیسے۔ تفصیل بتاؤ''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''انٹرنیشنل کوریئر سروس کا جہاز جیسے ہی کافرستان سے ونگٹن پہنچا ان کی مخصوص چار وینز اور دو منی ٹرک سامان لینے کے لئے وہاں موجود تھے۔ میں نے ایئر پورٹ پر ہی اس کے ایک آدمی کو اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا۔ اس نے ہمیں اطلاع دے دی کہ ہمارے مطلوبہ پیکٹس کس وین میں رکھے جا رہے ہیں۔ تمام منصوبہ پہلے سے تیار تھا۔ ہمارے آدمیوں نے اس وین کی سٹارٹنگ میں معمولی سی گڑبڑ کر دی۔ چنانچہ ہمارے منصوبے کے مطابق یہ دوسری وینز سے پندرہ منٹ بعد سٹارٹ ہوئی جبکہ باقی دونوں وینز اور منی ٹرک پندرہ منٹ پہلے جا چکے تھے ورنہ یہ سب اکٹھے جاتے۔ ہمارے آدمی ان کے روٹس پر ایک ویران علاقے میں موجود تھے۔ چنانچہ یہ وین جب وہاں پہنچی تو اسے روک کر سائیڈ میں لے جایا گیا تاکہ پولیس اسے عام سی ڈکیتی کا کیس سمجھے اور پولیس نے واقعی اسے ڈکیتی کا ہی کیس بنایا ہے''...... جیکب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں پیکٹس لے کر خود چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ایکریمیا سے گریٹ لینڈ پہنچو اور گریٹ لینڈ سے دونوں پیکٹس رانا ہاؤس کے ایڈریس پر جوزف کے نام انٹرنیشنل کوریئر سروس کے ذریعے بک کرا دو اور پھر خود عام فلائٹ سے واپس چلے جانا۔ دونوں پیکٹس پر بھجوانے والے کا نام اور پتہ فرضی ہو گا۔ نام مائیکل اور پتہ کوئی بھی لکھ دینا اور وصول کرنے والے کا نام جوزف ہو

گا‘‘...... عمران نے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

’’یس سر‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے دوسرے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’رانا ہاؤس‘‘...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

’’علی عمران بول رہا ہوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یس باس‘‘...... جوزف نے کہا۔

’’گریٹ لینڈ سے انٹرنیشنل کوریئر سروس کے ذریعے دو پیکٹس رانا ہاؤس کے ایڈریس پر تمہارے نام پہنچیں گے۔ بھیجنے والے کا نام مائیکل ہو گا۔ تم نے یہ پیکٹس وصول کرتے ہی مجھے فون کر کے اطلاع دینی ہے اور ان پیکٹس کی حفاظت کرنی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یس باس‘‘...... جوزف نے کہا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ‘‘...... سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

’’علی عمران بول رہا ہوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یس سر۔ میں بات کراتا ہوں سر‘‘...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

’’سلطان بول رہا ہوں‘‘...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

’’علی عمران بول رہا ہوں۔ سیکرٹری سائنس آ جائیں تو آپ نے انہیں فی الحال کچھ نہیں بتانا۔ مجھے دو پیکٹس کا انتظار ہے۔ جب وہ مجھے وصول ہو جائیں گے تو پھر میں سیکرٹری صاحب سے ملاقات کروں گا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ جیسے تم چاہو‘‘...... دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا گیا تو عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

’’آغا سلیمان پاشا کی بات سو فیصد درست ثابت ہوئی ہے‘‘۔ اچانک عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

’’کون سی بات‘‘...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

’’یہی کہ اگر کوئی پریشانی آ جائے تو بجائے اس کے کہ بیٹھے پریشان ہوتے رہیں اس پریشانی کو دور کرنے کی جدوجہد کرنی چاہئے اور ساتھ ہی اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ خیرات کرنا چاہئے۔ اس طرح پریشانی ختم ہو جاتی ہے‘‘...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

’’تو آپ نے کوئی صدقہ خیرات کی ہے‘‘...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے سلیمان سے ہونے والی تمام گفتگو بتا دی اور بلیک زیرو کافی دیر تک ہنستا رہا۔

کرنل اسمتھ اپنے آفس میں موجود تھا اور بار بار اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی کا انتظار ہو۔ پھر جب مزید کچھ دیر ہو گئی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جارج بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے اس کے آفس انچارج کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''جارج۔ کوریئر سروس سے وہ پیکٹس ابھی تک نہیں پہنچے''۔ کرنل اسمتھ نے کہا۔

''نو سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ان کے آفس سے معلوم کرو۔ انٹرنیشنل کوریئر سروس کے آفس سے اب تک انہیں پہنچ جانا چاہئے تھا''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''یس سر۔ میں ابھی معلوم کر کے بتاتا ہوں سر''...... جارج نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جواب دیا تو کرنل اسمتھ نے رسیور رکھ دیا۔

''میں خواہ مخواہ پریشان ہو رہا ہوں۔ اب کوئی خطرہ تو باقی نہیں رہا''...... کرنل اسمتھ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی فائل اٹھا کر اسے کھول لیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ زبردستی اپنے آپ کو پرسکون رکھنا چاہتا ہو۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل اسمتھ نے جبراً پرسکون لہجے میں کہا۔

''جارج بول رہا ہوں سر''...... جارج کی متوحش سی آواز سنائی دی تو کرنل اسمتھ بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا رپورٹ ہے''...... کرنل اسمتھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''انٹرنیشنل کوریئر سروس کی جس وین میں ہمارے پیکٹس موجود تھے اس پر ایئر پورٹ سے آفس آنے کے درمیان ڈاکہ پڑا ہے۔ وین کے ڈرائیور اور دوسرے عملے کو بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ پیکٹس کا ایک بیگ بھی گم ہے اور وین میں موجود ڈلیوری کی بھاری رقم بھی لوٹ لی گئی ہے۔ میں نے معلومات کی ہیں۔ جو بیگ گم ہوا تھا اس میں وہ دونوں پیکٹس بھی تھے۔ پولیس اسٹیشن سے پتہ چلا ہے کہ پولیس کو یہ بیگ کچھ فاصلے پر جھاڑیوں میں پڑا مل گیا ہے لیکن اس میں سے ہمارے دونوں پیکٹس غائب ہیں۔ پولیس اسے ڈکیتی کا کیس سمجھ رہی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ ان دونوں پیکٹس

میں کوئی ایسی قیمتی چیزیں موجود تھیں جس کی وجہ سے ڈاکو اسے ساتھ لے گئے ہیں''...... جارج نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ یہ تو سارا مشن ہی ناکام ہو گیا ہے۔ لے جانے والوں کو اس ساری تفصیل کا کیسے علم ہوا۔ برائڈ نے تو اسے کافرستان سے بک کرایا تھا اور وہ پاکیشیا سے تو نکل آیا تھا۔ پھر یہ سب کیا ہوا ہے اور کیسے ہوا ہے''...... کرنل اسمتھ نے تیز اور تند لہجے میں کہا۔

''اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے طور پر ڈاکوؤں کو ٹریس کریں۔ پولیس تو انہیں ٹریس کر رہی ہے لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ پولیس انہیں ٹریس کر سکے گی''...... جارج نے کہا۔

''جو لوگ اس قدر منظم انداز میں کام کر رہے ہوں وہ پولیس کے بس کا روگ نہیں ہیں۔ تم ایسا کرو کہ فوری طور پر بڑی بڑی کوریئر سروس سے معلومات حاصل کرو کہ ڈاکے کے بعد کسی بھی سروس سے پاکیشیا کے لئے دو پیکٹس بک کرائے گئے ہوں تو ان کی تفصیل معلوم کر کے مجھے رپورٹ دو''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل اسمتھ نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ معاملات اس کے ہاتھوں سے نکل گئے ہیں۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے پیکٹس کوریئر سروس کے ذریعے منگوائے ہی کیوں تھے۔ برائڈ اپنے ساتھ لے آتا تو یہ واردات نہ ہوتی لیکن ظاہر ہے اب

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سوچنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ وہ ڈیفنس سیکرٹری کو بھی پیشگی بتا چکا تھا اس لئے اب اسے ناکامی کی رپورٹ دیتے ہوئے بڑا عجیب سا محسوس ہو رہا تھا اور پھر اس نے برائڈ سے ملاقات تک ڈیفنس سیکرٹری کو کچھ نہ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ رات اس پر بے حد بھاری گزری تھی۔ جارج کی رپورٹ بھی ناکامی کی تھی۔ دوسرے روز کرنل اسمتھ اپنے آفس میں بڑے ڈھیلے انداز میں بیٹھا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''برائڈ اور جیکی ہیڈ آفس میں موجود ہیں باس''...... دوسری طرف سے جارج نے کہا۔

''بھیج دو انہیں''...... کرنل اسمتھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور برائڈ اور جیکی اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں کے چہرے کھلے ہوئے تھے اور کرنل اسمتھ سمجھ گیا تھا کہ جارج نے انہیں کچھ نہیں بتایا۔

''بیٹھو''...... کرنل اسمتھ نے کہا تو دونوں میز کی دوسری طرف کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''تمہارا مشن مکمل طور پر ناکام ہو گیا ہے''...... کرنل اسمتھ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا تو برائڈ اور جیکی دونوں بے اختیار کرسیوں سے اچھل پڑے۔

''یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف۔ کیا مطلب ہوا اس بات

کا۔ کیا وہ فارمولا جعلی ہے یا ڈبل ایس اصلی نہیں ہے''...... برائڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دونوں پیکٹس میرے پاس پہنچنے سے پہلے واپس پاکیشیا چلے گئے ہیں''...... کرنل اسمتھ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''واپس پاکیشیا۔ وہ کیسے۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... برائڈ نے کہا تو کرنل اسمتھ نے جارج کی دی ہوئی رپورٹ دوہرا دی۔

''اوہ۔ ویری بیڈ۔ ایسا تو ہم نے سوچا بھی نہیں تھا لیکن انہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا اور انہوں نے یہ سب کیسے پلان بنا لیا۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا''...... برائڈ نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

''اب پریشان ہونے سے کچھ نہیں ہو گا برائڈ۔ میں بتاتی ہوں کہ یہ سب کیا ہوا ہے اور کیسے ہوا ہے''...... خاموش بیٹھی ہوئی جیکی نے کہا تو برائڈ اور کرنل اسمتھ دونوں اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔

''تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا ہے''...... کرنل اسمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا اندازہ ہے باس اور مجھے یقین ہے کہ میرا اندازہ درست ہو گا''......جیکی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''بتاؤ''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''باس۔ ہم دونوں نے واقعی اس انداز میں کام کیا ہے کہ پاکیشیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سیکرٹ سروس تو ایک طرف رہی دیگر کسی بھی ایجنسی کو اس کا علم نہیں ہو سکا۔ لیبارٹری بھی اس انداز میں بنی ہوئی ہے کہ جب تک سپلائی ڈے نہیں آئے گا تب تک اس کے بارے میں کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا اور لیبارٹری میں شوگرانی سائنس دان بھی موجود نہیں تھے۔ وہ اپنے ملک کے کسی قومی دن کی وجہ سے چھٹی پر تھے اس لئے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ شوگران حکومت نے اپنے سائنس دانوں سے رابطہ کیا ہو۔ میجر روجر، سیکرٹری شہاب الدین اور گولڈن کلب کا فرنیک ان تینوں سے ہمارا واسطہ رہا ہے۔ میں نے سیکرٹری سائنس کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے بتایا گیا کہ سیکرٹری سائنس کسی سرکاری کانفرنس کے سلسلے میں یورپی ملک گئے ہوئے ہیں اوران کی واپسی ایک ہفتے بعد ہو گی۔ پھر میں نے گولڈن کلب کے فرنیک کو کال کیا تو وہاں سے بتایا گیا کہ فرنیک ایکریمیا گیا ہوا ہے اور اس کی واپسی کا ابھی کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اب رہ جاتا ہے میجر روجر۔ لیکن میجر روجر خود ایکریمی ہے اور پھر ہمارے جانے کے بعد اس نے بھی اپنے ساتھیوں سمیت واپس ایکریمیا پہنچ جانا تھا کیونکہ ان کا عرصہ وہاں ختم ہو چکا ہے۔ وہ بھی شاید وہاں سے روانہ ہو چکا ہو گا۔ ایسی صورت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران کی طرف سے لیڈی راسم کے ذریعے ہمارے بارے میں معلومات حاصل کرنا بظاہر بے حد عجیب لگ رہا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ سب کچھ فرنیک کی وجہ سے ہوا ہے کیونکہ فرنیک کے کلب

سے ہی کسی کو معلومات مل سکتی ہیں۔ فرنیک کو ہماری پاکیشیا آمد، میجر روجر سے ہماری ملاقات اور سیکرٹری سائنس سے ہماری ملاقات کا علم تھا۔ بہرحال چونکہ ہم نکل آئے تھے اس لئے انہوں نے لازماً ایئر پورٹ سے ہمارے کاغذات کی نقول حاصل کر لی ہوں گی۔ پھر انہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم چارٹرڈ طیارے سے کافرستان پہنچ گئے ہیں۔ وہاں ان کے ایجنٹ ہوں گے۔ ہم تو وہاں سے نکل آئے لیکن انہیں کوریئر سروس کے ذریعے بک کرائے گئے پیکٹس کے بارے میں علم ہو گیا ہو گا۔ یہاں بھی ان کے ایجنٹ ہوں گے۔ انہوں نے ان پیکٹس کی تفصیل یہاں پہنچا دی اور یہاں ڈکیتی کا رنگ دے کر پیکٹس واپس لے اڑے‘‘...... جیکی نے کہا تو کرنل اسمتھ کے چہرے پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

’’تمہارا تجزیہ سو فیصد درست ہے جیکی اس لئے کہ اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے۔ اگر تم اپنے اصل چہروں اور اصل ناموں سے وہاں نہ جاتے تو شاید یہ انجام نہ ہوتا۔ بہرحال ڈی ایجنسی پیچھے ہٹنے والی نہیں ہے۔ اب چاہے پورے پاکیشیا کو کیوں نہ بموں سے اڑانا پڑے ہم نے یہ دونوں پیکٹس دوبارہ حاصل کرنے ہیں‘‘...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

’’ایسا ہی ہو گا باس‘‘...... برائنڈ نے کہا۔

’’لیکن اس بار تم نے نہ اصل چہروں سے جانا ہے اور نہ ہی اصل ناموں سے۔ نہ ہی فرنیک سے کوئی رابطہ کرنا ہے اور وہاں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سیکرٹری سائنس سے بھی نہیں ملنا بلکہ ان سب سے ہٹ کر تم نے دونوں پیکٹس واپس لے آنے ہیں‘‘...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

’’باس۔ ہمیں وہاں بہرحال معلومات تو حاصل کرنی ہوں گی اور اس کے لئے ہمیں وہاں کسی نہ کسی گروپ کا سہارا تو لینا ہی ہو گا‘‘...... برائنڈ نے کہا۔

’’اس کا بندوبست ہو جائے گا۔ بے فکر رہو۔ پاکیشیا میں دو گروپ ایسے ہیں جو ہر لحاظ سے تمہاری مدد کریں گے اور ان تک نہ پاکیشیا سیکرٹ سروس پہنچ سکتی ہے اور نہ ہی کوئی اور ایجنسی۔ ان میں سے ایک گروپ کا تعلق منشیات کی اسمگلنگ سے ہے۔ اسے وہاں کے بڑے بڑے سرکاری افسران کی درپردہ حمایت حاصل ہے اس لئے یہ ہر لحاظ سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس گروپ کو ہائیڈ گروپ کہا جاتا ہے۔ پاکیشیائی دارالحکومت میں ایک بزنس کمپنی ہے سارکر اینڈ برانڈز۔ ہائیڈ اس کا جنرل مینجر ہے۔ بظاہر سیدھا سادہ سا کاروباری آدمی ہے لیکن درحقیقت منشیات کی ایک بہت بڑی مارکیٹ چلاتا ہے اور بڑے بڑے افسران اس کی مٹھی میں رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ آدمی وقت پڑنے پر انڈر ورلڈ سے ایسے افراد بھی سامنے لے آ سکتا ہے جو کسی بھی مقصد کے لئے اپنی جانیں تک دے سکتے ہیں‘‘...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

’’لیکن باس۔ ہمیں تو سائنس لیبارٹریوں کو چیک کرنا ہو گا کیونکہ اس فارمولے پر کام کرنے والے اس آدمی ڈاکٹر بشیر کو تو ہم نے

ہلاک کر دیا ہے۔ اب یہ فارمولا کسی اور لیبارٹری میں چلا گیا ہو گا اور سائنس دانوں کے بارے میں بھی یہاں سے جانے کے بعد معلومات حاصل کرنا ہوں گی کیونکہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ دونوں پیکٹس کہاں موجود ہیں دوسرے لفظوں میں جب تک ٹارگٹ سامنے نہ آ جائے ہم وہاں کیا کر سکتے ہیں اور منشیات گروپ تو ہمارے کام نہیں آ سکتا''...... برائنڈ نے کہا۔

''تم بے فکر رہو۔ میں نے بتایا ہے کہ ٹاپ رینک افسران چاہے وہ کسی بھی محکمے کے ہوں اس گروپ کی مٹھی میں ہیں۔ ان میں سنٹرل سیکرٹریٹ کے بڑے افسران بھی شامل ہیں اس لئے یہ بڑی آسانی سے معلوم کر لیں گے بلکہ تم اس وقت تک وہاں جاؤ ہی نہ جب تک میں اس بارے میں حتمی معلومات حاصل نہ کر لوں''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''یہ بہتر رہے گا باس۔ ہم وہاں اس بار انتہائی تیز رفتاری سے کارروائی کریں گے اس لئے ہمارے سامنے ٹارگٹ موجود ہونا چاہئے''...... برائنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم فی الحال آرام کرو۔ میں ایک ہفتے کے اندر حتمی معلومات مہیا کر لوں گا''...... کرنل اسمتھ نے کہا تو وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''یہ سن لو کہ اس بار اگر تم ناکام رہے تو پھر نہ صرف تم بلکہ تمہارے ساتھ مجھے بھی سیٹ سے ہٹا دیا جائے گا کیونکہ ہم اپنا مشن

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مکمل کرنے کی بجائے اپنا اہم ترین آلہ ڈبل ایس بھی کھو چکے ہیں''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''آپ بے فکر ہیں باس۔ آپ صرف ہمیں ٹارگٹ دیں۔ پھر دیکھیں کہ ہم کس قدر تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں''...... برائنڈ نے کہا تو کرنل اسمتھ نے سر ہلا دیا اور پھر برائنڈ اور جیکی دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر چلے گئے تو کرنل اسمتھ نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ ٹارگٹ کے لئے فوری کام کرنا چاہتا تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے دو پیکٹ پڑے تھے۔ یہ دونوں پیکٹ وہ رانا ہاؤس جا کر جوزف سے لے آیا تھا اور پھر واپس آ کر وہ کافی دیر تک دانش منزل کی لیبارٹری میں اس آلے کا تجزیہ کرتا رہا اور پھر اس نے دوسرے پیکٹ میں موجود فارمولے کو بھی نہ صرف پڑھ لیا تھا بلکہ اس بارے میں اسے کافی سوچ بچار بھی کرنا پڑی تھی اور پھر دونوں پیکٹس اٹھائے وہ واپس آپریشن روم میں آیا تو بلیک زیرو اس دوران کچن میں تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''داور بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں سرداور''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لہجے میں کہا۔

''خیریت۔ تم بے حد سنجیدہ ہو''...... سرداور کی پریشان سی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''جب آپ جیسے بزرگ کسی بات کی پرواہ نہ کریں تو ہم جیسے بچوں کو سنجیدہ ہونا پڑتا ہے''...... عمران نے کہا اور اسی لمحے بلیک زیرو کچن سے باہر آیا تو اس نے چائے کی دو پیالیاں ٹرے میں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

''کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ہم کس بات کی پرواہ نہیں کرتے''...... سرداور نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس بات کی کہ ملک سے انتہائی اہم فارمولے اور آلات لے جائے جا رہے ہیں لیکن کسی کو علم تک نہیں کہ کہاں سے ایسا ہو رہا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''کیا مطلب۔ تم الجھی ہوئی باتیں کیوں کر رہے ہو۔ کھل کر بات کرو''...... سرداور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایکریمیا کی ڈی ایجنسی کے دو ایجنٹ پاکیشیا آئے اور یہاں سے فارمولا اور ایک آلہ لے گئے۔ چیف ایکسٹو کو اس کی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ چیف نے اس فارمولے اور اس آلے کو ڈی ایجنسی کے چیف تک پہنچنے سے پہلے ہی واپس حاصل کر لیا جبکہ چیف کے حکم پر میں نے سرسلطان سے کہا کہ وہ وزارت سائنس سے معلوم

کریں کہ کس لیبارٹری سے یہ فارمولا اور آلہ حاصل کیا گیا ہے لیکن سرسلطان نے جو اطلاع دی ہے اس کے مطابق تمام لیبارٹریاں صحیح سلامت ہیں اور کہیں سے بھی ایسی کوئی اطلاع نہیں ہے کہ جہاں ایسی کوئی واردات ہوئی ہو حالانکہ ایسا ہوا ضرور ہے“...... عمران نے کہا۔

”ایسی کوئی اطلاع ہوتی تو لازماً مجھے علم ہوا۔ ایسا واقعی نہیں ہے“...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر یہ فارمولا اور آلہ کیا ان ایجنٹوں کو سڑک پر پڑا مل گیا تھا“...... عمران نے کہا۔

”تم نے یہ آلہ اور فارمولا دیکھا ہے“...... سرداور نے پوچھا۔

”ہاں۔ دونوں میرے سامنے پڑے ہیں“...... عمران نے جواب دیا۔

”تم خود ڈی ایس سی ہو۔ تم بتاؤ یہ کس کا فارمولا ہے اور اس آلے کی کیا ماہیت ہے تاکہ میں اندازہ لگا سکوں کہ یہ کہاں سے حاصل کیا جا سکتا ہے“...... سرداور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ آلہ تو ایکریمین ساخت کا ہے اور یہ انتہائی جدید ترین سائنسی حفاظتی انتظامات کو یکلخت زیرو کر دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ اس آلے کو لازماً وہ ایجنٹ ایکریمیا سے ساتھ لائے ہوں گے تاکہ اس لیبارٹری جہاں سے انہوں نے فارمولا حاصل کرنا تھا۔ اس آلے سے سائنسی حفاظتی انتظامات کو زیرو کیا جا سکے۔ اس لحاظ سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تو یہ آلہ پاکیشیا کا نہیں ہے“...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور فارمولا کیا ہے“...... سرداور نے پوچھا۔

”جہاں تک میں سمجھا ہوں فارمولا کاسموس انرجی کا ہے“۔ عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کاسموس انرجی کا فارمولا“...... سرداور نے ایک لحاظ سے چیختے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں نے سرسری طور پر اسے پڑھا ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس فارمولے پر تو پاکیشیا اور شوگران اکٹھے کام کر رہے تھے اور یہ کام انتہائی خفیہ لیبارٹری جو آزاد قبائلی علاقے کاکاش میں ہے لیکن وہاں سے تو ایسی کوئی رپورٹ نہیں ملی“...... سرداور نے کہا۔

”آپ وہاں سے معلوم کریں۔ میں کچھ دیر بعد آپ کو دوبارہ فون کروں گا“...... عمران نے کہا۔

”میں معلوم کرتا ہوں“...... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ کاسموس انرجی کیا ہوتی ہے عمران صاحب“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”جہاں تک میں سمجھا ہوں یہ ایسی توانائی ہے جو انتہائی طاقتور

ہے۔ کاسموس ریز سے پیدا کی جانے والی توانائی۔ اگر اس فارمولے پر ہونے والا کام کامیاب ہو گیا تو دنیا میں انقلاب برپا کر دے گا۔ تیل، گیس، بجلی اور اس طرح کے توانائی کے دوسرے ذرائع اور ان سے پیدا ہونے والی توانائی سب زمانہ ماضی کا قصہ بن کر رہ جائیں گی۔ جسے ہم پلک جھپکنا کہتے ہیں اس توانائی کے ذریعے اس پلک جھپکنے میں کوئی جہاز دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر پہنچ جائے گا۔ فاصلے ختم ہو جائیں گے اور وقت کی طنابیں سمٹ جائیں گی''...... عمران نے کہا۔

''لیکن دفاعی لحاظ سے اس کی کیا اہمیت ہو گی عمران صاحب''۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

''موجودہ دور اور آئندہ دور میزائلوں کا ہے اور میزائلوں میں اس توانائی کا استعمال ان میزائلوں کو ناقابل تسخیر بنا دے گا۔ یہ اس قدر سپیڈ سے پرواز کریں گے کہ کسی بھی سسٹم کے ذریعے انہیں نہ راستے میں ختم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس تک پہنچا جا سکے گا''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران نے سامنے دیوار پر موجود کلاک کو دیکھا اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''داور بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''عمران بیٹے۔ لیبارٹری سے کوئی رابطہ نہیں ہو رہا اور نہ ہی وہاں کوئی فون اٹنڈ کر رہا ہے اور سپیشل ٹرانسمیٹر پر کال کا جواب بھی نہیں دیا جا رہا۔ میں نے سپیشل سٹور سے اس لیبارٹری کی فائل منگوائی ہے تاکہ اس لیبارٹری کو کھول کر اندر جا سکیں۔ تم ایسا کرو کہ سپیشل ایئر پورٹ پر پہنچ جاؤ۔ میں بھی فائل لے کر وہیں آ رہا ہوں۔ ہمیں ملٹری کے تیز رفتار ہیلی کاپٹر پر وہاں جانا ہو گا۔ تب ہی صحیح صورت حال معلوم ہو سکے گی''...... سرداور نے کہا۔

''تو آپ چلے جائیں۔ میں وہاں جا کر کیا کروں گا''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں۔ تمہارا جانا ضروری ہے۔ وہاں جو بھی حالات ہوں گے وہ بہرحال تمہارے نوٹس میں ہونے چاہئیں''...... سرداور نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں پہنچ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی بلیک زیرو بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

''اس فارمولے اور آلے کو سپیشل سیف میں رکھو۔ وہاں کے حالات دیکھنے کے بعد فیصلہ کریں گے کہ ان کا کیا کرنا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''اس فارمولے کے ایکریمیا پہنچنے کا تو مطلب ہے کہ لیبارٹری میں ایجنٹوں نے سب کچھ تباہ کر دیا ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ بظاہر تو ایسے ہی لگتا ہے لیکن سرداور نے یہی بتایا ہے کہ وہاں کوئی فون اٹنڈ ہی نہیں کر رہا۔ اس کا مطلب ہے کہ فون کال وہاں جا رہی ہے اور فون کال جانے کا مطلب ہے کہ اسے تباہ نہیں کیا گیا''...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران کی کار سپیشل ایئر پورٹ پر پہنچ گئی۔ سرداور ابھی وہاں نہیں پہنچے تھے لیکن عمران کے بارے میں انہوں نے وہاں فون پر ہدایات دے دی تھیں اس لئے عمران کو فوری طور پر ملٹری کے ایک مخصوص ساخت کے ہیلی کاپٹر پر سوار کرا دیا گیا۔ پائلٹ بھی آ کر بیٹھ گیا اور اس نے ہیلی کاپٹر کا انجن بھی سٹارٹ کر دیا تھا۔ عمران سمجھتا تھا کہ یہ سب کچھ سرداور کی ہدایات پر ہو رہا ہے۔ وہ جلد از جلد وہاں پہنچنا چاہتے ہوں گے۔ تھوڑی دیر بعد ایک کار اس ہیلی کاپٹر کے قریب آ کر رکی اور اس میں سے سرداور کے ساتھ دو اور آدمی بھی باہر آئے۔ ان دونوں میں سے ایک کے ہاتھ میں فائل تھی جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کا بیگ تھا۔ سرداور اپنے دونوں ساتھیوں سمیت ہیلی کاپٹر پر سوار ہوئے اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ عمران نے انہیں سلام کیا۔

''عمران بیٹے۔ نجانے وہاں کیا حالات پیش آئے ہیں لیکن جو کچھ ہوا ہے انتہائی غلط ہوا ہے۔ اس لیبارٹری میں تین شوگرانی سائنس دان بھی کام کر رہے تھے کیونکہ کاسموس انرجی کے فارمولے پر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پاکیشیا اور شوگران کے سائنس دان مل کر کام کر رہے تھے۔ اس فارمولے پر کام کرنے کے لئے انتہائی قیمتی مشینری کی ضرورت تھی جو سپر پاورز یا شوگران کے پاس تھی اس لئے شوگران سے باقاعدہ معاہدے کے تحت یہ لیبارٹری قائم کی گئی تھی۔ وہ فارمولا لے آئے ہو''...... سرداور نے بات کرتے کرتے اچانک چونک کر پوچھا۔

''وہ چیف کی تحویل میں ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ پہلے اس لیبارٹری کی صورت حال چیک کر لی جائے پھر اسے بھی آپ کی تحویل میں دے دیا جائے گا''...... عمران نے جواب دیا۔

''وہاں فون کال تو جا رہی ہے لیکن کوئی کال اٹنڈ نہیں کر رہا''...... سرداور نے کہا۔

''وہاں جا کر ہی معلوم ہو گا کہ کیا صورت حال ہے۔ یہ آپ کے ساتھ دو صاحبان کون ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ سپیشل لیبارٹری کے سیکورٹی کے آدمی ہیں۔ فائل کے مطابق جس طرح یہ لیبارٹری کھل سکتی ہے اس کے لئے مخصوص افراد اور آلات بھی میں نے منگوا لئے ہیں اور انہیں بھی ساتھ لے لیا ہے تاکہ لیبارٹری کو باہر سے کھولا جا سکے ورنہ یہ لیبارٹری اس انداز میں بنائی گئی ہے کہ باہر سے کسی صورت اسے نہیں کھولا جا سکتا''۔ سرداور نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ بہت برا ہوا برانڈ۔ ہماری ساری محنت ہی رائیگاں چلی گئی ہے بلکہ ایکریمیا کا ملکیتی انتہائی قیمتی آلہ بھی الٹا ان کے ہاتھ لگ گیا ہے"...... جیکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں ہیڈ آفس سے ابھی واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچے تھے۔ برانڈ کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"ہاں جیکی۔ زندگی میں پہلی بار مجھے اس ٹائپ کی شکست سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے جیسے پوری دنیا ہمارا مذاق اڑا رہی ہو"...... برانڈ نے کہا۔

"پھر تم نے کیا سوچا ہے۔ اب یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس پوری طرح چوکنا ہو گی۔ پہلے جب اسے کسی بات کا علم تک نہ تھا پھر بھی پیکٹس ان تک واپس پہنچ گئے اور اب جبکہ ہمارے بارے میں بھی انہیں اطلاع مل گئی ہے اور وہ پوری طرح ہوشیار بھی ہوں گے پھر"۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جیکی نے کہا۔

"یہ اصل مسئلہ نہیں ہے جیکی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا پورا پاکیشیا ہوشیار ہو تب بھی وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اب وہ اس فارمولے اور آلے کو کہاں رکھیں گے اور جب تک اس بات کا حتمی طور پر علم نہ ہو ہمارا مشن کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ویسے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس بار پہلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس یا کم از کم اس عمران کا خاتمہ کروں گا پھر آگے بڑھوں گا"...... برانڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس کا خاتمہ کرنا کون سا مشکل ہے برانڈ۔ وہ ایک فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے۔ جس وقت وہ فلیٹ کے اندر موجود ہو اس کے پورے فلیٹ یا اس پوری بلڈنگ جس میں وہ فلیٹ ہے میزائلوں سے اڑایا جا سکتا ہے۔ وہ لاکھ ہوشیار ہو لیکن اچانک موت سے تو نہیں بچ سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم یہ فارمولا اور آلہ واپس لے آنے میں کامیاب ہو جائیں ورنہ واقعی ہمیں بھی سیٹ چھوڑنی پڑے گی اور چیف کو بھی"...... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب یہ کام تو چیف نے اپنے ذمے لیا ہے کہ وہ اس فارمولے اور آلے کے بارے میں حتمی اطلاع حاصل کرے گا لیکن تمہاری بات درست ہے۔ اس سے پہلے عمران کا تو اس انداز میں یقینی طور پر خاتمہ کیا جا سکتا ہے"...... برانڈ نے کہا۔

''کیا تم خود جا کر یہ کام کرو گے''...... جیکی نے چونک کر کہا۔

''ارے نہیں۔ ایک آدمی کا خاتمہ یا اس کے فلیٹ کو میزائلوں سے اڑانے کے لئے اتنے تردد کی کیا ضرورت ہے۔ بھاری معاوضہ دے کر وہاں کسی سے بھی یہ کام کرایا جا سکتا ہے''...... برائنڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''روڈ سائیڈ کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''برائنڈ بول رہا ہوں۔ میکارتو سے بات کراؤ''...... برائنڈ نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کیجئے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ میکارتو بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ اسی لمحے جیکی نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''میکارتو۔ کیا ایشیا کے ملک پاکیشیا میں تمہارا کوئی سیٹ اپ ہے''...... برائنڈ نے پوچھا۔

''پاکیشیا میں۔ نہیں۔ کیوں وہاں میرا کیا کام ہوسکتا ہے''۔ میکارتو کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

''وہاں ایک آدمی عمران کو فنش کرانا ہے لیکن وہ کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ وہ ایک فلیٹ میں رہتا ہے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ضروری نہیں کہ اسے ذاتی طور پر براہ راست ہلاک کیا جائے۔ اس فلیٹ یا اس بلڈنگ کو ہی جس میں وہ فلیٹ ہے میزائلوں سے اڑایا جا سکتا ہے''...... برائنڈ نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ کام آسانی سے ہوسکتا ہے۔ وہاں پیشہ ور قاتلوں کا ایک گروپ ہے جو صرف خاص خاص کام لیتا ہے۔ اس کا انچارج کارڈن ہے۔ کارڈن ایکریمین ہے۔ اس سے میں بات کرتا ہوں پھر تمہیں فون کروں گا۔ تم کہاں موجود ہو''...... میکارتو نے جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

''اپنی رہائش گاہ پر''...... برائنڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں بات کر کے فون کرتا ہوں''......دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو برائنڈ نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''اگر یہ کام ہو جائے تو کم از کم کسی حد تک اشک شوئی ہو جائے گی''......جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہو جائے گا۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے''...... برائنڈ نے کہا تو جیکی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے شراب کی ایک بوتل اور دو گلاس نکالے اور انہیں میز پر رکھ دیا۔

''ویری گڈ جیکی۔ میں واقعی اس کی شدید ضرورت محسوس کر رہا تھا''...... برائنڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیکی نے بھی مسکراتے

ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر بوتل کھول کر اس نے دونوں گلاسوں میں شراب انڈیلی اور پھر ایک گلاس اٹھا کر اس نے برائنڈ کے سامنے رکھ دیا۔ برائنڈ نے گلاس اٹھایا اور چسکیاں لے لے کر شراب پینے لگا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو برائنڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''برائنڈ بول رہا ہوں'' ...... برائنڈ نے کہا۔

''میکارتو بول رہا ہوں برائنڈ'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہاں۔ کیا رپورٹ ہے'' ...... برائنڈ نے پوچھا۔

''پہلے تو کارڈن نے صاف جواب دے دیا کیونکہ اس کے مطابق اس آدمی پر ہاتھ ڈالنا اس کے پورے گروپ کی موت کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ اس کے مطابق وہ شخص بظاہر انتہائی بھولا بھالا، معصوم اور مسخرہ سا آدمی ہے لیکن وہ حقیقت میں انتہائی خطرناک، خوفناک، عیار اور شاطر آدمی ہے۔ لیکن جب میں نے اسے فلیٹ یا بلڈنگ کو میزائلوں سے اڑانے کی بات کی تو وہ اس پر رضامند ہو گیا لیکن وہ دس لاکھ ڈالر پیشگی طلب کر رہا ہے'' ...... میکارتو نے کہا۔

''کیا وہ کام کر لے گا'' ...... برائنڈ نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس بات کی گارنٹی میں تمہیں دیتا ہوں'' ...... میکارتو نے کہا۔

''اوکے۔ اسے ہاں کہہ دو اور رقم بھی خود ہی بھجوا دو۔ میں ابھی فون کر کے تمہارے اکاؤنٹ میں رقم ٹرانسفر کرا دیتا ہوں۔ اپنا

اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں بتا دو'' ...... برائنڈ نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی۔

''ٹھیک ہے۔ رقم ابھی تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو جائے گی لیکن اسے کہو کہ کام فوری ہونا چاہئے'' ...... برائنڈ نے کہا۔

''بے فکر رہو۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کا عادی ہے'' ...... میکارتو نے کہا۔

''اوکے'' ...... برائنڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے اپنے بینک کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد بینک مینجر کو ہدایات دے کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

''چلو یہ کام تو ہوا۔ کچھ تو اطمینان ہوا'' ...... برائنڈ نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اگر ہو جائے'' ...... جیکی نے کہا۔

''نہیں۔ میکارتو غلط کام نہیں کرتا ورنہ وہ حامی ہی نہ بھرتا''۔ برائنڈ نے کہا تو جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ کچھ تھکے ہوئے سے دکھائی دے رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ جو کچھ میں دیکھ کر آ رہا ہوں اس نے مجھے ذہنی طور پر تھکا دیا ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ ذہنی تھکاوٹ جسمانی تھکاوٹ سے کہیں زیادہ مؤثر ہوتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا آپ لیبارٹری کی بات کر رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ لیبارٹری باہر سے مکمل طور پر بند تھی۔ اسے مخصوص آلات سے کھولا گیا اور ہم سیکورٹی آفس میں پہنچ گئے۔ وہاں ڈاکٹر سلامت

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے ساتھ ساتھ سیکورٹی کے چار افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ سپلائی روم کا مخصوص میکنزم ٹوٹا ہوا تھا۔ اس کے ذریعے ہم لیبارٹری میں گئے تو وہاں لیبارٹری انچارج ڈاکٹر بشیر اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ملیں۔ انتہائی قیمتی مشینری کو گولیاں مار کر تباہ کر دیا گیا تھا۔ البتہ وہاں فون صحیح تھا۔ لاشوں کی حالت دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ یہ ہولناک واقعہ چار پانچ روز پہلے کا ہے۔ اگر ہم خصوصی طور پر اس لیبارٹری میں نہ جاتے تو نجانے کتنے روز اور اس بارے میں پتہ ہی نہ چلتا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ اس کی عادت تھی کہ جب وہ آپریشن روم میں موجود ہوتا تو تمام کالیں خود ہی سنا کرتا تھا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب ہیں یہاں"...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا بات ہے سلیمان۔ کیوں یہاں فون کیا ہے۔ ابھی تو میں فلیٹ سے آ رہا ہوں"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"صاحب۔ فلیٹ پر میزائل فائر کئے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی

بے اختیار اچھل پڑا۔

"فلیٹ پر میزائل فائر کیے گئے ہیں۔ کیا مطلب"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کے جانے کے کچھ دیر بعد کال بیل بجی تو میں نے دروازے پر جا کر پوچھا تو باہر سے آپ کا نام پوچھا گیا۔ لہجہ اجنبی تھا۔ میں نے دروازہ کھولا تو سامنے ایک لمبے قد اور پھیلے ہوئے جسم کا آدمی کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں تیز سرخ رنگ کی تھیں۔ اس آدمی نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں عمران ہوں تو میں نے اثبات میں سر ہلا دیا تو اس نے کہا کہ چونکہ اس کا باس تم سے ملنا چاہتا ہے اس لئے وہ معلوم کرنے آیا ہے اور ساتھ ہی وہ مڑ کر تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اس نے اوورکوٹ پہنا ہوا تھا اور جب وہ سیڑھیاں اتر رہا تھا تو مجھے شک پڑا کہ اس نے اوورکوٹ کے اندر کوئی بڑی گن چھپائی ہوئی ہے۔ میں اس کے پیچھے سیڑھیوں میں گیا تو وہ آدمی سڑک کراس کر کے سامنے کھڑے دو آدمیوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ان دونوں نے بھی اوورکوٹ پہنے ہوئے تھے۔ اس آدمی نے ان کے قریب جا کر کوئی بات کی تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ تینوں سڑک کراس کرنے لگے لیکن سڑک پر ٹریفک زیادہ تھی اس لئے وہ رک گئے۔ میں ان تینوں کی پوزیشن دیکھ کر واپس اندر آیا اور میں نے فلیٹ کا خصوصی نظام آن کر دیا اور عقبی دروازے سے نکل کر عقبی باغ میں چلا گیا اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

وہاں سے سائیڈ گلی میں آ گیا تو میں نے سڑک سے تین میزائلوں کو فلیٹ سے ٹکرا کر نیچے گرتے دیکھا۔ پھر تین میزائل اور فائر کیے گئے لیکن وہ بھی نہ پھٹ سکے اور باغ میں گر گئے اور پھر خاموشی چھا گئی۔ میں دوڑ کر مین روڈ پر آ گیا تو میں نے ان تینوں آمیوں کو دوڑ کر سڑک کراس کر کے نیلے رنگ کی کار میں بیٹھتے ہوئے دیکھا اور پھر یہ کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ لوگ فلیٹ کے قریب اکٹھے ہو گئے۔ میں بھی عقبی دروازے سے واپس فلیٹ میں آ گیا اور پھر میں سیڑھیاں اتر کر نیچے آیا تو وہاں پولیس بھی پہنچ چکی تھی۔ انہوں نے میزائل اپنے قبضے میں کر لئے۔ مجھ سے پوچھ گچھ کی تو میں نے آپ کا نام بتایا اور اپنے آپ کو لاعلم بتایا تو پولیس آپ کا نام سن کر واپس چلی گئی۔ اگر حفاظتی نظام آن نہ ہوتا تو اس وقت فلیٹ یقیناً مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہوتا"۔ سلیمان نے تیز تیز لہجے میں ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن جو کچھ انہوں نے کیا اور جس انداز میں کیا ہے یہ تو انتہائی حماقت ہے۔ دن کے وقت اس طرح کھلے عام میزائل فائر کرنا اور پھر پہلے تسلی کرنا کہ میں فلیٹ میں موجود ہوں یا نہیں۔ اگر ان کا مقصد مجھے ہلاک کرنا ہوتا تو جیسے ہی تم نے اثبات میں سر ہلایا تھا وہ تم پر فائر کھول دیتے اور اگر واقعی ان کا مقصد مجھے اس انداز میں ہلاک کرنا تھا کہ ساتھ ہی فلیٹ بھی تباہ ہو جائے تو وہ یہ کام رات کو زیادہ مؤثر طور پر کر سکتے تھے"...... عمران نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں صاحب۔ شاید ان کو آپ کے بارے میں معلوم ہو گیا ہو گا کہ آپ بھی ان کی طرح کے ہیں“...... دوسری طرف سے بڑے مسمسے سے لہجے میں کہا گیا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”لیکن ملاقات تو ان کی تم سے ہوئی ہے اور تم نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔ بہرحال تم ان تینوں کا حلیہ اور کار کے بارے میں بتا دو“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے ایک آدمی کا تفصیلی حلیہ اور دوسروں کا سرسری سا حلیہ بتا دیا گیا۔ کار کے بارے میں بھی سلیمان صرف ماڈل، رنگ اور کمپنی کا نام ہی بتا سکا تھا۔

”تم فلیٹ کو تالا لگا کر کوٹھی پر چلے جاؤ۔ اماں بی سے میرے بارے میں یہی کہنا کہ میں شہر سے باہر گیا ہوا ہوں اس لئے تم کوٹھی آ گئے ہو“...... عمران نے کہا۔

”میری واپسی کب ہو گی“...... سلیمان نے پوچھا۔

”جب تک یہ گروپ پکڑا نہیں جاتا“...... عمران نے کہا۔

”تو پھر میں گاؤں نہ چلا جاؤں کیونکہ میں ویسے ہی جھوٹ نہیں بولتا اور پھر آپ کی خاطر“...... سلیمان نے کہا تو دوسری طرف بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ چلے جاؤ“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”سپیشل ہسپتال“...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو چونک پڑا۔ شاید اس کے خیال میں بھی نہ تھا کہ عمران سلیمان کی رپورٹ سننے کے بعد فوری طور پر سپیشل ہسپتال فون کرے گا۔

”ڈاکٹر صدیقی صاحب سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”یس سر۔ ہولڈ کریں“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب۔ ٹائیگر کا کیا حال ہے“۔ عمران نے پوچھا۔

”وہ اب پہلے سے بہت بہتر ہے“...... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا۔

”الحمدللہ۔ لیکن اسے آپ کب چھٹی دے رہے ہیں ہسپتال سے“...... عمران نے پوچھا۔

”میرا خیال ہے کہ اسے دو چار روز اور رہنا چاہئے“...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

”مجھے ایک کام کے سلسلے میں اس کی ضرورت پڑ گئی ہے لیکن میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ اس کی طبیعت پھر بگڑ جائے“...... عمران

نے کہا۔

''سوری عمران صاحب۔ ابھی دو چار روز انتظار کر لیں۔ یہ زیادہ بہتر ہے''...... ڈاکٹر صدیقی نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس سے بات تو کرا دیں''...... عمران نے کہا۔

''میں ایک نمبر بتا دیتا ہوں۔ آپ اس نمبر پر دس منٹ بعد فون کر لیں''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا۔

''او کے۔ شکریہ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ ٹائیگر سے اس گروپ کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ وہ انہیں یقیناً جانتا ہو گا۔ اس قدر دلیری سے واردات کرنے والے کوئی عام مجرم نہیں ہو سکتے''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن انہوں نے کس کی ایماء پر یہ حرکت کی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب یہ تو وہی بتا سکتے ہیں۔ بظاہر تو کوئی ایسا گروپ نظر نہیں آ رہا جو اس انداز میں کارروائی کرنے کے بارے میں سوچے''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ سلیمان نے ایسی کیا بات کی تھی کہ آپ بے اختیار ہنس پڑے تھے۔ وہ بات جب اس نے کہا کہ انہیں آپ کے بارے میں معلوم ہو گا کہ آپ بھی ان کی طرح کے ہیں''۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''سلیمان اب حریرے کھا کھا کر خطرناک حد تک ذہین ہو چکا ہے۔ میں نے حملہ آوروں کو احمق کہا تھا تو اس نے یہ فقرہ کہا۔ اس کا مطلب تھا کہ شاید حملہ آوروں کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں بھی ان کی طرح احمق ہوں''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو اس بار بلیک زیرو بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور ڈاکٹر صدیقی کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ کیسی طبیعت ہے تمہاری''...... عمران نے کہا۔

''اب پہلے سے بہت بہتر ہے باس''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''ابھی ابھی میرے فلیٹ پر میزائلوں سے حملہ کیا گیا ہے۔ سلیمان نے حملہ آوروں کو چیک کر لیا تھا اس لئے اس نے حفاظتی نظام آن کر دیا تھا جس کی وجہ سے میزائل پھٹ نہ سکے۔ سلیمان نے ایک حملہ آور کا انتہائی تفصیل سے حلیہ بتایا ہے۔ میں وہ حلیہ تمہیں بتا دیتا ہوں۔ تم بتاؤ کہ کیا اس آدمی کو پہچانتے ہو''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سلیمان سے فلیٹ کے دروازے پر ملنے والے آدمی کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

"باس۔ مجھے سوچنا پڑے گا لیکن اس وقت ایسا حملہ تو دیدہ دلیری کی انتہاء ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہاں۔ ایسا کام کوئی عام گروپ نہیں کر سکتا۔ اس آدمی کے دو اور ساتھی بھی تھے۔ ان کے لباس اور حلیئے بھی سلیمان نے بتائے ہیں۔ ان کے پاس نیلے رنگ کی سیڈان کار بھی تھی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باقی دونوں افراد کے حلیئے بھی بتا دیئے اور کار کے بارے میں بھی تفصیلات بتا دیں۔

"میرے ذہن میں آ تو رہے ہیں باس لیکن واضح نہیں ہیں۔ آپ مجھے سوچنے کا کچھ وقت دیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آدھے گھنٹے بعد اسی نمبر پر دوبارہ فون کروں گا۔ تم فون ابھی واپس نہ کرنا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"ٹائیگر خاصا کمزور ہو گیا ہو گا اس لئے اس کی یادداشت پر بھی اثر پڑا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ جس حالت سے وہ گزرا ہے وہ خاصی خطرناک تھی"۔ عمران نے جواب دیا اور پھر آدھے گھنٹے بعد عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر نمبر پریس کر دیئے۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"کچھ یاد آیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"یس باس۔ میرے ذہن میں خاکہ تو موجود تھا لیکن بات پوری طرح واضح نہیں ہو رہی تھی۔ جس آدمی کا حلیہ آپ نے تفصیل سے بتایا ہے اس کا نام ٹموتھی ہے۔ اسے انڈر ورلڈ میں چیف کلر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کا تعلق پیشہ ور قاتلوں کے ایک گروپ سے ہے جس کا انچارج کلائس کلب کا مالک اور جنرل مینجر کارڈن ہے۔ یہ کلب ٹرنر روڈ پر ہے اور یہاں پاکیشیا کے انتہائی اعلیٰ ترین آفیسرز بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔ بظاہر یہ ایک ریستوران ہے لیکن نیچے تہہ خانوں میں ہر چیز ملتی ہے اور ہر قسم کی عیاشی بھی کرائی جاتی ہے۔ چونکہ کارڈن صرف پیشہ ور قاتلوں کا سرغنہ ہے اس لئے میں نے اس سے زیادہ راہ و رسم نہیں رکھی لیکن میں اکثر وہاں اس لئے آتا جاتا رہتا ہوں کہ وہاں غیر ملکی بھی کافی تعداد میں آتے جاتے ہیں۔ یہ چیف کلر وہیں کلائس کلب میں ہی رہتا ہے"...... ٹائیگر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ کارڈن کیا مقامی آدمی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ یہ ایکریمین نژاد ہے۔ البتہ یہ ٹموتھی مقامی آدمی ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کتنے ممبرز ہیں اس گروپ میں"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ تو مجھے نہیں معلوم۔ میں ان میں سے صرف اس چیف کلر کو جانتا ہوں کیونکہ اکثر اس سے کلب میں آمنا سامنا ہوتا رہتا ہے"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ کافی ہے۔ اب میں خود ہی ان سے نمٹ لوں گا''۔ عمران نے کہا اور پھر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''رانا ہاؤس''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں۔ جوانا کہاں ہے''......عمران نے کہا۔

''موجود ہے باس''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسے بلاؤ''......عمران نے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا اور پھر رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

''یس ماسٹر۔ میں جوانا بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد جوانا کی آواز سنائی دی۔

''جوانا۔ جوزف کے ساتھ جاؤ۔ ٹرنر روڈ پر ایک کلب ہے جس کا نام کلاس کلب ہے۔ بظاہر یہ ریستوران ہے لیکن نیچے تہہ خانے میں کلب ہے۔ اس کے مالک اور جنرل مینجر کا نام کارڈن ہے۔ یہ کارڈن ایکریمین نژاد ہے۔ یہ پیشہ ور قاتلوں کے گروپ کا سرغنہ ہے اور اس گروپ کا ایک پیشہ ور قاتل ہے جس کا نام ٹموتھی ہے لیکن اسے وہاں چیف کلر کہا جاتا ہے۔ اس چیف کلر نے اپنے دو ساتھیوں سمیت میرے فلیٹ پر دن دیہاڑے میزائل فائر کیے ہیں۔ حفاظتی نظام آن ہونے کی وجہ سے میزائل پھٹ نہ سکے لیکن

RAFREXO@HOTMAIL.COM

یہ لوگ دوسری بار بھی کوشش کر سکتے ہیں اس لئے اس چیف کلر کو تو وہیں ختم کر دینا البتہ اس کارڈن کو تم نے اٹھا کر رانا ہاؤس لے آنا ہے تاکہ اس سے پوچھ گچھ کی جا سکے''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ باس۔ اس کی یہ جرأت۔ میں اس کلب کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا''...... جوانا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''وہاں قتل عام کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہاں سارے جرائم پیشہ افراد نہیں جاتے۔ البتہ اس چیف کلر کا خاتمہ کرنا ہے اور اس کارڈن کو اٹھا کر لے آنا ہے''......عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے جواب دیا۔

''جوزف کو رسیور دو''......عمران نے کہا۔

''یس باس''...... چند لمحوں بعد جوزف کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''جوانا کے ساتھ جاؤ۔ رانا ہاؤس کا حفاظتی نظام آن کر دینا اور واپسی کے وقت خیال رکھنا کہ کوئی تمہارا تعاقب تو نہیں کر رہا اور جب واپس آؤ تو مجھے چیف کے نمبر پر اطلاع دے دینا۔ میں خود آ کر اس آدمی سے پوچھ گچھ کروں گا''......عمران نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے جوزف نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''آپ خود نہیں گئے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جوانا اور جوزف دونوں سمجھ دار ہیں''......عمران نے کہا۔

''میرے خیال میں عمران صاحب جو پیکٹس ایکریمیا سے واپس لائے گئے ہیں یہ ساری کارروائی اسی سلسلے میں ہو رہی ہے''۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

''شاید۔ لیکن اگر ایسا ہے تو اس کا تو مطلب ہے کہ انہیں جیکب کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے''...... عمران نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور تھوڑی دیر بعد اس کا رابطہ جیکب سے ہو گیا۔

''جیکب بول رہا ہوں''...... جیکب کی آواز سنائی دی۔

''چیف فرام دس اینڈ''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے جیکب نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پیکٹس کے بارے میں دوسری پارٹی نے کیا کارروائی کی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''چیف۔ پولیس کام کر رہی ہے ڈکیتی کے آئیڈیئے پر۔ دوسری پارٹی کا مجھے علم نہیں ہے''...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم پر تو شک نہیں پڑا انہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''نو سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''گراہم سے کہیں۔ وہ اس برائنڈ اور جیکی کے بارے میں معلومات

RAFREXO@HOTMAIL.COM

حاصل کرے۔ آپ پر حملہ بلاوجہ نہیں ہو سکتا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ پہلے اس کارڈن سے معلوم کیا جائے کہ اس نے یہ حملہ کس کی ایماء پر کرایا ہے۔ پھر اس حملہ کرانے والے کے پیچھے گراہم کو لگایا جائے''...... عمران نے کہا۔

''اب اس فارمولے کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے۔ سرداور نے کچھ کہا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''انہوں نے کہا تھا کہ وہ واپس جا کر اس سلسلے میں میٹنگ کریں گے۔ پھر مل کر کوئی فیصلہ ہو سکے گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جوزف بول رہا ہوں۔ باس کو پیغام دے دیں کہ ان کا مطلوبہ آدمی رانا ہاؤس پہنچ گیا ہے''...... دوسری طرف سے جوزف کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اوکے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران سیریز

ملٹی مشن

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ ''ملٹی مشن'' کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پاکیشیا سے شروع ہونے والی کہانی اب تیزی سے وسعت پذیر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ایک مشن کے اندر کئی مشنز جب بیک وقت اکٹھے ہو جائیں تو پھر ان مشنز کی ہولناکی اور تیزی میں بھی لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو نہ صرف ہر میدان میں لڑنا پڑتا ہے بلکہ یہ لڑائی ذہانت کے ساتھ ساتھ جسمانی لڑائی میں بھی تبدیل ہو جاتی ہے تاکہ بیک وقت تمام مشنز میں کامیابی حاصل کی جا سکے۔

اس ناول میں بھی عمران، صفدر، ٹائیگر اور بلیک زیرو کو علیحدہ علیحدہ خوفناک جسمانی فائٹس کرنی پڑیں اور اس کے ساتھ ساتھ کارکردگی میں بے پناہ تیزی اور آگے بڑھنے کے لئے خوفناک جدوجہد سے کام لینا پڑا۔

مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی آپ کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنے خطوط اور ای میلز کے ذریعے مجھے اپنی آراء سے ضرور مطلع کیجئے گا۔ صفحات کی کمی کے باعث صرف ایک ای میل کا جواب دیا جا رہا ہے۔

ملتان سے چوہدری اے ڈی فراز ایڈووکیٹ نے بذریعہ ای میل

رابطہ کیا ہے۔'' لکھتے ہیں آپ کے ناول گروپ فائٹنگ اور بلیو برڈ گروپ بے حد پسند آئے ہیں۔ میں آپ کا باقاعدہ قاری ہوں۔ ایک گزارش ہے کہ مجھے آپ کے ناولوں کی مکمل لسٹ چاہئے''۔

محترم چوہدری اے ڈی فراز ایڈووکیٹ صاحب۔ ای میل سے رابطہ کرنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ سابقہ ناولوں کی لسٹ کے لئے آپ ہر ناول میں کتب منگوانے کے لئے جو پتہ درج کیا جاتا ہے اس پتے پر جوابی لفافہ بھجوا دیں۔ آپ کو اس وقت جو کتب موجود ہوں گی ان کی لسٹ بھجوا دی جائے گی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی رابطہ کرتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران کے فلیٹ پر دن دھاڑے میزائلوں سے حملہ کیا گیا تھا جو سلیمان کی حاضر دماغی کی وجہ سے ناکام ہو گیا کیونکہ اس نے شک پڑتے ہی خصوصی حفاظتی نظام آن کر دیا تھا۔ پھر عمران نے ٹائیگر کے ذریعے حملہ آوروں کو جو دراصل دارالحکومت کے پیشہ ور قاتلوں کا گروپ تھا، ٹریس کر لیا۔ اس گروپ کا سرغنہ کلائس کلب کا مالک ایکریمین نژاد کارڈن تھا۔ عمران نے جوزف اور جوانا کو اس کارڈن کو اغوا کر کے رانا ہاؤس لے آنے کا حکم دیا اور ان دونوں نے اس کے حکم کی تعمیل کر دی اور پھر جوزف نے عمران کو اطلاع دی اور عمران اس کارڈن سے پوچھ گچھ کرنے کے لئے رانا ہاؤس پہنچ گیا۔

''کیا ہوا وہاں جوانا''...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ ٹموتھی عرف چیف کلر وہیں مل گیا

تھا۔ اس کے مخصوص انداز کو دیکھتے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ یہ پیشہ ور قاتل ہو سکتا ہے۔ میں نے اسے اپنے بارے میں بتایا تو وہ مجھے علیحدہ کمرے میں لے گیا۔ وہاں میں نے اس کے دل میں گولی اتار دی۔ اس دوران جوزف اس کارڈن تک پہنچ گیا تھا۔ اس کے آفس کا ایک عقبی راستہ تھا۔ جوزف اسے اس راستے سے باہر لے گیا۔ جب میں کار عقبی طرف لے گیا تو کارڈن کو کار میں ڈال کر ہم یہاں لے آئے''...... جوانا نے اس انداز میں جواب دیا جیسے اسے اس کام میں لطف نہ آیا ہو۔

''اس کارڈن کا پورا گروپ ہے۔ میں اس سے اپنے مطلب کی باتیں پوچھتا ہوں۔ پھر تم جانو اور کارڈن اور اس کا گروپ جانے''۔ عمران نے کہا تو جوانا کے چہرے پر یکلخت چمک سی آ گئی۔

''تھینک یو ماسٹر۔ آپ اجازت دیں تو میں دارالحکومت میں ایسے تمام گروپوں کا خاتمہ کرا دوں''...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھ سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ تم سنیک کلرز کے چیف ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اس جوزف نے میرے ہاتھ باندھ رکھے ہیں۔ نجانے اس کے ذہن میں سنیک کی کیا تعریف ہے''...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ بلیک روم میں جوزف موجود تھا۔ عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ سامنے ایک لمبے قد اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بھاری جسم کا آدمی راڈز میں جکڑا ہوا موجود تھا۔ اس کے چہرے کے مخصوص خدوخال بتا رہے تھے کہ وہ خاصا سنگدل اور سفاک فطرت کا مالک ہے۔

''اسے ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے کہا تو جوزف نے جیب سے ایک شیشی نکالی اور آگے بڑھ کر اس نے اس آدمی کی ناک سے لگا دی۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹا کر اس کا ڈھکن لگایا اور پھر شیشی واپس جیب میں ڈال کر وہ پیچھے مڑا اور عمران کی کرسی کے عقب میں کھڑا ہو گیا جبکہ کرسی کے عقب کی دوسری طرف جوانا موجود تھا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے اس نے ناکام رہنا تھا۔ پھر اس کی نظریں عمران پر جم گئیں اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔ عمران نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھری تھی۔

''مم۔ مم۔ میں کہاں ہوں۔ یہ مجھے کیوں جکڑا گیا ہے''۔ اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا نام کارڈن ہے اور تم کلائس کلب کے مالک اور مینجر ہو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مگر''...... کارڈن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تم نے پیشہ ور قاتلوں کا ایک بڑا گروپ بنایا ہوا ہے اور تمہارا آدمی ٹموتھی عرف چیف کلر اپنے دو ساتھیوں سمیت میرے فلیٹ پر

پہنچا اور پھر انہوں نے دن دیہاڑے فلیٹ پر میزائل فائر کر دیئے جو پھٹ نہ سکے۔ میں درست کہہ رہا ہوں''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''یہ سب غلط ہے۔ میرا کسی قاتلوں کے گروپ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرا تو کلب ہے''...... کارڈن نے احتجاجی لہجے میں کہا۔

''مجھے پہچانتے ہو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تم عمران ہو۔ ٹائیگر کے استاد''...... کارڈن نے کہا۔

''اب پہلی بات تو یہ بتا دوں کہ تمہارے چیف کلر کو وہیں کلب میں ہی ہلاک کر دیا گیا ہے اور تمہارے گروپ کے دوسرے قاتلوں کا بھی یہی حشر ہو گا۔ میں ایسے معاملات میں مداخلت نہیں کرتا لیکن تم نے خود ہی میرے فلیٹ پر حملہ کر کے مجھے مداخلت کا موقع فراہم کیا ہے۔ اب تم یہ بتا دو کہ تمہیں یہ کام کس نے دیا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''میں کہہ رہا ہوں کہ میرا اس کام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور میں سچ کہہ رہا ہوں''...... کارڈن نے کہا۔

''جوانا''...... عمران نے گردن موڑے بغیر کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

''کارڈن کی ایک آنکھ نکال دو''...... عمران نے کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے کہا اور وہ بڑے جارحانہ انداز میں کارڈن کی طرف بڑھ گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم واقعی مجھ پر ظلم کرو گے''...... کارڈن نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور عمران نے ہاتھ اٹھا کر جوانا کو رکنے کا اشارہ کر دیا۔

''وہیں رک جاؤ جوانا۔ اب اگر اس نے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا یا جھوٹ بولا تو میں تمہیں اشارہ کر دوں گا اور اب ایک نہیں بلکہ دونوں آنکھ نکال دینا۔ پھر میں دیکھوں گا کہ یہ اپنی باقی زندگی کیسے گزارتا ہے''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو جوانا وہیں اس آدمی کے قریب ہی کھڑا ہو گیا۔

''مم۔ مم۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ مجھے یہ کام ولنگٹن کے سائیڈ روڈ کلب کے مالک میکارتو نے دیا تھا۔ میکارتو خود بھی ولنگٹن میں یہ کام کرتا ہے۔ وہ بہت بڑا آدمی ہے اور اس سے میرے گہرے تعلقات ہیں۔ اس نے مجھے کہا کہ تمہیں ہلاک کرنا ہے تو میں نے انکار کر دیا تو اس نے کہا کہ فلیٹ کو میزائلوں سے اڑا دو ورنہ تم خود بھی ختم کر دیئے جاؤ گے۔ میں نے مجبوراً حامی بھر لی۔ پھر میں نے اپنے آدمیوں کو حکم دے دیا لیکن انہوں نے واپس آ کر بتایا کہ میزائل سرے سے پھٹے ہی نہیں تو میں نے سوچا کہ اسے فون کر دوں کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ پھر تمہارا یہ آدمی اچانک دفتر میں آ گیا اور میں بے ہوش ہو گیا۔ بس یہ ہے ساری بات''...... کارڈن نے تیز تیز لہجے میں کہا تو

عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

''کیا نمبر ہے میکارتو کا''...... عمران نے پوچھا۔

''کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... کارڈن نے چونک کر کہا۔

''تاکہ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ کنفرم کیا جا سکے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور پھر کارڈن نے نمبر بتا دیا۔ عمران نے پاس پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ایکریمیا اور ولنگٹن کے رابطہ نمبر اسے یاد تھے اس لئے اس نے انکوائری سے پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ کی تھی۔ آخر میں عمران نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور جوانا کو اشارہ کیا تو جوانا نے فون سیٹ اٹھایا اور کارڈن کے قریب جا کر اس نے رسیور کارڈن کے کان سے لگا دیا۔

''روڈ سائیڈ کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے کارڈن بول رہا ہوں۔ میکارتو سے بات کراؤ''۔ کارڈن نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ میکارتو بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ کیا ہوا۔ کام ہو گیا ہے''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''نہیں۔ عمران کے فلیٹ پر تین انتہائی طاقتور میزائل فائر کئے گئے ہیں لیکن وہ میزائل پھٹے ہی نہیں۔ مجھے راز رکھنے کے لئے اپنے آدمی ٹموتھی کو بھی ہلاک کرنا پڑا ہے اور سنو میکارتو۔ میں تمہاری رقم تمہیں واپس بھجوا رہا ہوں''...... کارڈن نے کہا۔

''کیا کوئی اور گروپ وہاں نہیں ہے جو یہ کام کر سکے''۔ میکارتو نے کہا۔

''نہیں میکارتو۔ یہاں اس عمران کا نام سنتے ہی سب کانوں کو ہاتھ لگا دیتے ہیں''...... کارڈن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر میں یہاں سے کسی کو بھیجتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوانا نے رسیور کارڈن کے کان سے ہٹایا اور پھر کریڈل پر رکھ کر اس نے فون تپائی پر رکھ دیا۔

''اب مجھے تو چھوڑ دو''...... کارڈن نے کہا۔

''یہ جوانا ایکریمیا کے مشہور پیشہ ور قاتل گروپ ماسٹر کلرز کا رکن تھا اور اب بھی ہے۔ یہاں یہ سنیک کلر کا چیف ہے اس لئے تم دونوں ہم پیشہ جانو''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف اس کے پیچھے آ رہا تھا۔ عمران فون روم میں آیا اور اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ جوانا کارڈن سے پوچھ گچھ میں مصروف ہو گا اور جوزف حسب عادت دروازے

کے باہر ہی کھڑا ہوگا۔

''گراہم بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکریمیا میں فارن ایجنٹ گراہم کی آواز سنائی دی۔

''چیف بول رہا ہوں''......عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے گراہم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

''ولنگٹن میں ایک کلب ہے جس کا نام روڈ سائیڈ کلب ہے۔ اس کا مالک اور جنرل منیجر ایک آدمی میکارتو ہے۔ کیا تم اسے جانتے ہو''......عمران نے پوچھا۔

''یس چیف۔ وہ یہاں کا خاصا مشہور گینگسٹر ہے''...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس نے پاکیشیا میں ایک آدمی کارڈن کے ذریعے عمران کے فلیٹ پر میزائل فائر کرائے ہیں۔ وہ تو حفاظتی نظام آن ہونے کی وجہ سے میزائل پھٹ نہیں سکے لیکن میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس میکارتو کو یہ ٹاسک کس نے دیا ہے۔ کیا تم یہ کام کر لو گے''۔عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... گراہم نے جواب دیا۔

''اوکے۔ جس قدر جلد ممکن ہوسکے یہ کام کر کے مجھے رپورٹ دو''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''داور بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ چیف صاحب معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ فارمولے کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے''......عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میری شوگرانی سائنس دانوں سے بات ہوگئی ہے۔ ڈاکٹر بشیر تو ہلاک کر دیئے گئے ہیں اب ان کی جگہ ان کا شاگرد ڈاکٹر رحمت اللہ اس پر کام کریں گے اور اسے خصوصی کور دینے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس پر فافلکا کی سپر لیبارٹری میں کام کیا جائے۔ وہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے''...... سرداور نے جواب دیا۔

''کیا وہاں اس پر کام کرنے کے لئے خصوصی مشینری موجود ہے''......عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ مشینری تو شوگران سے منگوا کر نصب کرنا پڑے گی''۔ سرداور نے جواب دیا۔

''کتنا عرصہ لگ جائے گا اس میں''......عمران نے پوچھا۔

''تقریباً دو ماہ لگ جائیں گے۔تم کیوں پوچھ رہے ہو''۔ سرداور نے چونک کر کہا۔

''اس فارمولے کے حصول کے لئے دوبارہ بھی کوشش کی جا سکتی ہے اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو جب تک مشینری نصب نہ ہو جائے یہ فارمولا چیف کی تحویل میں ہی رہے گا۔ اس طرح یہ

ہر طرح سے محفوظ رہے گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ جب مشینری نصب ہو جائے گی تو پھر میں تمہیں فون کر دوں گا''...... سرداور نے کہا۔

''اوکے۔ شکریہ۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''جوانا کو میں نے کہہ دیا ہے کہ وہ کارڈن سے اس کے پیشہ ور قاتلوں کے گروپ کے بارے میں تمام معلومات حاصل کرے اور اس گروپ کا خاتمہ کر دے۔ تم نے اس کام میں اس کی مدد کرنی ہے''...... عمران نے کمرے سے باہر آ کر دروازے پر کھڑے جوزف سے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل اسمتھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل اسمتھ نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''جسٹن بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ کیا رپورٹ ہے پاکیشیا کے بارے میں''...... کرنل اسمتھ نے چونک کر کہا۔

''باس۔ جو حتمی رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق ملٹری کے خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے پاکیشیا کی مین لیبارٹری کے انچارج سائنس دان سرداور اپنے دو ساتھیوں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے خطرناک ایجنٹ علی عمران کے ساتھ کاکاش لیبارٹری میں گئے اور انہوں نے وہاں کا جائزہ لیا۔ اس کے بعد

وہاں ملٹری پولیس کے افراد پہنچے اور وہاں سے سائنس دانوں اور ان کے آدمیوں کی لاشیں باہر نکال لی گئیں''...... جسٹن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ فارمولا اور آلہ کہاں ہے۔ یہ بتاؤ''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''باس۔ چونکہ پاکیشیا میں سرکاری طور پر تمام لیبارٹریاں اور سائنس دانوں کے انچارج سرداور ہیں اس لئے ہم نے سرداور کے فون کی ریکارڈنگ کی ہے اور پھر ایک کال سے ہمیں معلومات مل گئیں۔ یہ کال عمران کی تھی۔ سرداور نے اسے بتایا کہ انہوں نے شوگرانی سائنس دانوں سے بات کی ہے اور اب فارمولے پر کام کرنے کے لئے فافلکا لیبارٹری کا انتخاب کیا گیا ہے لیکن ان کے مطابق وہاں مشینری شوگران سے منگوا کر نصب کرنے میں دو ماہ کا عرصہ لگ جائے گا۔ چنانچہ ان دونوں کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ فارمولا اس دوران چیف کی تحویل میں رہے گا اور جب مشینری نصب ہو جائے گی تو پھر چیف یہ فارمولا اس فافلکا لیبارٹری میں بھجوا دے گا''...... جسٹن نے جواب دیا۔

''چیف کون ہے''...... کرنل اسمتھ نے چونک کر پوچھا۔

''چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس جناب کیونکہ عمران اسے ہی چیف کہتا ہے''...... جسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور وہ کون ہے''...... کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''اس کا نام کوئی نہیں جانتا حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران بھی اسے نہیں جانتے۔ ملک کا صدر اور دیگر حکام بھی اسے نہیں جانتے۔ صرف اس کا نام ایکسٹو سامنے آتا ہے اور اس کا حکم اور اس کے حکم کی فوری تعمیل کی جاتی ہے۔ البتہ جہاں ضرورت ہوتی ہے وہاں یہ عمران اس کے نمائندہ خصوصی کے طور پر سامنے آتا ہے۔ ویسے عمران کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے اس لئے وہ آزادانہ طور پر ایک فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے جبکہ سیکرٹ سروس کے ارکان سیکرٹ ہی رہتے ہیں۔ ان کے بارے میں کوئی نہیں جانتا''۔ جسٹن نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن ان کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے''...... کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

''وہ بھی خفیہ ہے۔ کوئی حتمی طور پر نہیں جانتا''...... جسٹن نے جواب دیا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو لگتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس انسانوں کی بجائے جنوں پر مشتمل ہے''۔ کرنل اسمتھ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ لوگ ہیں تو انسان۔ لیکن ان کے کام واقعی جنوں اور بھوتوں والے ہیں''...... جسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ پھر اب کیا کیا جائے۔ کیا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا جائے یا کوئی کام بھی کیا جائے''...... کرنل اسمتھ نے قدرے طنزیہ

لہجے میں کہا۔

''میرا خیال ہے چیف۔ اس وقت تک انتظار کیا جائے جب تک یہ فارمولا فافلکا لیبارٹری میں نہیں پہنچ جاتا۔ وہاں سے اسے آسانی سے دوبارہ اڑایا جا سکتا ہے''...... جسٹن نے کہا۔

''اور وہ آلہ ڈبل ایس۔ وہ تو حکومت ایکریمیا کی ملکیت ہے اور اسے تو یہ لوگ لیبارٹری میں نہیں بھیجیں گے۔ اسے کیسے حاصل کیا جائے''...... کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ بات واقعی سوچنے کی ہے چیف۔ اس کے حصول کے لئے تو لامحالہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کو ٹریس کر کے اس پر حملہ کرنا ہو گا جو بظاہر ناممکن ہے چیف کیونکہ آج تک بیشمار بڑی بڑی ایجنسیوں نے کوشش کر لی لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکیں''...... جسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر ایک اور کام ہو سکتا ہے۔ تم نے بتایا ہے کہ سائنس دان سرداور سب کا انچارج ہے''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اس سرداور کو اغوا کر لو اور پھر اس کی رہائی کے بدلے فارمولا اور آلہ ڈبل ایس حاصل کیا جا سکتا ہے''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''باس۔ فارمولا تو یہ لوگ کسی صورت نہیں دیں گے البتہ وہ آلہ ڈبل ایس سرداور کے بدلے میں واقعی حاصل کیا جا سکتا ہے''۔ جسٹن نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''انہیں دینا پڑے گا لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اغوا شدہ سرداور تک نہ پہنچ سکیں۔ تم ایسا کرو کہ اسے اغوا کر کے ایکریمیا بھجوا دو۔ وہ لوگ یہاں کچھ نہیں کر سکیں گے۔ اس کی حفاظت میں یہاں، ڈی سیکشن کے ذمے لگا دوں گا''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''باس۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بجائے آلہ اور فارمولا واپس دینے کے خود ولنگٹن پہنچ جائیں گے تاکہ سرداور کو رہا کرا سکیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ آلہ ان سے اس انداز میں لے لیا جائے۔ یہ کام آسانی سے ہو سکے گا۔ البتہ فارمولا بعد میں لیبارٹری سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے''...... جسٹن نے کہا۔

''وہاں پاکیشیا میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی طرح بھی نہ پہنچ سکے''...... کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

''سینکڑوں جگہیں ایسی ہیں باس۔ جس گروپ کے ساتھ میں منسلک ہوں وہ پاکیشیا کا سب سے بڑا گروپ ہے۔ جو معلومات میں نے آپ تک پہنچائی ہیں یہ بھی اسی گروپ کی ہی دی ہوئی ہیں''۔ جسٹن نے کہا۔

''کس گروپ کی بات کر رہے ہو تم''...... کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

''باس۔ وہ عام جرائم پیشہ گروپ نہیں ہے۔ ان کا تعلق اسرائیل سے ہے۔ ان کا کام یہاں اسرائیل کے مفادات کے لئے کام کرنا ہے۔ یہاں کے اعلیٰ افسران، بڑے بڑے کاروباری صنعت کار اور صحافیوں کے خلاف یہ ایسا بلیک میلنگ اسٹف تیار کرتے ہیں کہ پھر

باقی ساری عمر یہ لوگ ان کے اشاروں پر ناچتے رہتے ہیں۔ اس کام کے لئے انہوں نے بے شمار مقامات بنائے ہوئے ہیں اور ان کا تعلق دراصل اسرائیل کی خفیہ ایجنسیوں سے ہے اور پھر یہ ہر طرح سے تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ اس گروپ کا کوڈ نام بلیک اسکائی ہے''...... جسٹن نے کہا۔

''حیرت ہے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ پاکیشیا تو اسرائیل کا دشمن نمبر ایک ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کئی بار اسرائیل پہنچ کر اسرائیل کو عبرتناک شکستیں دی ہیں۔ اسی طرح بے شمار یہودی تنظیموں کا انہوں نے خاتمہ کیا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ ان کے اپنے ملک میں یہودی کام کر رہے ہیں اور انہیں اس کا علم تک نہیں ہو سکا''...... کرنل اسمتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ یہ لوگ بظاہر فلاحی اداروں سے منسلک ہیں۔ انہوں نے پاکیشیا کے ہر بڑے شہر میں مختلف امراض کے فری ہسپتال قائم کئے ہوئے ہیں۔ یہ سب ایکریمی اور یورپی باشندوں کی حیثیت سے رہ رہے ہیں اور بظاہر ان کا کام واقعی فلاحی ہے اور یہ کام بھی کر رہے ہیں لیکن اصل کام ان کا وہی ہے جو میں نے بتایا ہے۔ یہ اسرائیل کی طویل المیعاد منصوبہ بندی ہے۔ جب ان کا تمام بڑے بڑے افسروں سے رابطہ ہو جائے گا تو پھر وہ اچانک حرکت میں آ جائیں گے اور پاکیشیا کے تمام ایٹمی مراکز اور ان کے میزائلوں کو ناکارہ کر دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی کافرستان پاکیشیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لے گا اور اس طرح اسرائیل کا یہ دشمن نمبر ایک ختم ہو جائے گا۔ یہ لوگ گزشتہ چار سالوں سے یہاں کام کر رہے ہیں اور آج تک کسی کو ان پر معمولی سا شک بھی نہیں پڑا''۔ جسٹن نے کہا۔

''لیکن کیا یہ گروپ ہمارے ساتھ مل کر کام کرے گا''...... کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

''پاکیشیا میں بلیک اسکائی کا چیف کرنل جوڈی ہے جو چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرح خفیہ رہتا ہے۔ وہ یہاں میرا گہرا دوست ہے اور وہ کافی عرصہ اسرائیل کی طرف سے ایکریمیا میں رہ کر تربیت حاصل کر چکا ہے اور اسی تربیت کے دوران اس کی اور میری دوستی ہوئی تھی۔ وہ ہمارے یہ کام کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا اور پھر اس نے صرف اتنا کام ہی کرنا ہے کہ سرداور کو کسی خفیہ مقام پر رکھنا ہے جہاں تک پاکیشیا سیکرٹ سروس نہ پہنچ سکے۔ یہ کام ان کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے''...... جسٹن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم بلیک اسکائی سے بات کر کے مجھے بتاؤ۔ پھر مزید لائحہ عمل طے کیا جائے گا''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل اسمتھ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر خاصے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

جولیا کے فلیٹ میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبران موجود تھے۔ جولیا اور صالحہ دونوں کچن میں ان سب کے لئے چائے کی تیاری میں مصروف تھیں۔

''میرا خیال ہے کہ چیف ہمیں دانستہ کسی بھی تفریحی مقام پر جانے سے روک دیتا ہے''...... اچانک صدیقی نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر صدیقی کے جواب دینے سے پہلے جولیا اور صالحہ ٹرالیاں دھکیلتی ہوئیں اندر آ گئیں اور انہوں نے سب کے سامنے چائے کی پیالیاں اور دیگر لوازمات کی پلیٹیں رکھیں اور پھر خود بھی وہ اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔

''تم نے جواب نہیں دیا صدیقی''...... صفدر نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''کس بات کا جواب''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔ صالحہ بھی صفدر کی طرف متوجہ ہو گئی اور صفدر نے صدیقی کی بات دوہرا دی۔

''صدیقی کی بات درست ہے۔ ہم جب بھی تفریح کا پروگرام بناتے ہیں چیف اجازت بھی دے دیتا ہے اور پھر کوئی کیس شروع ہو جاتا ہے اور کیس بھی ایسا کہ جس کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا اور اس کے بعد خاموشی چھا جاتی ہے اور تفریح کا سارا موڈ چوپٹ ہو کر رہ جاتا ہے''...... صالحہ نے صدیقی کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا۔ تم نے تفریح کا پروگرام بنایا۔ چیف نے اجازت دے دی اور پھر اچانک برائڈ اور جیکی کا معاملہ شروع ہو گیا اور پھر پتہ چلا کہ وہ دونوں واپس جا چکے ہیں اور اس کے ساتھ ہی سارا معاملہ ختم ہو گیا۔ نہ کوئی کیس شروع ہوا اور نہ ہی تفریح پر جا سکے''...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن چیف کو چکر بازی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ ویسے بھی تو اجازت دینے سے انکار کر سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''چیف چکر بازی نہیں کرتا۔ یہ ساری شرارت عمران کی ہوتی ہے''...... خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''ہمیں حکم چیف دیتا ہے یا عمران''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم اس کی سازشوں کو نہیں سمجھ سکتیں۔ جب بھی اسے معلوم ہوتا

ہے کہ ہم تفریح پر جا رہے ہیں اور چیف نے بھی اجازت دے دی ہے تو یہ چیف کے کان میں ایسی پھونک مارتا ہے کہ چیف ہمیں حکم دے دیتا ہے۔ اصل میں ہوتا ہواتا کچھ نہیں اس لئے ہوتا صرف یہ ہے کہ ہم تفریح سے محروم ہو جاتے ہیں''...... تنویر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات اس حد تک تو درست ہے کہ اس بار واقعی برائنڈ اور جیکی کا کوئی سنجیدہ کیس سامنے نہیں آیا لیکن چیف اب اتنا احمق تو نہیں ہے کہ صرف عمران کے کہنے پر فضول کاموں کے لئے سیکرٹ سروس کو حرکت میں لے آئے''...... صفدر نے کہا۔

''تو پھر تم بتاؤ کہ یہ کیا کیس تھا اور اس کا کیا انجام ہوا۔ صرف یہی کہ ہم تفریحی مقام پر جانے سے رہ گئے''...... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے خود اسے سنجیدہ مشن نہیں کہا لیکن بہرحال کچھ نہ کچھ بنیاد تو اس کی ہو گی ورنہ چیف اس طرح عمران کے ہاتھوں بے وقوف نہیں بن سکتا''...... صفدر نے کہا۔

''تنویر اس حد تک تو درست کہہ رہا ہے کہ کیس کے بارے میں عمران ہی چیف کو آگاہ کرتا ہے لیکن یہ بات غلط ہے کہ بغیر کسی سنجیدہ کیس کے چیف ہمیں حکم دے دیتا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے عمران اپنے طور پر کیس پر کام کرتا رہتا ہے اور چیف اس کی رپورٹ کا انتظار کرتا ہے۔ البتہ جب عمران کو اس بات کی ضرورت

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پڑتی ہے کہ ہمیں حرکت میں لایا جائے تو وہ چیف کو کہہ دیتا ہے اور چیف ہمیں حرکت میں لے آتا ہے لیکن ہم صرف سائیڈ کام کرتے ہیں۔ اصل مشن پر عمران کام کرتا رہتا ہے اور ہم فارغ ہو کر بیٹھ جاتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے اپنے طور پر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں ہمیں ایک بار پھر چیف سے تفریح کرنے کی اجازت مانگنی چاہئے''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ اس سے کم از کم یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ جو مشن شروع ہوا تھا وہ ختم ہوا ہے یا نہیں''...... صفدر نے کہا تو جولیا نے بھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ سب کے چہروں پر اشتیاق کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف۔ اس وقت تمام ممبران یہاں موجود ہیں۔ ہم نے پہلے بھی آپ سے بوریت کی وجہ سے کسی تفریحی مقام پر جانے کی اجازت طلب کی تھی اور آپ نے اجازت دے دی تھی لیکن پھر وہ برائنڈ اور جیکی کا کیس سامنے آ گیا لیکن اس کیس کے بارے میں بھی خاموشی طاری ہو گئی ہے۔ اگر یہ کیس ختم ہو گیا ہے تو کیا ہم دوبارہ تفریح کا پروگرام بنا لیں''...... جولیا نے

کہا۔

”تم نے جس انداز میں بات کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کیس کے سلسلے میں تمہارے ذہنوں میں الجھنیں موجود ہیں اور تم دراصل اس بارے میں تفصیل معلوم کرنا چاہتی ہو۔ فی الحال کیس بظاہر ختم ہو گیا ہے لیکن کسی بھی وقت اس کا دوسرا فیز شروع ہو سکتا ہے لیکن اس بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہے کہ یہ دوسرا فیز کب شروع ہوتا ہے اس لئے تم تفریح پر جا سکتی ہو اور تمہارے ساتھی بھی۔ لیکن سپیشل ٹرانسمیٹر اپنے پاس رکھنا۔ تمہیں کسی بھی وقت کال کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک کیس کی تفصیل کا تعلق ہے تو اس کیس پر بنیادی کام عمران نے کیا ہے اس لئے اس کی تفصیل بھی تمہیں وہی بتائے گا۔ میں اسے ٹریس کر کے حکم دیتا ہوں۔ وہ تمہارے فلیٹ پر پہنچ کر تمہیں تفصیل بتائے گا“...... چیف نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”ایسا چیف جو اندازے سے اصل بات سمجھ جائے اسے عمران بھلا کیسے چکر دے سکتا ہے“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران ہے ہی ایسا آدمی جو چیف کو بھی چکر دے جاتا ہے۔ اب دیکھو۔ چیف خود بھی تو کیس کی تفصیلات بتا سکتا تھا لیکن اس نے بھی بات عمران پر ڈال دی اور عمران بجائے کچھ بتانے کے الٹا ہمیں زچ کر کے رکھ دے گا“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

”بہرحال چیف نے تفریح پر جانے کی اجازت دے دی ہے اس لئے ہمیں وہ پروگرام بنانا چاہئے“...... صالحہ نے کہا۔

”نہیں۔ اب جب تک اس کیس کے بارے میں تفصیلات معلوم نہیں ہوں گی تفریح کا لطف ہی نہیں آئے گا“...... جولیا نے کہا۔

”چیف نے کہا ہے کہ اس کا پہلا فیز ختم ہو گیا ہے جبکہ دوسرا کسی بھی وقت شروع ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مکمل مشن ابھی ختم نہیں ہوا“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”یہ بھی عمران کی ہی شرارت ہو گی تاکہ چیف اس خلجان میں رہ جائے کہ نجانے کب کیس شروع ہو جائے ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مشن کا پہلا فیز ختم ہو گیا اور ہم چاہیں تو تفریح پر جا سکتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہوا“...... تنویر نے کہا۔

”یہی تو عمران سے معلوم کرنا ہے“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ بتائے گا تو معلوم بھی ہو گا۔ اسے تو اللہ ایسا موقع دے“۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”چیف نے کہا ہے کہ وہ عمران کو ٹریس کر کے اسے حکم دیں گے کہ وہ یہاں آ کر ہمیں تفصیل بتائے اور جب چیف حکم دے دے تو پھر عمران کی مجال نہیں کہ وہ حکم عدولی کرے“...... جولیا نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

‘‘مس جولیا۔ آپ ہم سب سے بھی زیادہ اچھی طرح عمران کو جانتی ہیں۔ وہ پہلے کسی حکم کی پرواہ کرتا تھا جو اب کرے گا’’۔ صالحہ نے کہا۔

‘‘اگر نہیں کرے گا تو میں پھر چیف کو فون کر دوں گی اور پھر عمران کو عبرتناک سزا ملے گی’’...... جولیا نے کہا۔

‘‘یہی تو اصل رونا ہے کہ تم اسے عبرتناک سزا تو ایک طرف معمولی سی سزا بھی دلوانے کے حق میں نہیں ہو۔ وہ ہمارے سروں پر چڑھا بھی اسی لئے ہوا ہے کہ تم نے اسے ڈھیل دے رکھی ہے’’۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

‘‘اب ایسا نہیں ہو گا’’...... جولیا نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو سب مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

‘‘عمران تو آ کر تفصیل بتاتا رہے گا ہمیں تفریحی پروگرام کے بارے میں تو فائنل کر لینا چاہئے’’...... صالحہ نے کہا تو سب اس بحث میں مصروف ہو گئے اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کے بحث و مباحثہ کے بعد نہ صرف مقام کا تعین ہو گیا بلکہ انتظامات کے بارے میں بھی طے کر لیا گیا۔ اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔ ظاہر ہے وہ سب سمجھ گئے تھے کہ عمران کی آمد ہوئی ہے۔ نعمانی جو ہال کمرے میں تھا اور دروازے کے قریب بیٹھا ہوا تھا اٹھا اور تیزی سے فلیٹ کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

‘‘کون ہے’’...... نعمانی نے دروازہ کھولنے سے پہلے اونچی آواز میں پوچھا۔

‘‘فرستادہ چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس’’...... باہر سے عمران کی آواز سنائی دی تو نعمانی نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

‘‘عمران صاحب۔ آپ نے فرستادہ کا لفظ تو اس انداز میں بولا ہے جیسے آپ کو جبراً یہاں بھیجا گیا ہو’’...... سلام دعا کے بعد نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

‘‘بس یہی غنیمت ہے کہ دست بستہ اور پابجولاں نہیں بھیجا’’۔ عمران نے ہال کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

‘‘اتنی گاڑھی زبان نہ بولا کریں’’...... نعمانی نے اس کے پیچھے آتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

‘‘تمہاری اس بات سے ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ ایک آدمی دواخانے میں گیا اور حلق سے آواز نکال کر شیرہ مانگا تو دواخانے والے نے کہا کہ شیرہ تو ہے لیکن اتنا گاڑھا نہیں ہے جتنا تم مانگ رہے ہو’’...... عمران نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

‘‘السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ یا اہل فلیٹ جولیا’’...... عمران نے سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے بڑے خشوع وخضوع سے کہا تو سب مسکرا دیئے۔

‘‘ہم اہل فلیٹ کیسے ہو گئے عمران صاحب۔ اہل فلیٹ تو مس جولیا ہیں۔ ہم تو مہمان ہیں’’...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شکر ہے تم نے اہل کا مطلب وہ اہل و عیال والا نہیں لے لیا۔ پہلے نعمانی نے بھی مجھے یہی سبق دیا تھا کہ یہاں گاڑھی زبان استعمال نہیں کرنی چاہئے اور اب تمہاری بات سے واقعی مجھے درست طور پر سمجھ آ گئی ہے“...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”فضول باتیں مت کرو۔ تمہیں جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرو“...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”حکم اور مجھے۔ یہ کیا کہہ رہی ہو۔ میں کسی کا ملازم نہیں ہوں۔ میں کیوں کسی انسان کا حکم مانوں۔ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات ہی کافی ہیں کیونکہ میں صرف اس کا بندہ ہوں“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہیں چیف نے نہیں کہا کہ تم یہاں پہنچ کر ہمیں برائنڈ اور جیکی کے کیس کی تفصیل بتاؤ“...... جولیا نے اور زیادہ بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”چیف نے خواہ مخواہ تمہیں سسپنس میں مبتلا کر رکھا ہے۔ برائنڈ اور جیکی میاں بیوی ہیں اور میاں بیوی کے بارے میں مزید تفصیل کیا بتائی جا سکتی ہے۔ جو کچھ میاں بیوی کے ساتھ ہوتا ہے وہی کچھ ہوا“...... عمران نے جواب دیا۔

”کیا ہوا ہے“...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”میاں کو ہر وقت شک رہتا ہے کہ اس کی خوبصورت بیوی کو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کہیں کوئی دوسرا نہ لے اڑے۔ چنانچہ جیسے ہی اسے معلوم ہوا کہ علی عمران عرف پرنس چارمنگ جیکی کو تلاش کر رہا ہے تو وہ اسے لے کر فرار ہو گیا حالانکہ اس بے چارے کو غلط فہمی ہوئی تھی۔ میں شرط لگا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگر وہ سوئٹزر لینڈ کی شہزادی کو دیکھ لیتا تو جیکی بے چاری باقی ساری عمر آہ و زاری میں گزار دیتی“...... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور جولیا جس کا چہرہ عمران کے ابتدائی فقروں کو سن کر بگڑتا جا رہا تھا اس کے آخری فقرے سن کر بے اختیار کھل اٹھا اور سوائے تنویر کے باقی سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”عمران صاحب۔ یہ جیکی اور برائنڈ یہاں کیا کرنے آئے تھے“۔ صفدر نے پوچھا۔

”ان کے کاغذات کے مطابق وہ سیاحت کے لئے آئے تھے“۔ عمران نے مختصر سا جواب دیا تو صفدر بے اختیار ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

”عمران صاحب۔ ہم تفریح کے لئے جا رہے ہیں۔ کیا آپ ہمارے ساتھ چلیں گے“...... صالحہ نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”سوری۔ میں میراتھن ریس کا قائل ہی نہیں ہوں“...... عمران نے جواب دیا۔

”میراتھن ریس۔ کیا مطلب ہے آپ کا“...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے کہا ہے کہ میں چلوں۔ اب تم خود بتاؤ کہ میراتھن ریس میں ہی آدمی اتنا فاصلہ چل کر گزارتا ہے جتنے فاصلے پر یہاں دارالحکومت سے کوئی تفریحی مقام آئے گا''...... عمران نے جواب دیا تو صالحہ کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ برانڈ اور جیکی کا فیز ون کیا تھا اور چیف کے مطابق فیز ٹو کسی بھی وقت شروع ہو سکتا ہے۔ یہ فیز ٹو کیا ہے اور یہ کب سے مشن فیز ون اور فیز ٹو میں تقسیم ہونا شروع ہو گئے ہیں''...... اچانک کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا چیف نے یہی کہا ہے''...... عمران نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کیوں''...... کیپٹن شکیل نے بھی حیران ہو کر پوچھا۔

''واہ۔ اسے کہتے ہیں قسمت کی خوبی۔ اب چیف کو مجھے ہر مشن کا ایک نہیں بلکہ کئی چیک دینے پڑیں گے۔ ہر فیز کا ایک چیک اور یہ میرا کام ہے کہ میں کسی مشن کے ایک ہزار فیز بنا دوں گا''۔ عمران نے بچوں کی طرح خوش ہوتے ہوئے کہا تو سب اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑے۔

''لیکن آپ کیسے کریں گے فیز۔ اس کی تو وضاحت کر دیں''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جیسے اس مشن کو بنایا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن کیسے''...... صفدر نے اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کہا۔

''بڑا آسان سا نسخہ ہے۔ تمہارے چیف کو اطلاع ملی کہ سیکرٹری سائنس کے تعلقات ایسے گروپ سے ہیں جو اسلحہ سمگل کرتا ہے اور اسلحے کا کوئی پیکٹ وہ خود اپنے ساتھ سرکاری طور پر قبائلی علاقے میں لے جاتا ہے جہاں خفیہ لیبارٹری ہے لیکن پھر پہلے اس گروپ کو ٹریس کرنے کا کام چیف نے میرے ذمے لگا دیا۔ میں نے پولیس والوں کی مشہور مثال کے تحت یہ کام ٹائیگر کے ذمے لگا دیا''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''مثال کیا ہے عمران صاحب''...... اس بار نعمانی نے پوچھا۔

''ایک بار ایک پولیس آفیسر نے مجھے بتایا کہ ایک شہر میں صدر صاحب کا دورہ تھا۔ چنانچہ سیکورٹی کا فول پروف انتظام کیا گیا اور وہ فول پروف انتظام یہ تھا کہ پولیس کے اعلیٰ افسر نے اپنے ماتحت اس افسر کو بلایا جس نے مجھے مثال سنائی تھی اور کہا کہ مسٹر صدر صاحب کو کچھ ہوا تو تمہیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔ میرے دوست پولیس افسر نے اپنے افسر کو سیلوٹ کرتے ہوئے یس سر کہا اور آ گیا۔ اس نے اپنے ماتحت افسر کو بلایا اور اسے کہا کہ اگر صدر صاحب کو کچھ ہوا تو تمہیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔ اس ماتحت نے ایڑیاں بجا کر سیلوٹ کرتے ہوئے یس سر کہا اور مڑ کر دفتر سے چلا گیا۔ اس نے جا کر اپنے ماتحت کو بلایا اور پھانسی چڑھانے والا فقرہ دوہرا دیا۔ بس یہ ہوتا ہے سیکورٹی کا فول پروف انتظام''۔

عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ آپ بتا رہے تھے کہ چیف نے آپ سے کہا اور آپ نے ٹائیگر کے ذمے یہ کام لگا دیا۔ پھر کیا ہوا"...... صفدر نے عمران کو دوبارہ پٹڑی پر ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر پولیس کی طرف صرف لیس سر کہنے والا نہیں ہے اس لئے اس نے واقعی کام کر ڈالا اور یہ بھی بتا دوں کہ اس گروپ کا سرغنہ ایک آدمی فرنیک ہے جو گولڈن کلب کا مالک اور جنرل مینجر ہے۔ میں نے ٹائیگر سے کہا کہ وہ فرنیک کو اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا دے تاکہ اس سے تفصیلی پوچھ گچھ ہو سکے۔ ٹائیگر اسے اٹھا کر لا رہا تھا کہ فرنیک کے آدمیوں نے اس پر حملہ کر دیا اور وہ فرنیک کو چھڑوا کر لے گئے اور اپنی دانست میں وہ ٹائیگر کو مار کر ڈال گئے لیکن ٹائیگر سٹی ہسپتال پہنچ گیا اور پھر اسے چیف کے حکم پر سپیشل ہسپتال پہنچا دیا گیا جہاں اللہ تعالیٰ نے خصوصی رحمت کی اور وہ بچ گیا۔ اس نے فرنیک سے جو ابتدائی پوچھ گچھ کی تھی اس سے پتہ چلا کہ دو ایکریمین برانڈ اور جیکی بھی اس سے اور سیکرٹری سائنس سے ملتے رہے ہیں۔ چنانچہ چیف نے ان کے کاغذات تمہارے ذریعے ایئر پورٹ سے منگوائے اور تمہیں ان کی تلاش پر لگا دیا جبکہ دوسری طرف فرنیک کو تلاش کیا گیا تو پتہ چلا کہ وہ چارٹرڈ طیارے سے کافرستان اور وہاں سے ایکریمیا فرار ہو گیا ہے۔ ادھر تم لوگوں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے چیف کو اطلاع دی کہ برانڈ اور جیکی دونوں طیارے سے کافرستان چلے گئے ہیں تو چیف نے وہاں اپنے فارن ایجنٹ ناٹران کی ڈیوٹی لگائی۔ ناٹران نے رپورٹ دی کہ یہ دونوں کافرستان کے گرانڈ ہوٹل میں ٹھہرے اور پھر اچانک وہاں سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے گریٹ لینڈ چلے گئے ہیں۔ البتہ ناٹران نے یہ معلومات بھی حاصل کر لیں کہ برانڈ نے ہوٹل سے روانگی سے پہلے ہوٹل میں ایک کاؤنٹر سے جو کسی انٹرنیشنل کوریئر سروس کا تھا، دو پیکٹس ایکریمیا کے لئے بک کرائے تھے جس پر تمہارے چیف نے ان پیکٹوں کی تفصیلات معلوم کرائیں تو پتہ چلا کہ یہ دونوں پیکٹس ولنگٹن میں موجود ایکریمیا کی سرکاری ایجنسی جسے ڈی ایجنسی کہا جاتا ہے، کے چیف کرنل اسمتھ کو اس کے ہیڈکوارٹر کے ایڈریس پر بھجوائے گئے ہیں جس پر چیف نے ولنگٹن میں اپنے کسی خصوصی ایجنٹ کی ڈیوٹی لگائی کہ یہ دونوں پیکٹس وہاں سے حاصل کر کے پاکیشیا بھجوا دے۔ اس ایجنٹ نے باقاعدہ اس وین پر ڈکیتی کی واردات کی اور دونوں پیکٹس وہاں سے حاصل کر کے ایک اور کوریئر سروس کے ذریعے واپس پاکیشیا چیف کو پہنچا دیئے۔ یہ دونوں پیکٹس جب پاکیشیا پہنچے تو ان میں سے ایک پیکٹ میں کوئی فارمولا تھا جبکہ دوسرے پیکٹ میں کوئی آلہ تھا۔ جس پر سرداور سے رجوع کیا گیا کہ یہ دونوں کس لیبارٹری سے متعلق ہیں۔ فارمولے کا جائزہ لے کر سرداور نے بتایا کہ یہ فارمولا کاسموس انرجی کا ہے جس پر

بہادرستان سے ملحقہ قبائلی علاقے میں واقع کاکاش علاقے کی ایک ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری میں کام ہو رہا ہے۔ وہاں رابطہ کیا گیا لیکن رابطہ نہ ہوا تو میں تمہارے چیف کے نمائندہ خصوصی کے طور پر سرداور کے ساتھ اس لیبارٹری میں گیا۔ اسے باہر سے کھولا گیا تو پتہ چلا کہ وہاں سب سائنس دان ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور متعلقہ مشینری تباہ کر دی گئی ہے۔ بہرحال ایک بچت ہو گئی کہ اس فارمولے پر پاکیشیائی سائنس دانوں کے ساتھ شوگرانی سائنس دان بھی کام کر رہے تھے اور وہ سب شوگران کے قومی دن کی تقریب میں شرکت کے لئے شوگران گئے ہوئے تھے اس لئے وہ بچ گئے ہیں اور اس آلے کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ ایکریمیا کا انتہائی خاص آلہ ہے جو ہر قسم کے سائنسی حفاظتی انتظامات کو مکمل طور پر زیرو کر دیتا ہے۔ سرداور نے شوگران کے سائنس دانوں سے مل کر اس فارمولے پر نئے سرے سے کام کرنے کی پلاننگ کی اور فافلکا علاقے میں موجود ایک لیبارٹری کا انتخاب کیا گیا۔ اب وہاں مشینری نصب ہو گی پھر اس پر کام شروع ہو گا تو تب تک فارمولا اور آلہ دونوں تمہارے چیف کی تحویل میں رہیں گے۔ اس طرح برائٹ اور جیکی نے فرینک اور سیکرٹری سائنس سے مل کر جو مشن مکمل کیا تھا اور جس کی انہوں نے یہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت کسی کو بھی ہوا نہ لگنے دی تھی صرف اپنے ایجنٹوں کے ذریعے تمہارے چیف نے راستے سے ہی واپس منگوا لیا۔ سیکرٹری سائنس یورپ کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کسی ملک میں کانفرنس کے لئے گئے ہوئے تھے۔ انہیں سرسلطان کے ذریعے واپس بلا لیا گیا اور پھر سرسلطان کی موجودگی میں تمہارے چیف کے نمائندہ خصوصی نے ان سے پوچھ گچھ کی۔ انہیں ان کے خفیہ اکاؤنٹس کی تفصیل دکھائی گئی جن میں اچانک اور تقریباً روزانہ اس وقت تک رقومات جمع ہوتی رہیں جب تک برائٹ اور جیکی یہاں نہیں آ گئے تو سائنس سیکرٹری صاحب نے سب کچھ بتا دیا کہ اس لیبارٹری کا سیکورٹی آفیسر ان کا خاص آدمی تھا اور وہ سرکاری دورے پر وہاں جاتے تو اس آلے کا ایک حصہ ساتھ لے جاتے اور انہیں دے آتے۔ اس طرح یہ آلہ لیبارٹری کے اندر پہنچ گیا کیونکہ ویسے وہاں یہ آلہ مکمل طور پر داخل نہ ہو سکتا تھا۔ شوگرانی سائنس دانوں نے اس کا وہاں خصوصی انتظام کیا ہوا تھا اور اس طرح اس مشن کا فیز ون مکمل ہو گیا''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو وہ سب اس طرح بیٹھے عمران کی بتائی ہوئی تفصیل سن رہے تھے جیسے بچے کسی بڑے سے اشتیاق بھرے انداز میں کوئی دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی سنتے ہیں۔

''اور فیز ٹو کیا ہے عمران صاحب''...... صفدر نے پوچھا۔

''ارے۔ نہ کوئی پانی پوچھا گیا نہ چائے پلوائی گئی۔ بس تقریریں کرتے رہو سوکھے منہ''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آئی ایم سوسوری عمران۔ میں لے آتی ہوں چائے''...... جولیا

نے قدرے شرمندہ سے انداز میں کہا۔

''واہ۔ اسے کہتے ہیں عروج بخت کہ تم اپنے ہاتھوں سے چائے پلواؤ گی۔ واہ۔ پھر تو میں ایسی ایک ہزار کہانیاں سنا سکتا ہوں''...... عمران نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو اٹھتی ہوئی جولیا واپس بیٹھ گئی۔

''کیا مطلب۔ کیا یہ تمہاری خود ساختہ کہانی تھی''...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس ساری کہانی میں میرا ذکر ہی کتنا تھا۔ اگر یہ خود ساختہ ہوتی تو اس پوری کہانی کا ہیرو صرف میں ہی ہوتا اور ہیروئن تم۔ اور ہم دونوں مل کر سماج چھوڑ دینے والا گانا گاتے''...... عمران نے کہا تو جولیا ایک جھٹکے سے اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی کچن کی طرف بڑھ گئی جبکہ سوائے تنویر کے باقی سب بے اختیار ہنس پڑے تھے۔

''جو کام چیف تم سے اور ٹائیگر سے لیتا ہے کیا وہ سیکرٹ سروس سے نہیں لے سکتا''...... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم نے اپنی کارکردگی کی دھاک ہی ایسی بٹھا رکھی ہے چیف پر کہ وہ بے چارہ اس دھاک کے زیر اثر کرسی پر بیٹھا کانپتا رہتا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ ہم سب سیکرٹ سروس کے رکن نکمے ہیں اور تمہارا شاگرد ٹائیگر ہم سے زیادہ کام کر سکتا ہے''...... تنویر نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''چھوڑو تنویر۔ چیف کو معلوم ہوتا ہے کہ کون سا کام کون کر سکتا ہے۔ ٹائیگر کے حرکت میں آنے سے ڈی ایجنسی کو معلوم نہیں ہو سکے گا جبکہ ہم حرکت میں آتے تو لامحالہ ڈی ایجنسی تک اطلاع پہنچ جاتی اور چیف ایسا نہ چاہتا ہو گا''...... صفدر نے بات کو رفع دفع کرنے کے انداز میں کہا تو سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے وہ سب صفدر کے خیال سے متفق ہوں۔ اسی لمحے جولیا ٹرے اٹھائے اندر آ گئی۔ اس نے ٹرے میں رکھی ہوئی چائے کی پیالی اور ایک پیکٹ جس میں نمکو تھی عمران کے سامنے رکھ دی اور ٹرے میز کے نچلے حصے میں رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

''عمران صاحب۔ ان برانڈ اور جیکی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا گیا ہے''...... صدیقی نے پوچھا۔

''ان کے خلاف کیا کام ہو سکتا تھا''...... عمران نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''ان کا خاتمہ تو ہو سکتا تھا''...... صدیقی نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے اسے عمران کی بات کی سمجھ نہ آئی ہو۔

''وہ ایک سرکاری ایجنسی سے متعلق ہیں۔ جیسے تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور ایجنسیاں تو مشن مکمل کراتی ہی رہتی ہیں''۔ عمران نے جواب دیا۔

''انہوں نے لیبارٹری میں پاکیشیائی سائنس دانوں کو ہلاک کیا ہے۔ انتہائی قیمتی مشینری تباہ کر دی۔ کیا یہ جرم کم ہے''...... صدیقی

نے تیز لہجے میں کہا۔

''یہ کام ہم تم بھی تو کرتے ہی رہتے ہیں۔ یہی تو مشن ہوتا ہے۔ ہم نے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بار ایسا کام کیا ہو گا۔ کیا دوسرے ممالک کی ایجنسیاں ہمیں سزا دینے پہنچ جاتی ہیں''۔ عمران نے جواب دیا۔

''آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ واقعی ہم لوگ اپنے معاملے میں جذباتی ہو جاتے ہیں''...... صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اب فیز ٹو کا کیا ہو گا''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہو گا سے اگر تمہاری مراد یہ ہے کہ یہ شروع کچھ عرصہ بعد ہو گا تو یہ خیال غلط ہے۔ دوسرا فیز شروع ہو چکا ہے''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

''لیکن چیف نے تو کہا تھا کہ فیز ٹو بعد میں شروع ہو گا اور ہم اس وقفے کے دوران تفریح کر سکتے ہیں''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اسی لئے تو میں روتا ہوں۔ تمہارے چیف کے نزدیک میری اور میرے ساتھیوں کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ ہاں جب اپنی سروس پر کوئی ضرب پڑتی ہے تو پھر عمران یاد آ جاتا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''میرے فلیٹ پر میزائلوں سے حملہ ہوا ہے اور اگر سلیمان حاضر دماغی سے کام نہ لیتا تو اب تک شاید ہم دونوں کی قل خوانی بھی ہو چکی ہوتی لیکن تمہارے چیف کے لحاظ سے فیز ٹو شروع ہی نہیں ہوا''...... عمران نے کہا تو وہ سب حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔

''آپ کے فلیٹ کو میزائلوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ کب۔ اور سلیمان کا کیا ہوا''...... سب نے ہی یک زبان ہو کر کہا۔

''میں نے یہ کب کہا ہے کہ فلیٹ کو اڑا دیا گیا ہے۔ میں نے تو کہا ہے کہ فلیٹ پر میزائلوں سے حملہ ہوا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا ہوا ہے۔ تفصیل بتاؤ''...... جولیا نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا تو عمران نے سلیمان کی بتائی ہوئی ساری تفصیل دوہرا دی۔

''اوہ۔ اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ یہ کام ڈی ایجنسی کا ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''سلیمان نے جو حلیہ بتایا تھا اس کے بارے میں ٹائیگر سے ہسپتال میں فون پر بات کی گئی تو اس نے ایک پیشہ ور قاتلوں کے گروپ کی نشاندہی کی۔ چنانچہ جوزف اور جوانا اس گروپ کے سرغنہ کو اٹھا کر لے آئے۔ اس نے بتایا کہ اسے یہ کام ایکریمیا کے ایک آدمی میکارتو نے دیا تھا۔ میں نے ایکریمیا کی ایک پارٹی کے ذریعے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ میکارتو کو یہ ٹاسک ڈی

ایجنسی کے ایجنٹ برائڈ نے دیا تھا جس پر میں خاموش ہو گیا''۔

عمران نے جان بوجھ کر چیف کے ذریعے فارن ایجنٹ گراہم کا حوالہ دینے کی بجائے کسی پارٹی کا کہہ دیا تھا کیونکہ وہ انہیں احساس دلانا چاہتا تھا کہ چیف نے اس معاملے میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔

''عمران صاحب۔ یہ کام یقیناً برائڈ نے انتقامی طور پر کیا ہو گا ورنہ اگر اسے باقاعدہ یہ مشن ملتا تو وہ خود یہاں آ کر کارروائی کرتا''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں اور تمہیں معلوم ہے کہ میں اپنے خلاف انتقامی کارروائی کا برا نہیں منایا کرتا اس لئے خاموش ہو گیا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ نئی لیبارٹری کب تک کام کرے گی وہ فافلکا والی''...... صفدر نے پوچھا۔

''سرداور کے بقول دو ماہ کے بعد''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور فارمولا جو چیف کی تحویل میں ہے دو ماہ بعد وہاں بھیجا جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ دو ماہ کا وقفہ ہے اس لئے چیف نے ہمیں تفریح کرنے کی اجازت دے دی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تم بھی اپنے چیف کی طرح کٹھور ہو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ فیز

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ٹو شروع ہو گیا ہے اور تم اور تمہارا چیف کہتا ہے کہ دو ماہ بعد شروع ہو گا''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ابھی آپ نے خود ہی کہا ہے کہ آپ اپنے خلاف انتقامی کارروائی کا برا نہیں مناتے اور بقول آپ کے یہ برائڈ کی انتقامی کارروائی تھی اس لئے اب آپ کو کیوں گلہ ہے''...... صفدر نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''اچھا۔ اب مزید میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ بہرحال تمہیں تفریح مبارک ہو۔ مجھے اجازت۔ مس جولیا چائے کا شکریہ''...... عمران نے کہا۔

''کیا تم ہمارے ساتھ نہیں جاؤ گے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''اس کو اس معاملے میں شامل نہ کرو۔ یہ سبز قدم آدمی ہے۔ دو ماہ کی بجائے ابھی فیز ٹو شروع ہو جائے گا اور ہماری تفریح دھری کی دھری رہ جائے گی''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''میرا خیال ہے کہ اس کی سبز قدمی نے صرف جولیا کے ایک ہی فقرے کی وجہ سے ہی رنگ دکھا دیا ہے''...... تنویر نے فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے جبکہ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''ایکسٹو۔ عمران ہے یہاں''...... دوسری طرف سے مخصوص لہجے میں کہا گیا۔

''یس چیف''...... جولیا نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کوچہ محبوب سے بول رہا ہوں جہاں ایک دلہن بھی موجود ہے''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سرداور کو اغوا کر لیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''کب۔ کہاں سے''...... عمران نے حقیقتاً بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ابھی سرسلطان نے اطلاع دی ہے کہ سرداور اپنے ڈرائیور کے ساتھ کسی لیبارٹری میں جا رہے تھے کہ راستے میں ان کی کار کو روکا گیا اور پھر ڈرائیور اور سرداور دونوں کو گن پوائنٹ پر دوسری کار میں بٹھایا گیا۔ اس کے بعد ڈرائیور کے سر پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کر دیا گیا۔ اسے جب ہوش آیا تو وہ ماڑی آباد کے ایک ویران علاقے میں پڑا ہوا تھا۔ وہ وہاں سے دوڑتا ہوا قریبی تھانے گیا اور وہاں جا کر اس نے اطلاع دی اور اس ڈرائیور نے تھانے سے ہی سرسلطان کو فون کر دیا کیونکہ بقول اس کے سرداور نے کہا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوا تھا کہ کسی بھی ایسے مرحلے میں وہ سرسلطان کو ضرور اطلاع دے۔ یہ اطلاع ملتے ہی سرسلطان نے فوری طور پر تمام ایجنسیوں کو حرکت میں آنے کے احکامات دیئے اور پھر مجھے فون کر کے اطلاع دی''...... چیف نے پوری تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

''ڈرائیور اب کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ وہیں ماڑی آباد کے تھانے میں ہے۔ تم اس سے مل سکتے ہو''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ سرداور کو کیا ڈی ایجنسی نے اغوا کیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ میرے خیال میں انہیں یہی خیال ہو گا کہ یہ فارمولا اور آلہ دونوں سرداور کی ہی تحویل میں ہوں گے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی سارے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

''ارے۔ ارے۔ تم کیوں کھڑے ہو گئے۔ تم جاؤ تفریح کرو۔ چیف نے تمہیں تو کچھ نہیں کہا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ اب اپنے آپ کو فوری شاک سے سنبھال چکا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ عمران ظاہر ہے جو باہر جانے کے لئے مڑ رہا تھا رک گیا تھا۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو۔عمران موجود ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس چیف"...... جولیا نے جواب دیا۔

"صدیقی بھی یہاں ہے"...... چیف نے پوچھا تو صدیقی اپنا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"یس چیف"...... جولیا نے کہا۔

"اسے رسیور دو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"صدیقی بول رہا ہوں سر"...... صدیقی نے آگے بڑھ کر جولیا کے ہاتھ سے رسیور لیتے ہوئے کہا۔

"صدیقی۔تم اپنے فور سٹارز سمیت شہر میں پھیل جاؤ اور بلیک اسکائی کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ یہ نام سرداور کے ڈرائیور نے ملٹری انٹیلی جنس کو بتایا ہے۔ اس کے مطابق اغوا کرنے والے چار افراد تھے اور وہ چاروں ہی مقامی تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں جو مشین پسٹل تھا اس کے دستے پر بلیک اسکائی کے الفاظ لکھے ہوئے تھے جو اس ڈرائیور نے پڑھ لئے تھے کیونکہ ڈرائیور پڑھا لکھا ہے"...... دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا۔

"یس سر۔لیکن سر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ مشین پسٹل بنانے والی کمپنی کا نام ہو"...... صدیقی نے کہا۔

"جو کچھ بھی ہے اسے ٹریس کرو اور رسیور عمران کو دو"...... چیف کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"یس سر"...... صدیقی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ سرداور کے اغوا کے بعد بلیک اسکائی کا نام سن کر اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی ابھر آئی تھی۔

"عمران۔ تم بلیک اسکائی کے بارے میں کچھ جانتے ہو"۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے پوچھا۔

"یہ نام میرے لاشعور میں موجود ہے لیکن شعور میں نہیں آ رہا۔ بہرحال جلد ہی یاد آ جائے گا۔ اس ڈرائیور نے ان آدمیوں کے حلیئے اور کار کے بارے میں بتایا ہو گا"......عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اب اس پر سنٹرل انٹیلی جنس کام کر رہی ہے اور سپرنٹنڈنٹ فیاض اس ڈرائیور کو اپنے ساتھ ہیڈکوارٹر لے گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل اسمتھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''جسٹن بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے جسٹن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... کرنل اسمتھ نے چونک کر پوچھا۔

''بلیک اسکائی کامیاب ہو گئی ہے سر۔ سرداور کو اغوا کر کے خصوصی پوائنٹ پر پہنچا دیا گیا ہے اور اب وہاں برائنڈ اور اس کا سیکشن ان کی حفاظت کر رہا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تفصیل بتاؤ۔ کیسے اغوا کیا ہے۔ کس نے کیا ہے اور یہ خصوصی پوائنٹ کہاں ہے''...... کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

''باس۔ یہ پوائنٹ دارالحکومت سے ساڑھے تین سو کلومیٹر دور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

واقع ایک بڑے شہر عالم پور میں ہے۔ عالم پور میں لکڑی کا مخصوص انداز کا فرنیچر تیار ہوتا ہے جو پورے پاکیشیا میں نہ صرف پسند کیا جاتا ہے اور فروخت ہوتا ہے بلکہ پوری دنیا میں ایکسپورٹ بھی کیا جاتا ہے۔ وہاں ایسے فرنیچر کی بڑی بڑی دکانیں، فیکٹریاں اور گودام ہیں۔ غیر ملکی وہاں خاصی تعداد میں آتے جاتے رہتے ہیں بلکہ بعض غیر ملکی تو وہاں اپنی کمپنیوں کی نمائندگی کے لئے مستقل طور پر رہتے ہیں۔ وہاں فائیو سٹار ہوٹل بھی ہیں اور کلب بھی۔ شہر خاصا بڑا ہے اور وہاں چونکہ بیرونی سرمایہ کافی مقدار میں آتا رہتا ہے اس لئے یہاں ہر طرف دولت کی ریل پیل دکھائی دیتی ہے۔ یہ تفصیل بتانے سے میرا مقصد ہے کہ وہاں برائنڈ اور اس کے سیکشن کے افراد کو دیکھ کر کوئی نہیں چونکے گا۔ عالم پور میں ایک وڈ فیکٹری ہے جس کا نام عالم پور وڈ فیکٹری ہے۔ اس فیکٹری کے نیچے خفیہ تہہ خانے ہیں۔ یہ فیکٹری بلیک اسکائی کا اس شہر میں گڑھ ہے اور یہ ان کا انتہائی خفیہ پوائنٹ ہے جہاں تک کوئی نہیں جا سکتا۔ بلیک اسکائی نے اسے ہمارے لئے خالی کر دیا ہے اور اب وہاں برائنڈ سیکشن موجود ہے۔ سرداور کو ایک لیبارٹری جاتے ہوئے راستے میں ان کے ڈرائیور سمیت بلیک اسکائی کے آدمیوں نے اغوا کیا۔ پھر ڈرائیور کو سر پر چوٹ لگا کر بے ہوش کر کے دارالحکومت کے ہی ایک ویران علاقے میں پھینک دیا گیا تاکہ وہ سرداور کے اغوا کے بارے میں حکومت کو بتا سکے جبکہ سرداور کو بے ہوش کر کے عالم پور

لے جایا گیا ہے اور اب وہ اس وڈ فیکٹری کے نیچے تہہ خانے میں موجود ہے۔ میں خود بھی دارالحکومت میں ہوں اور میرا رابطہ خصوصی فون پر چیف آف بلیک اسکائی کرنل جوڈی سے ہے۔ کرنل جوڈی نے مجھے بتایا ہے کہ سرداور کے اغوا کا علم ہوتے ہی پولیس، سنٹرل انٹیلی جنس اور ملٹری انٹیلی جنس تینوں ایجنسیاں حرکت میں آ گئی ہیں لیکن اب سرداور کو صرف سنٹرل انٹیلی جنس ٹریس کر رہی ہے''۔ جسٹن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''عمران کے بارے میں معلوم ہوا ہے۔ اس کا اس اغوا پر کیا ردعمل ہے''...... کرنل اسمتھ نے پوچھا۔

''عمران ابھی تک سامنے نہیں آیا باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اب تم نے حکومت سے بات کرنی ہے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارا فون ٹریس نہ کیا جا سکے گا''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''یس باس۔ یہ خصوصی سیٹلائٹ فون ہے اور اس کا رابطہ ایکریمیا سے نہیں بلکہ اسرائیلی خلائی سیارے سے ہے۔ یہ فون کرنل جوڈی نے مجھے دیا ہے اور بلیک اسکائی گزشتہ کئی سالوں سے یہی فون استعمال کر رہی ہے اور آج تک یہ ٹریس نہیں ہو سکا''۔ جسٹن نے کہا۔

''خیال رکھنا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی تیز، فعال اور خطرناک سروس ہے''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''آپ بے فکر رہیں باس۔ وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ویسے میں نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ سرداور ان کے لئے اس قدر اہم ہیں کہ ڈبل ایس آلہ تو ایک طرف وہ فارمولا بھی ہمیں دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے''...... جسٹن نے کہا۔

''اس بارے میں حالات دیکھ کر فیصلہ کرنے سے پہلے برائنڈ اور جیکی سے مشورہ کر لینا اور یہ سن لو کہ تم نے صرف پلاننگ کرنی ہے۔ فیلڈ میں کام برائنڈ اور اس کا سیکشن کرے گا''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''یس باس۔ مجھے معلوم ہے''...... جسٹن نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے حالات کی تبدیلی کے بارے میں ساتھ ساتھ آگاہ کرتے رہنا۔ اپنا یہ سیٹلائٹ فون نمبر بھی مجھے بتا دو۔ برائنڈ کو تم نے بلیک اسکائی سے جو فون لے کر دیا ہے اس کا نمبر بھی بتا دو''...... کرنل اسمتھ نے کہا تو جسٹن نے دونوں نمبرز بتا دیئے۔

''وش یو گڈ لک''...... کرنل اسمتھ نے کہا اور ہاتھ مار کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

''چیف بول رہا ہوں''...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

''اوہ آپ چیف۔ میں برائنڈ بول رہا ہوں''...... اس بار برائنڈ نے اپنی اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے ابھی جسٹن نے تفصیلی رپورٹ دی ہے۔ تم بتاؤ۔ کیا تم اس سارے انتظامات سے پوری طرح مطمئن ہو"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"یس باس۔ میں نے جسٹن کے ساتھ مل کر یہ پلاننگ کی ہے۔ یہ فیکٹری ہر لحاظ سے محفوظ ہے اور اس کے باوجود اگر کوئی ایجنسی یہاں تک پہنچ بھی گئی تو یہاں کی سچویشن ایسی ہے کہ ہم انہیں مار گرائیں گے"...... برائنڈ نے کہا۔

"اور اگر حکومت پاکیشیا نے تمہارا مطالبہ مان لیا تو پھر تم نے کیا پلاننگ کی ہے"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"ایسی صورت میں ہم انہیں کہیں گے کہ وہ کوریئر سروس کے ذریعے دونوں پیکٹس ایکریمیا کے رونالڈ کلب کے جنرل منیجر کارمین کے نام بھجوا دیں۔ آپ کو معلوم تو ہے اس سارے سیٹ اپ کا۔ جب وہاں سے تصدیق ہو جائے گی تو ہم سرداور کو بے ہوش کر کے کسی بھی میدانی مقام پر ڈال دیں گے"...... برائنڈ نے کہا۔

"لیکن یہ سوچ لو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان پیکٹس کو واپس حاصل کرنے کے لئے لازماً ایکریمیا آئے گی اور تمہارا یہ سیٹ اپ بہرحال وہ چیک کر لیں گے"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"جب وہ لوگ ایکریمیا آئیں گے تو انہیں کلب ملے گا اور نہ ہی کارمین"...... برائنڈ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ وش یو گڈ لک"...... کرنل اسمتھ نے کہا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اور رسیور رکھ کر اس نے ساتھ پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس۔ ہٹن بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ہیڈکوارٹر انچارج کی آواز سنائی دی۔

"جسٹن پاکیشیا گیا ہوا ہے۔ اس کے یہاں تمام کاموں کو تم نے چیک کرنا ہے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ یہاں وہ کیا کرتا ہے"۔ کرنل اسمتھ نے کہا۔

"یس باس۔ ویسے یہاں سے جانے سے پہلے وہ مجھے اچھی طرح سمجھا گیا ہے"...... ہٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل اسمتھ نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سامنے پڑی ہوئی فائل پر نظریں ڈالتا فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل اسمتھ بول رہا ہوں"...... کرنل اسمتھ نے کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے ڈیفنس سیکرٹری کی پرسنل سیکرٹری کی مترنم آواز سنائی دی۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ڈیفنس سیکرٹری کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"کرنل اسمتھ بول رہا ہوں سر"...... کرنل اسمتھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے فارمولا اور آلہ واپس لینے کی جو پلاننگ بنائی تھی اس کا کیا ہوا۔ ہمیں آلہ ضرور چاہئے۔ آئندہ ماہ اس سٹور کا سپیشل

آڈٹ ہونا ہے اور آڈٹ کے وقت وہ آلہ وہاں موجود ہونا چاہئے ورنہ میرا ایک اہم ترین آدمی جیل جا سکتا ہے اور یہ میرے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہو گا''...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں باس۔ یہ آلہ تو چند روز میں ہی یہاں پہنچ جائے گا''...... کرنل اسمتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تمام پلاننگ کی تفصیل بتا دی۔

''میں نے سرداور کے بارے میں سنا ہوا ہے۔ وہ پاکیشیا کے بہت بڑے سائنس دان ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ ان کی زندگی کے بدلے وہ آلہ دینے پر تیار ہو جائیں گے اور سنو۔ اگر وہ فارمولا دینے میں ہچکچائیں تو تم نے اس پر اصرار نہیں کرنا۔ مجھے ہر صورت میں ایک ماہ سے پہلے وہ آلہ چاہئے''...... ڈیفنس سیکرٹری نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... کرنل اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں اب صرف آلے کی واپسی کی خوشخبری سننا پسند کروں گا''...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل اسمتھ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ اب جسٹن کو فون کر کے بتانا چاہتا تھا کہ سرداور کی زندگی کے عوض فارمولے کی بجائے صرف آلہ واپس مانگا جائے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ سرداور کو اغوا ہوئے آج دوسرا روز تھا۔ عمران نے دارالحکومت سے باہر جانے والے تمام راستوں پر خصوصی چیکنگ کے انتظامات کرائے تھے۔ خاص طور پر بندرگاہ پر انتہائی سخت انتظامات کئے گئے تھے۔ اسی طرح ریلوے اسٹیشن، بسوں اور شہر سے باہر جانے والے ہر چھوٹے بڑے راستے پر حکومت کی طرف سے چیکنگ کی جا رہی تھی اور یہ کام عمران نے سر سلطان سے کہہ کر کرایا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ پوری سیکرٹ سروس سرداور کو ٹریس کرنے میں مصروف تھی۔ وہ بڑے بڑے ہوٹلوں میں سپیشل پولیس کے انداز میں چیکنگ کر رہے تھے جبکہ ٹائیگر بھی ہسپتال سے فارغ ہو کر اس کام میں مصروف تھا۔ وہ انڈر ورلڈ میں ایسے کسی گروپ کو ٹریس کر رہا تھا جنہوں نے یہ کام

کیا ہو۔ ویسے یہ کام واقعی منظم اور ماہرانہ انداز میں کیا گیا تھا کہ ڈرائیور کے بتائے ہوئے حلیوں اور قدوقامت کے افراد میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی معلوم نہ ہو سکا تھا۔ اس طرح اس کار کے بارے میں بھی معلومات نہ مل سکی تھیں جس پر سرداور کو لے جایا گیا تھا۔ کسی طرف سے بھی کوئی رپورٹ نہ آ رہی تھی۔ ہر طرف پراسرار خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

’’عمران صاحب۔ صورت حال عجیب ہے۔ کہیں سے معمولی سا سراغ بھی نہیں مل رہا‘‘...... سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہاں۔ ہمارا ہی ملک ہے اور ہمیں ہی بے بس کر کے رکھ دیا گیا ہے‘‘...... عمران نے جواب دیا۔

’’عمران صاحب۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ سرداور کو اغوا کر کے وہ سیدھے دارالحکومت سے باہر نکال لے گئے ہوں اور ہم صرف دارالحکومت کی چیکنگ کر رہے ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’اب پورے ملک کی تو چیکنگ نہیں کی جا سکتی۔ ملک سے باہر جانے والی ٹرینیں، میدانی اور سمندری تمام راستوں پر بھی ملٹری انٹیلی جنس اور پولیس باقاعدگی سے چیکنگ کر رہی ہے‘‘...... عمران نے جواب دیا۔

’’سرداور کو اگر ہلاک کر دیا گیا تو پھر‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’اگر ایسا کرنا ہوتا تو مجرم انہیں اغوا کیوں کرتے۔ انہیں ہلاک کرنا ان کے لئے اغوا کرنے سے زیادہ آسان ہوتا۔ پھر انہوں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے باقاعدہ ڈرائیور کو زندہ چھوڑ دیا ہے۔ اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ سرداور کے اغوا کی باقاعدہ خبر حکومت تک پہنچانا چاہتے تھے اس لئے مجھے یقین ہے کہ سرداور جہاں بھی ہوں گے بہرحال بخیریت ہوں گے‘‘...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تو پھر انہیں اغوا کیوں کیا گیا ہے۔ یہ بلیک اسکائی کیا چاہتی ہے۔ یہ کس ملک کی ایجنسی ہے‘‘...... بلیک زیرو نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’کسی کی ہو۔ اس بارے میں علم نہیں ہے۔ میرے لاشعور میں یہ نام موجود ہے لیکن شعور میں نہیں آ رہا۔ بہرحال جلد ہی صورت حال واضح ہو جائے گی‘‘...... عمران نے کہا اور جیسے ہی اس کا فقرہ ختم ہوا فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’ایکسٹو‘‘...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’جولیا بول رہی ہوں باس‘‘...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

’’یس‘‘...... عمران نے جواب دیا۔

’’باس۔ صدیقی نے ابھی اطلاع دی ہے کہ انہوں نے وہ کار جس میں سرداور کو اغوا کیا گیا ہے تلاش کر لی ہے۔ یہ کار اس وقت انٹرنیشنل آٹو موبائلز کی ورکشاپ میں کھلی پڑی ہے۔ اس کو مکمل طور پر کھول دیا گیا ہے‘‘...... جولیا نے کہا۔

''پھر صدیقی کو کیسے یقین ہوا ہے کہ وہ وہی کار ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''اس کے مطابق اس کے ساتھیوں نے اس جگہ جہاں اس ڈرائیور کو ہوش آیا تھا، کے ارد گرد علاقے میں ایک ایک آدمی سے پوچھ گچھ کی اور پھر ایک چوکیدار نے انہیں بتایا کہ وہ اپنے گاؤں سے بس میں سوار ہو کر پچھلے موڑ پر اترا تھا اور پھر وہاں سے پیدل اس کالونی میں جا رہا تھا جو وہاں سے دو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے کہ اچانک اس نے ایک کار کو انتہائی تیز رفتاری سے سڑک سے اس جھاڑیوں والے علاقے میں آتے دیکھا۔ کار سیاہ رنگ کی اور نئے ماڈل کی تھی۔ اس کی رفتار اور اس کے چلنے کا انداز ایسا تھا کہ وہ قدرے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ وہ کار ایک درخت کے نیچے رک گئی۔ اس میں چار افراد سوار تھے۔ یہ چاروں کار سے نیچے اترے۔ انہوں نے بغور ادھر ادھر کا کچھ دیر تک جائزہ لیا اور پھر مطمئن ہو کر انہوں نے کار کا عقبی دروازہ کھول کر ایک بے ہوش یا مردہ آدمی کو باہر نکالا اور پھر اسے جھاڑیوں میں ڈال کر وہ دوبارہ کار میں بیٹھے اور اسے موڑ کر واپس اسی انداز میں سڑک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ چوکیدار کے بقول وہ یہی سمجھا کہ انہوں نے کوئی لاش پھینکی ہے اس لئے وہ پولیس اور قانونی کارروائی کے خوف سے وہاں سے بھاگتا ہوا واپس اس کالونی میں آ گیا۔ البتہ اس نے دوسرے روز اخبار میں پڑھا کہ کسی سائنس دان کا وہ ڈرائیور تھا اور وہ بے ہوش تھا۔ یہ خبر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پڑھنے سے اسے اطمینان تو ہو گیا لیکن اس نے دانستہ پولیس والوں کو کوئی اطلاع نہ دی۔ بہرحال صدیقی کے ساتھیوں نے اس سے کار کا نمبر، ماڈل اور رنگ کے علاوہ اس کے عقبی بمپر پر موجود ایک خاص نشانی بھی معلوم کر لی۔ یہ سرخ رنگ کی مکڑی تھی جو کار کے عقبی بمپر پر باقاعدہ بنائی گئی تھی یا اس کا اسٹیکر اس پر چپکایا ہوا تھا۔ چوکیدار سات آٹھ جماعتیں پڑھا ہوا تھا اس لئے اس نے کار کے نمبر پڑھ لئے تھے۔ اس کے بعد صدیقی نے اس رجسٹریشن نمبرز کی مدد سے ایکسائز آفس سے اس کار کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو اسے بتایا گیا کہ یہ کار آخری بار جوتے بنانے والی ایک فیکٹری کے مینجر راشد حسین کے نام ٹرانسفر کی گئی ہے۔ اس کا ایڈریس حاصل کر کے صدیقی اور نعمانی دونوں اس ارشد حسین سے جا کر ملے تو اس نے بتایا کہ اس نے یہ کار چھ ماہ پہلے ایک مقامی کلب جس کا نام روز کلب تھا، کے مالک اور جنرل مینجر سعادت حسین سے خریدی تھی۔ پھر یہ کار اس نے انٹرنیشنل آٹو موبائلز والوں کو فروخت کر دی تھی جس کے بعد یہ دونوں وہاں پہنچے تو وہاں کے نچلے عملے میں سے ایک آدمی کو بھاری رقم دینے کے بعد انہیں بتایا گیا کہ اس کار کو جنرل مینجر نے اچانک کھول دینے کا حکم دیا ہے حالانکہ یہ اچھی خاصی جدید ماڈل کی کار ہے لیکن چونکہ یہ جنرل مینجر کا حکم تھا اس لئے ان کے حکم کی تعمیل میں کار کو کھول کر مخصوص سٹور میں بھجوا دیا گیا۔ صدیقی اور نعمانی نے اس آٹو موبائلز کے

چوکیدار سے رابطہ کیا اور وہ بھی بھاری رقم کے عوض انہیں عقبی راستے سے سٹور میں لے گیا جہاں صدیقی اور نعمانی دونوں نے وہ نمبر پلیٹس چیک کر لیں اور وہ بمپر بھی جس پر سرخ رنگ کی مکڑی کا اسٹیکر چپکا ہوا تھا‘‘...... جولیا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

’’یہ جنرل مینجر کون ہے۔ اس کے بارے میں کیا گیا ہے‘‘۔ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

’’جنرل مینجر کا نام روشن علی ہے اور وہاں سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ آج صبح ہی ایکریمیا بزنس ٹور پر چلا گیا ہے۔ اس کی واپسی ایک ہفتے بعد ہو گی‘‘...... جولیا نے جواب دیا۔

’’ایئر پورٹ سے چیکنگ کی گئی ہے‘‘...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

’’جی ہاں۔ میرے اس سوال پوچھنے پر صدیقی نے بتایا کہ وہ فلائٹوں کا ریکارڈ چیک کر چکا ہے۔ یہ جنرل مینجر آج کسی بھی فلائٹ پر سوار نہیں ہوا‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’پھر اس جنرل مینجر کو ٹریس کیا گیا ہے‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’صدیقی اس کی رہائش گاہ پر بھی گیا ہے لیکن وہاں سے بھی یہی بتایا گیا ہے کہ وہ ایکریمیا گیا ہوا ہے‘‘...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’صدیقی سے کہو کہ وہ اس کے کسی ملازم کے ذریعے اصل بات معلوم کرے اور اس کار کا رجسٹریشن نمبر اور دیگر تفصیل تم

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سیکرٹ سروس کے ارکان کو دے کر انہیں کہو کہ وہ اس کار کی نقل و حرکت کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ اس کار میں سرداور کو اغوا کیا گیا ہے تو لازماً اس کار میں ہی انہیں کہیں پہنچا کر واپس ورکشاپ لا کر کھولا گیا ہو گا‘‘...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’یس سر‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

’’کچھ بات آگے بڑھی ہے‘‘...... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ میرے خیال میں مینجر روشن علی مین آدمی ہے۔ اگر یہ ہاتھ آ جائے تو اصل صورتحال سامنے آ جائے گی‘‘...... عمران نے جواب دیا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’ایکسٹو‘‘...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’سلطان بول رہا ہوں عمران ہے یہاں‘‘...... دوسری طرف سے سرسلطان کی تشویش سے بھری آواز سنائی دی۔

’’جی۔ حکم فرمایئے۔ بندہ حاضر ہے‘‘...... عمران نے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

’’عمران بیٹا۔ ابھی ابھی مجھے ایک فون کال ملی ہے۔ کوئی آدمی رچرڈ بول رہا تھا۔ اس نے کہا ہے کہ سرداور ان کی تحویل میں ہیں اور وہ انہیں آزاد کر سکتے ہیں اگر ان کی رہائی کے عوض وہ آلہ انہیں

واپس کر دیا جائے جسے ڈبل ایس کہا جاتا ہے اور اس رچرڈ نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ آلہ سیکرٹ سروس کے چیف کی تحویل میں ہے''...... دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا تو عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی۔

''پھر آپ نے کیا جواب دیا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''میں نے اسے کہا ہے کہ وہ مہلت دے تاکہ چیف سے بات کی جائے تو اس نے کہا کہ وہ دو گھنٹے بعد دوبارہ فون کرے گا''...... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کے ہاں خصوصی طور پر وہ فون سیٹ ہے جس میں دوسری طرف سے آنے والی تمام کالیں نہ صرف ریکارڈ ہوتی ہیں بلکہ ہر کال کے ساتھ اس کے فون نمبرز بھی موجود ہوتے ہیں جہاں سے فون کیا جا رہا ہو۔ کیا اب بھی ایسا ہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کیا تم اس کال کی ٹیپ چاہتے ہو''...... سرسلطان نے کہا۔

''جی ہاں۔ ٹیپ اور وہ فون نمبرز جہاں سے یہ کال کی گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن اسے کہاں بھجواؤں''...... سرسلطان نے کہا۔

''میرے فلیٹ پر سلیمان کو''...... عمران نے جواب دیا۔

''اور دو گھنٹے بعد فون آئے تو پھر میں کیا جواب دوں''۔ سرسلطان

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے پوچھا۔

''اس سے کچھ مزید وقفہ مانگ لیں۔ کل شام تک کا''۔ عمران نے کہا۔

''وہ سرداور کو کوئی نقصان نہ پہنچا دیں''...... سرسلطان نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر انہوں نے ایسا کرنا ہوتا تو وہ انہیں اغوا نہ کرتے۔ وہیں سڑک پر ہی ہلاک کر دیتے اور ویسے بھی انہیں معلوم ہے کہ سرداور ان کے ہاتھ میں ترپ کا پتہ ہے اس لئے آپ بے فکر رہیں''۔ عمران نے کہا۔

''یہ کون سا آلہ ہے جس کے لئے وہ اس حد تک چلے گئے ہیں''...... سرسلطان نے پوچھا تو عمران نے اس کی تفصیل بتا دی۔

''او کے۔ میں ٹیپ اور فون نمبرز بھجواتا ہوں تمہارے فلیٹ پر''۔ سرسلطان نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر اس نے سلیمان کو تفصیلی ہدایات دے کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ انہوں نے صرف آلہ کیوں طلب کیا ہے۔ وہ ساتھ ہی فارمولا بھی تو طلب کر سکتے تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ آلہ کسی وجہ سے ان کی نظروں میں اس فارمولے سے بھی

زیادہ اہم ہے اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ان کا خیال ہو کہ ہم فارمولا انہیں نہیں دیں گے کیونکہ فارمولا ہماری ملکیت ہے جبکہ ہم یہ آلہ انہیں دے دیں گے کیونکہ یہ ہماری ملکیت نہیں ہے''۔ عمران نے کہا۔

''آپ انہیں سرداور کے بدلے آلہ نہیں دینا چاہتے''۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''تم نے یہ اندازہ کیسے لگا لیا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یہ کام آسانی سے ہو سکتا تھا لیکن آپ نے سرسلطان سے ٹیپ اور فون نمبر منگوایا ہے اور اس کے ساتھ ہی انہیں کہا ہے کہ وہ فون کرنے والے سے کل شام تک کی مہلت لے لیں۔ اس سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اس فون نمبرز کے ذریعے ان کا ٹھکانہ معلوم کرنا چاہتے ہیں اور پھر وہاں سے سرداور کو نکال لانا چاہتے ہیں''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''گڈ۔ آج اندازہ ہوا کہ دانش منزل میں بیٹھنے والے کو واقعی کچھ نہ کچھ عقل آ ہی جاتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ تو عام سی بات ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ یہ عام سی بات نہیں ہے۔ باقاعدہ صورت حال کا تجزیہ کر کے نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ ویسے میں اس آلے کے بدلے میں سرداور کو چھڑوا لوں گا لیکن میں اس کے ساتھ ساتھ انہیں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

آسانی سے یہاں سے نکلنے کا موقع نہیں دینا چاہتا اس لئے جیسے ہی سرداور ہمارے پاس پہنچیں گے میں ان کے خلاف کارروائی شروع کر دوں گا''...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ویسے عمران صاحب۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ ساری کارروائی اس ڈی ایجنسی کے ایجنٹوں کی ہے۔ بلیک اسکائی کوئی علیحدہ تنظیم نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد مخصوص طریقے سے ایک پیکٹ ان تک پہنچ گیا اور عمران نے اسے کھولا تو اس میں ایک ٹیپ اور ساتھ ہی ایک کاغذ تھا جس پر فون نمبر لکھا ہوا تھا اور نیچے سرسلطان کے دستخط تھے۔

''ٹیپ ریکارڈر لے آؤ''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو اٹھا اور ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری سے ایک جدید ساخت کا ٹیپ ریکارڈر نکالا اور اسے لا کر میز پر رکھ دیا۔ عمران نے اس میں کیسٹ ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔ دوسری طرف ایک مؤدبانہ آواز تھی لیکن لہجے سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ بولنے والا ایکریمین نژاد ہے۔ عمران خاموش بیٹھا سرسلطان اور اس آدمی کے درمیان ہونے والی بات چیت سنتا رہا۔ میز کی دوسری طرف بلیک زیرو بھی ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا یہ بات چیت سن رہا تھا۔ جب

گفتگو ختم ہو گئی تو عمران نے ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا۔

''میں لیبارٹری میں جا کر اس نمبر کو ٹریس کرتا ہوں۔ ویسے نمبروں کے لحاظ سے یہ کسی سیٹلائٹ سے مربوط لگتا ہے''...... عمران نے کاغذ کی طرف دیکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔

''یہ آدمی ایکریمین ہے تو یہ سیٹلائٹ بھی لازماً کوئی ایکریمین ہی ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا لیبارٹری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے لیبارٹری پہنچ کر اس نمبر کے ذریعے اس سیٹلائٹ کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ اس کی لیبارٹری میں ایسے آلات موجود تھے جو ایسے تمام سیٹلائٹس کے بارے میں مطلوبہ معلومات خودبخود حاصل کر سکتے تھے۔ عمران نے سیٹلائٹس کو چیک کیا۔ اس وقت ایکریمیا کے چار ایسے سیٹلائٹ فضا میں موجود تھے جن سے لاسلکی رابطہ ہو سکتا تھا لیکن موجودہ نمبر ان چاروں میں سے کسی کا نہ تھا۔ اس کے بعد عمران نے کافرستان سیٹلائٹ کو چیک کیا لیکن یہ نمبر اس سیٹلائٹ سے بھی منسلک نہ تھا۔ کافرستان کا صرف ایک ہی سیٹلائٹ فضا میں موجود تھا۔ عمران مسلسل کام کرتا رہا۔ اس نے فضا میں موجود تمام ملکوں کے سیٹلائٹس کو باری باری چیک کرنا شروع کر دیا۔ یورپی ممالک کے سیٹلائٹس، شوگرانی، روسیاہی سیٹلائٹس، گریٹ لینڈ اور کارمن کے سیٹلائٹس، پاکیشیائی سیٹلائٹ لیکن یہ نمبر ان میں سے کسی سیٹلائٹ سے بھی لنک نہ ہو رہا تھا۔ اچانک ایک خیال عمران کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ذہن میں برقی کوندے کی طرح لپکا۔ اسے اسرائیلی سیٹلائٹ کا خیال آ گیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ بے اختیار یہ دیکھ کر اچھل پڑا کہ یہ نمبر واقعی چار اسرائیلی سیٹلائٹس میں سے ایک سیٹلائٹ کا تھا۔ عمران کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ گو وہ اس ساری چیکنگ میں ذہنی طور پر کافی تھک گیا تھا لیکن اسرائیلی سیٹلائٹ کا پتہ چلتے ہی اس کا ذہن ایک جھٹکے سے ہوشیار ہو گیا تھا۔ اس کی چھٹی حس نے سائرن بجانا شروع کر دیا تھا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ معاملہ اس کی توقع سے کہیں زیادہ گھمبیر ہے۔ اس نے ایک مخصوص فون الماری سے نکالا۔ اس پر ایسا آلہ نصب تھا جس کے ذریعے اس مخصوص فون کا رابطہ کسی بھی سیٹلائٹ سے مخصوص انداز میں کیا جا سکتا تھا۔ اس نے اس مخصوص فون کا رابطہ اس اسرائیلی سیٹلائٹ سے منسلک کیا اور پھر اس کا رابطہ قریب موجود ایک مشین کے ساتھ کر کے اس مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد مشین کی سکرین پر ایک نقشہ ابھر آیا۔ یہ پاکیشیائی دارالحکومت کا انتہائی تفصیلی نقشہ تھا۔ عمران نے مخصوص فون کا رسیور اٹھایا اور پھر کاغذ پر لکھے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر جیسے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھایا گیا نقشے پر ایک سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

''ہیلو''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور گو

بولنے والے نے ایک لفظ ہی بولا تھا لیکن یہ ایک لفظ سنتے ہی عمران پہچان گیا کہ یہ وہی آدمی ہے جس نے سر سلطان سے بات چیت کی تھی۔

''تل ابیب سے بول رہا ہوں۔ ماسٹر رچمنڈ سے بات کرائیں''۔ عمران نے اسرائیلی زبان اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''رانگ نمبر''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ وہ دوسری طرف موجود آدمی کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہو گیا تھا کہ یہ کال اسرائیلی سیٹلائٹ میں موجود مشین کی کسی غلطی کی وجہ سے اس کے فون نمبر پر ٹرانسفر ہو گئی ہے اور پھر اس نے اسرائیلی زبان اور لہجے میں بات کی تھی اور جس مطمئن انداز میں رانگ نمبر کہا گیا تھا اس سے عمران یہ بات سمجھ گیا تھا کہ دوسری طرف بولنے والے آدمی کو بھی یہ معلوم ہے کہ اس فون کا رابطہ اسرائیلی سیٹلائٹ سے ہے۔ اب عمران کی نظریں سکرین پر جلتے بجھتے سرخ نقطے پر جم گئیں۔ نقطہ جس جگہ پر چمک رہا تھا وہاں روز کلب کا نام لکھا ہوا تھا۔ عمران چند لمحے غور سے دیکھتا رہا اور پھر اس نے مشین آف کر دی اور مڑ کر لیبارٹری سے واپس آپریشن روم میں آ گیا۔

''آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ آپ بہت تھک گئے ہیں۔ آپ بیٹھیں میں چائے لے کر آتا ہوں''...... بلیک زیرو نے اسے دیکھتے ہی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران نے منہ سے کوئی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلایا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اس نے ایک طرف موجود ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور''...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے بلیک زیرو چائے لے کر آ گیا۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ میز کی دوسری طرف موجود اپنی مخصوص کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بار بار کال دیتا رہا۔

''یس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کوئی رپورٹ نہیں دی تم نے اب تک۔ اوور''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''باس۔ ابھی تک میں کوئی کلیو حاصل نہیں کر سکا۔ اوور''۔ ٹائیگر نے قدرے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

''روز کلب کے بارے میں کچھ جانتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ خاصا معروف کلب ہے لیکن وہاں جرائم پیشہ نہیں جاتے ہیں بلکہ شہر کے امیر طبقے کا پسندیدہ کلب ہے۔ اوور''۔ ٹائیگر

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ کلب رہائش گاہ بھی ہے یا صرف کلب ہے۔ اوور''۔ عمران نے پوچھا۔

''اس کی تیسری منزل پر رہائشی فلیٹس بھی ہیں۔ خاصا مہنگا کلب ہے۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں ایک فقرہ بول رہا ہوں۔ میرے لہجے کو خاص طور پر نوٹ کرنا۔ تم نے اس لہجے کے آدمی کو اس روز کلب میں ٹریس کرنا ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ بولیں۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اس آدمی کے لہجے میں ایک خاصا طویل فقرہ بول دیا جس نے سرسلطان سے بات چیت کی تھی۔

''یس باس۔ میں نے ذہن نشین کر لیا ہے۔ یہ ایکریمین لہجہ ہے۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ آلات نے نشاندہی کی ہے کہ یہ آدمی روز کلب سے ایک ایسے فون سے کالیں کر رہا ہے جس کا تعلق اسرائیلی سیٹلائٹ سے ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اچھا باس۔ ابھی چیک کرتا ہوں۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیسے چیک کرو گے۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''تیسری منزل پر چھ فلیٹ ہیں۔ میں جا کر معلوم کرتا ہوں کہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ان میں سے کتنے فلیٹس ایسے ہیں جن میں صرف عورتیں رہ رہی ہیں اور کتنے فلیٹس میں جوڑے اور کتنے میں صرف مرد۔ پھر جن میں مرد رہ رہے ہوں گے ان کمروں میں فون کروں گا۔ کوئی بھی بہانہ بنایا جا سکتا ہے اور اس طرح چیکنگ بھی ہو جائے گی۔ اوور''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران کے چہرے پر بے اختیار تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

''گڈ۔ یہ بہت اچھا طریقہ سوچا ہے تم نے۔ اگر یہ آدمی وہاں موجود ہو تو انتہائی احتیاط سے اس کی چیکنگ کرو اور ٹرانسمیٹر پر مجھے رپورٹ دو۔ یہ سن لو کہ ہو سکتا ہے یہ آدمی اسرائیلی ایجنٹ ہو اس لئے انتہائی محتاط رہنا ہو گا تمہیں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اس پر اپنی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ عمران ہے یہاں''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا اس آدمی کا دوبارہ فون آیا تھا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ اور میں نے اس سے کل شام کا وعدہ کر لیا ہے کہ کل

شام تک وہ آلہ انہیں پہنچا دیا جائے گا''...... سرسلطان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب آپ بے فکر ہو جائیں۔ اب چیف جانے اور اس کا مجرم''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو کیا کلیو مل گیا ہے تمہیں''...... دوسری طرف سے سرسلطان نے پوچھا۔

''معلوم نہیں۔ یہ تو چیف کو معلوم ہو گا''...... عمران نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب یہ سوچ لو کہ شاید اس سے زیادہ ہمیں مہلت نہ دی جائے''...... سرسلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میں چیف سے بات کر لوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ چیف سرداور کی جان بچانے کے لئے آلہ دینے پر آمادہ ہو جائے گا اور ویسے بھی یہ آلہ ایکریمیا کی ملکیت ہے۔ ہماری نہیں اور نہ ہی اس سے ہمیں مستقبل میں کوئی بڑا فائدہ ہو سکتا ہے''...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم بہرحال مجھ سے زیادہ بہتر انداز میں ان معاملات کو سمجھتے ہو''...... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیرو کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ عمران کے گول مول جواب کی وجہ جانتا ہے کہ کہیں سرسلطان کا فون چیک نہ کیا جا رہا ہو اس لئے اس نے اس معاملے پر کوئی بات نہ کی تھی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''عمران صاحب۔ اس آدمی پر ہاتھ ڈالا گیا تو اس کی اطلاع لامحالہ ان لوگوں کو ہو جائے گی جن کی تحویل میں سرداور ہوں گے اس لئے وہ یہ اطلاع ملتے ہی سرداور کو کوئی نقصان نہ پہنچا دیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''میں اس آدمی کو گرفتار نہیں کرنا چاہتا۔ صرف اس کی نگرانی کی جائے گی۔ یہ لازماً وہاں پر فون کرے گا جہاں سرداور موجود ہیں۔ اس جگہ کو ٹریس کر لینے کے بعد پھر سوچیں گے کہ اس ڈرامے کا ڈراپ سین کس انداز میں ہونا چاہئے۔ ٹریجڈی انجام ہو یا کامیڈی''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ اب عمران کی پلاننگ کو سمجھ چکا تھا۔

برانڈ، جیکی کے ساتھ ایک کمرے میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا۔ وہ ایک شہر عالم پور کی ایک وڈ فیکٹری کے نیچے بنے ہوئے مخصوص تہہ خانوں میں موجود تھے۔ یہ تہہ خانے دراصل اسرائیلی تنظیم بلیک اسکائی کے زیر استعمال رہے تھے لیکن پھر جسٹن کی وجہ سے ان کے چیف نے انہیں خالی کر کے برانڈ اور اس کے سیکشن کے حوالے کر دیئے تھے۔ پاکیشیا کے معروف سائنس دان سرداور کو بلیک اسکائی کے آدمیوں نے اغوا کر کے یہاں پہنچایا تھا اور وہ ایک علیحدہ کمرے میں بند تھے جس کی انتہائی سختی سے نگرانی کی جا رہی تھی۔ وہاں کا مکمل کنٹرول برانڈ کے سیکشن کے افراد کے پاس تھا۔ ان کی تعداد دس تھی۔ ان تہہ خانوں تک پہنچنے کا راستہ انتہائی پیچیدہ تھا اور وہاں ایسے سائنسی حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے کہ سرداور تک کسی کا بغیر اجازت پہنچنا تقریباً ناممکن تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"مجھے تو یوں لگتا ہے برانڈ کہ جیسے سرداور کی پاکیشیائی حکام کی نظر میں کوئی اہمیت ہی نہ ہو"...... خاموش بیٹھی ہوئی جیکی نے اچانک کہا تو برانڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو۔ سرداور پاکیشیا کے موسٹ سینیئر سائنس دان ہیں اور پھر تقریباً تمام لیبارٹریاں ان کے تحت ہیں"...... برانڈ نے کہا۔

"اب تک تو بھونچال آ جانا چاہئے تھا لیکن یہاں ہر طرف سکون ہے۔ جسٹن نے بھی کوئی کال نہیں کی"...... جیکی نے کہا۔

"میں نے اسے کم سے کم فون کرنے کا کہا تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ جو فون ہم اور جسٹن استعمال کر رہے ہیں اس کا سلسلہ اسرائیل کے کسی خلائی سیارے سے ہے لیکن پھر بھی ہمیں ہر طرح سے محتاط رہنا چاہئے۔ ہم اس وقت سلگتے ہوئے انتہائی خوفناک بم کے اوپر بیٹھے ہوئے ہیں"...... برانڈ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر پڑے ہوئے ایک خصوصی ساخت کے فون کی مترنم سی گھنٹی بج اٹھی تو برانڈ نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ جسٹن کالنگ"...... دوسری طرف سے جسٹن کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ برانڈ بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"...... برانڈ نے پوچھا۔

''میری سر سلطان سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے کل شام تک کی مہلت مانگی ہے۔ کل شام کو وہ ڈبل ایس آلہ ہمارے حوالے کر دیں گے''...... جسٹن نے کہا تو برائڈ کے چہرے پر یکلخت کھنچاؤ کے سے تاثرات ابھر آئے۔ جیکی بھی چونک پڑی تھی۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ہمارے خلاف گھیرا تنگ کرنے کے لئے مہلت لے رہے ہیں اور تم نے انہیں مہلت دے دی''...... برائڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں برائڈ۔ ظاہر ہے ڈبل ایس آلہ حکام کی تحویل میں تو نہیں ہے بلکہ سیکرٹ سروس کے چیف کی تحویل میں ہے اور اسی لئے اسے اس انداز میں ہم مانگ رہے ہیں اور اس کے ساتھ فارمولے کی شرط بھی اس لئے نہیں لگائی تھی تاکہ آلہ ہمیں مل جائے۔ فارمولا تو بعد میں لیبارٹری سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے لیکن اس آلے کو سیکرٹ سروس کی تحویل سے نکالنا ناممکن تھا اس لئے انہیں وقت تو چاہئے۔ ویسے وہ چاہے کچھ بھی کر لیں نہ وہ تم تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ ہی مجھ تک۔ فون اور اس کی کال کسی صورت چیک ہی نہیں ہو سکتی''...... جسٹن نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''لیکن اگر وہ مان جاتے ہیں تو تم نے کیا پلاننگ کی ہوئی ہے''۔ برائڈ نے اس بار نرم لہجے میں کہا کیونکہ جسٹن کی باتیں اس کی سمجھ میں بھی آ گئی تھیں۔

''چیف نے اس سلسلے میں مجھے خصوصی ہدایات دی ہیں تاکہ نہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہم کسی صورت ٹریس ہو سکیں اور نہ ہی بلیک اسکائی کو یہ لوگ کسی صورت ٹریس کر سکیں''...... جسٹن نے کہا۔

''کیا پلاننگ ہے''...... برائڈ نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''پلاننگ کے مطابق ہم وہ آلہ خود نہیں لیں گے اور نہ ہی ہمارا کوئی آدمی لے گا بلکہ ہم انہیں کہیں گے کہ وہ آلہ اس ایڈریس پر جو ہم انہیں مہیا کریں گے کوریئر سروس کے ذریعے بھجوا دیں۔ یہ آلہ جب مطلوبہ ایڈریس پر پہنچ جائے گا اور اس بات کی تصدیق ہو جائے گی کہ آلہ درست ہے تو ہم یہاں سرداور کو ان کے حوالے کر دیں گے اور اس کے لئے سرداور کو بے ہوش کر کے یہاں سے نکالا جائے گا اور پھر فاضل پور لے جا کر وہیں کسی آبادی کے قریب انہیں ڈال دیا جائے گا۔ جب انہیں ہوش آئے گا تو وہ خود ہی حکام کے ساتھ رابطہ کر لیں گے''...... جسٹن نے کہا۔

''لیکن وہ لوگ شاید اس بات پر آمادہ نہ ہوں''...... برائڈ نے کہا۔

''کیوں۔ وجہ''...... جسٹن نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ان کی جگہ اگر ہم ہوتے تو کیا ہم اسے تسلیم کر لیتے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ آلہ پہنچ جانے کے بعد ہم سرداور کو زندہ رہا کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس ہاتھ دو اور اس ہاتھ لو پر عمل کرانے کی کوشش کریں گے''...... برائڈ نے کہا۔

''لیکن ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس طرح ہم سب گھیرے میں آ جائیں گے۔ البتہ تمہارے ذہن میں کوئی اور اچھا حل ہو تو بتاؤ''۔ جسٹن نے کہا۔

''میں جیکی سے مشورہ کر لوں۔ پھر تمہیں خود کال کروں گا''۔ برائنڈ نے کہا۔

''اوکے۔ میں انتظار کروں گا۔ ویسے بھی کل شام تک تو ہمارے پاس مہلت موجود ہے''...... جسٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا تو برائنڈ نے رسیور رکھ دیا۔

''ہاں۔ اب بتاؤ جیکی۔ تمہارے ذہن میں کوئی پلاننگ ہے''۔ برائنڈ نے جیکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ فون میں چونکہ لاؤڈر کا بٹن پہلے سے ہی پریسڈ تھا اس لئے جیکی خاموش بیٹھی جسٹن اور برائنڈ کے درمیان ہونے والی گفتگو بخوبی سنتی رہی تھی۔

''ہوسکتا ہے کہ چیف کی منصوبہ بندی کامیاب رہے کیونکہ اگر ایسا ہو گیا تو پھر واقعی کسی کو کوئی خطرہ نہیں رہے گا''...... جیکی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''کیا کہہ رہی ہو۔ وہ اتنے احمق نہیں ہو سکتے جتنے چیف اور ہم نے انہیں سمجھ لیا ہے۔ وہ اپنے سائنس دان کو زندہ حاصل کرنے کے لئے آلہ ہمیں دے دیں گے لیکن بہرحال وہ ہم پر اندھا اعتماد کسی صورت نہیں کر سکتے''...... برائنڈ نے کہا۔

''تمہاری بات ٹھیک ہے۔ ہمیں واقعی متبادل طریقہ سوچ لینا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

چاہئے''...... جیکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں اگر ہم انہیں کہیں کہ وہ آلہ کسی بینک لاکر میں رکھ دیں اور جب ہم چیک کر لیں گے تو سرداور کو ان کے حوالے کر دیں گے تو وہ اس پر مان جائیں گے کیونکہ آلہ بہرحال ان کے ملک میں ہی موجود ہو گا''...... برائنڈ نے کہا۔

''لیکن ظاہر ہے وہ اس لاکر کی نگرانی کریں گے اور جیسے ہی ہم وہ آلہ وہاں سے نکالیں گے تو وہ ہمیں دیکھ لیں گے''...... جیکی نے کہا تو برائنڈ اچانک کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اچانک کوئی مسرت بخش خیال آ گیا ہو۔

''کیا ہوا''...... جیکی نے چونک کر کہا۔

''بینک لاکر کی بجائے ہم ریلوے اسٹیشن پر موجود کلوک روم استعمال کرائیں گے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ ریلوے کلوک روم میں لاکرز اس انداز میں بنے ہوتے ہیں کہ اسٹیشن کے باہر سے سامان ان لاکرز میں رکھ کر مخصوص فیس ادا کر دی جاتی ہے جس کی رسید وہ دے دیتے ہیں۔ پھر جب ہم سفر شروع کرتے ہیں تو اسٹیشن پر جا کر اس لاکر کے عقبی حصے کو اس پر لگے ہوئے مخصوص نمبروں والے تالے کو کھول کر سامان لے لیتے ہیں اور یہ وہی نمبرز ہوتے ہیں جو رسید پر چھپے ہوتے ہیں۔ ہم انہیں یہ آلہ مخصوص لاکر میں رکھنے کا کہیں گے جبکہ ہم سرداور سمیت اسٹیشن پر آئیں گے۔ جب وہ سرداور کو لینے آئیں گے تو ہم خاموشی سے وہ لاکر خالی کر دیں

گے۔ اسٹیشن بہت بڑا سٹاپ ہے۔ سرداور کو کسی بھی دور دراز کی جگہ پر بٹھایا جا سکتا ہے''...... برائڈ نے کہا۔

''ایسے انتظامات ایکریمیا اور یورپ میں تو ہوتے ہیں لیکن یہاں اس پسماندہ ملک میں شاید ایسا نہ ہو''...... جیکی نے کہا۔

''میں جسٹن کو کہتا ہوں کہ وہ اس پر کام کرے اور اگر ایسا ہے تو یہ سب سے محفوظ اور آسان راستہ ہو گا''...... برائڈ نے کہا تو جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران اس وقت اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ مہلت آج شام تک کی تھی اور عمران نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ یہ آلہ انہیں دے کر سرداور کو ان سے زندہ سلامت وصول کرے گا۔ اس کے بعد وہ ان سے نمٹے گا لیکن نہ ہی ابھی تک ٹائیگر نے اسے دوبارہ کال کیا تھا اور نہ ہی بلیک زیرو کی طرف سے کوئی کال آئی تھی حالانکہ اس نے بلیک زیرو کو خصوصی ہدایات کر دی تھیں کہ اگر کوئی اہم رپورٹ ہو تو وہ اسے فلیٹ پر فون کرے گا۔ وہ اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ ذہنی الجھنوں کے باوجود عمران نے اپنے مخصوص خوشگوار لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کہاں سے فون کر رہے ہو''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''ریلوے اسٹیشن سے باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔

''ریلوے اسٹیشن سے کیوں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں نے روز کلب میں موجود اس آدمی کا پتہ چلا لیا ہے جس کا لہجہ آپ نے مجھے سنایا تھا۔ اس کا نام جسٹن ہے اور یہ ایکریمیا سے آیا ہوا ہے۔ یہ روز کلب کے کمرہ نمبر اٹھارہ میں ٹھہرا ہوا ہے۔ اصل شکل میں ہے میک اپ میں نہیں ہے۔ اس کے پاس ایک خصوصی ساخت کا فون ہے۔ ویسے عام طور پر تو وہ کمرے میں موجود کلب کا فون استعمال کرتا ہے لیکن خاص باتوں کے لئے وہ خصوصی فون استعمال کرتا ہے۔ میں نے کراس ایریل کے ذریعے اس خصوصی فون سے ہونے والی گفتگو ٹیپ کر لی ہے۔ اس نے پہلے ایک آدمی کو فون کیا جس کا نام اس نے برائنڈ لیا۔ پھر دوسرا فون بھی اس نے اسے ہی کیا اور پھر وہ یہاں ریلوے اسٹیشن پر آ گیا۔ میں اس کے پیچھے یہاں تک آیا۔ اب وہ واپس روز کلب چلا گیا ہے تو میں نے سوچا کہ آپ کو فون کر کے تفصیل بتا دوں۔ میں آپ کو فون کی ٹیپس سنوانا چاہتا ہوں جو میں نے کراس ایریل کے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ذریعے حاصل کی ہیں۔ یہ انتہائی اہم ٹیپس ہیں''...... ٹائیگر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آ جاؤ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ سلیمان کچن میں تھا۔ عمران نے اونچی آواز میں اسے ٹائیگر کی آمد کے بارے میں بتا دیا تاکہ وہ کافی وغیرہ کا بندوبست کر لے کیونکہ ٹائیگر عام طور پر چائے کی بجائے کافی پینے کا عادی تھا۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب بند کر کے اسے میز پر رکھ دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی ٹائیگر سٹنگ روم میں داخل ہوا اور سلام کر کے وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کون سی ٹیپس ہیں۔ دو مجھے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے دو مائیکرو ٹیپس نکال کر عمران کے سامنے میز پر رکھ دیں۔ عمران نے اٹھ کر الماری میں سے مائیکرو ٹیپ ریکارڈر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے باری باری دونوں ٹیپس کی طرف دیکھا۔

''ان میں سے پہلی کون سی ہے''...... عمران نے پوچھا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور اس نے ایک ٹیپ اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ٹیپ ریکارڈر میں اسے ایڈجسٹ کیا اور پھر بٹن آن کر کے وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''یس۔ برائنڈ بول رہا ہوں''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''جسٹن بول رہا ہوں''...... دوسری آواز سنائی دی اور عمران یہ

آواز سنتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی آواز ہے جس نے سر سلطان سے سرداور کے بارے میں بات کی تھی۔ دونوں کے درمیان باتیں ہوتی رہیں اور عمران خاموش بیٹھا سنتا رہا۔ جب گفتگو ختم ہو گئی تو عمران نے ریکارڈر آف کر دیا۔

"یہ کال کس نمبر پر کی گئی ہے"...... عمران نے ٹائیگر سے پوچھا تو اس نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اسے کھول کر چیک کیا تو وہ اسی انداز کا نمبر تھا جیسا اس نے اس جسٹن کا نمبر چیک کیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ دونوں ہی اسرائیلی خلائی سیارے سے لنکڈ فون استعمال کر رہے ہیں اور شاید اسی لئے ان دونوں نے کھل کر باتیں کی تھیں کہ ان کے خیال کے مطابق اس فون کو چیک نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ اس کا میکانکی تعلق اسرائیلی خلائی سیارے سے تھا۔

"تم نے یہ ٹیپس کراس ایریل سے کی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔ میں نے کراس ایریل کے ساتھ ٹی ایس ٹو کو منسلک کر دیا تھا"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت تحسین کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"گڈ۔ تم واقعی جینئس ہو"...... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر یکلخت جیسے گلاب کھل اٹھے جبکہ عمران نے پہلی ٹیپ ریکارڈر سے نکال کر دوسری ٹیپ ریکارڈر میں ایڈجسٹ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کی اور پھر اسے آن کر دیا۔ ایک بار پھر جسٹن اور برائڈ کے درمیان بات چیت شروع ہو گئی اور عمران خاموشی سے باتیں سنتا رہا۔ پھر جب بات چیت ختم ہو گئی تو اس نے ریکارڈر آف کر دیا۔

"تم نے واقعی انتہائی اہم ترین گفتگو ٹیپ کی ہے۔ اس گروپ کا سارا پلان سامنے آ گیا ہے۔ ریلوے اسٹیشن کے کلوک روم میں کون سا لاکر بک کرایا ہے اس نے"...... عمران نے پوچھا۔

"لاکر نمبر ایک سو ایک"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمارے پاس شام تک کی مہلت ہے۔ میں اب اس مقام کو ٹریس کروں گا جہاں برائڈ نے کال رسیو کی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"باس۔ کیوں نہ اس جسٹن پر ابھی ہاتھ ڈال دیا جائے۔ اس سے سب کچھ آسانی سے معلوم ہو جائے گا اور پھر ایکشن کر کے سرداور کو برآمد کیا جا سکتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان خصوصی فون سیٹس میں کوئی ایسا کاشنز ہو کہ اس کا ہمیں علم ہی نہ ہو سکا ہو اور برائڈ کو جسٹن سے اس کی اطلاع مل جائے اور وہ سرداور کو ہلاک کر دیں"...... عمران نے کہا۔ اس دوران سلیمان بھی ٹرے میں کافی کے برتن اٹھائے اندر آ گیا اور ٹائیگر نے کافی بنا کر ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی خود لے کر گھونٹ گھونٹ پینے

لگ گیا۔

''تو کیا آپ انہیں کھلی چھٹی دے دیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ وہ فوری کسی صورت یہاں سے نہیں نکل سکتے۔ جب وہ کسی رہائش گاہ پر پہنچیں گے اور سرداور بھی زندہ سلامت ہمارے پہنچ جائیں گے تو پھر ہم کارروائی کریں گے۔ پہلے نہیں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم اس جسٹن کی اسی انداز میں نگرانی کرتے رہو اور اس برائنڈ کے علاوہ وہ اگر کسی اور کو کال کرے تو وہ کال بھی ٹیپ کر لینا''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اس دوران کافی ختم کر چکا تھا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر سٹنگ روم سے باہر چلا گیا جبکہ عمران اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے لباس تبدیل کیا اور پھر باہر آ کر میز پر موجود دونوں ٹیپس اٹھا کر اس نے کوٹ کی جیب میں ڈالیں اور سلیمان کو دروازہ بند کرنے اور ٹیپ ریکارڈر واپس الماری میں رکھنے کا کہہ کر وہ تیزی سے نیچے آیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ دانش منزل پہنچتے ہی عمران آپریشن روم سے ہوتا ہوا لیبارٹری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک زیرو جو اس کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا تھا اس کے لیبارٹری کی طرف مڑتے ہی دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ البتہ سلام

RAFREXO@HOTMAIL.COM

دعا انہوں نے آپس میں کر لی تھی۔ عمران نے لیبارٹری میں جا کر ٹائیگر کے دیئے ہوئے فون نمبر کو ایک مشین میں فیڈ کیا اور پھر اس نے اس مشین کا رابطہ ایک اور مشین سے کر کے اس نے اس کا بٹن دبایا تو اس مشین کی سکرین پر پاکیشیائی دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ آ گیا۔ یہ وہی مشین تھی جس سے اس نے پہلے جسٹن کی رہائش گاہ ٹریس کی تھی۔ اب وہ اس کی مدد سے اس برائنڈ کی رہائش گاہ ٹریس کرنا چاہتا تھا کیونکہ ٹیپ شدہ جسٹن اور برائنڈ کی گفتگو سن کر وہ سمجھ گیا تھا کہ سرداور اس برائنڈ کی تحویل میں ہے اور یہ وہی برائنڈ ہے جو پہلے کاکاش لیبارٹری سے فارمولا اور آلہ نکال کر لے گیا تھا۔ یہ تو ناٹران کی بروقت اطلاع تھی جس کی وجہ سے دونوں چیزیں اپنی منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی واپس حاصل کر لی گئی تھیں ورنہ عمران کو ٹیم لے کر وہاں جانا پڑتا اور پھر اس فارمولے کی واپسی کے لئے نجانے کہاں کہاں دھکے کھانے پڑتے۔ اس نے اس مشین کا ایک بٹن دبایا جس میں فون نمبر فیڈ تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک اور بٹن دبایا تو دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ برائنڈ بول رہا ہوں''...... مشین سے برائنڈ کی آواز سنائی دی لیکن عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے ایک اور بٹن دبا دیا تو مشین پر جلتی ہوئی سبز رنگ کی لائٹ بجھ گئی اور اب وہاں سرخ رنگ کی لائٹ جل اٹھی تھی۔ عمران نے ایک اور بٹن پریس کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساتھ موجود اس مشین کی سکرین کو دیکھا

جس پر پاکیشیائی دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ موجود تھا لیکن وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ نقشے کے کسی مقام پر بھی سرخ نقطہ جل بجھ نہ رہا تھا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ برائنڈ دارالحکومت میں موجود نہیں ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور مشین کے نیچے موجود ایک بٹن کو پریس کیا تو سکرین پر پورے پاکیشیا کا نقشہ ابھر آیا اور اس کے ساتھ ہی ایک کونے میں سرخ رنگ کا نقطہ جلتا بجھتا دکھائی دیا تو اس نے چونک کر اس جگہ کو غور سے دیکھا۔

''اوہ۔ تو یہ برائنڈ عالم پور میں ہے''...... عمران نے غور سے اس جگہ کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر مشین کے نچلے حصے سے ایک پلیٹ باہر نکال لی۔ اس پر فون کی طرح بٹن تھے اور ان میں سے ہر ایک پر حروف درج تھے۔ عمران کی انگلیاں تیزی سے ان بٹنوں پر اس انداز میں چلنے لگیں جیسے وہ ٹائپ کر رہا ہو۔ جب عمران نے ہاتھ ہٹا کر پلیٹ کو واپس اندر دھکیلا تو سکرین کے کونے پر عالم پور کے الفاظ جگمگاتے نظر آ رہے تھے۔ عمران نے ایک نظر ان الفاظ کو دیکھا اور پھر مشین کا ایک بٹن دبایا تو عالم پور کا تفصیلی نقشہ سکرین پر پھیلتا چلا گیا۔ اس نقشے کے کونے میں سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ عمران نے اس جگہ کو غور سے دیکھا۔

''عالم پور وڈ فیکٹری''...... عمران نے اس جگہ پر موجود تحریر کو غور سے پڑھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر اس نے مشین کو آف کر دیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اور اٹھ کر وہ آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو اسے آتا دیکھ کر ایک بار پھر احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''...... رسمی فقروں کی ادائیگی کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کوئی خاص بات تھی کہ آپ سیدھے لیبارٹری چلے گئے تھے''۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں۔ وہ جگہ ٹریس کرنے گیا تھا جہاں سرداور موجود ہیں''۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر''...... بلیک زیرو نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

''وہ اس وقت عالم پور میں ایک وڈ فیکٹری میں موجود ہیں''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو اس طرح حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

''عالم پور۔ لیکن''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ عالم پور یہاں سے بہت دور ہے اور غیر اہم سا شہر ہے لیکن ایسی جگہیں ہی محفوظ ہوتی ہیں۔ ہم انہیں یہیں دارالحکومت میں ہی تلاش کرتے رہ جاتے''۔ عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آپ کی بات واقعی درست ہے لیکن آپ نے کیسے معلوم کیا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ٹائیگر کے آنے

سے لے کر برائڈ کے نمبرز ٹریس کرنے تک کی ساری تفصیل دوہرا دی۔

''تو آپ خاموش کیوں بیٹھے ہیں۔ ہمیں لازماً اس وڈ فیکٹری کا گھیراؤ کر لینا چاہئے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تا کہ وہ سرداور کو ہلاک کر دیں۔ جب وہ خود انہیں ہمارے حوالے کر رہے ہیں تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے رسک لینے کی''۔ عمران نے جواب دیا۔

''لیکن عمران صاحب۔ اس طرح پاکیشیا کی توہین نہ ہو گی''۔ بلیک زیرو نے کہاتو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''ایکسٹو ایسی سیٹ ہے بلیک زیرو جس پر بیٹھنے والے کو جذباتی نہیں ہونا چاہئے۔ یہ ملک کی توہین وغیرہ جذباتی باتیں ہیں۔ ہم اس توہین کو دیکھتے رہیں اور وہ لوگ سرداور کے دل میں گولی اتار دیں۔ سرداور کی زندگی پاکیشیا کے لئے انتہائی اہم ہے۔ توہین کا مسئلہ بعد میں دیکھا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن میں پہلی بار آپ کا یہ رویہ دیکھ رہا ہوں''۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران ایک بار پھر مسکرا دیا۔

''ایسا اس لئے ہے کہ مجھے سرداور کی اہمیت کا احساس ہے''۔ عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ یہ آلہ واقعی ان لوگوں کے حوالے کر دیں گے''...... اچانک بلیک زیرو نے ایسے انداز میں کہا جیسے اسے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اچانک اس کا خیال آ گیا ہو۔

''ہاں۔ ویسے جوبات تمہارے ذہن میں ہے وہ مجھے معلوم ہے۔ بے فکر رہو۔ میں نے اسے کھول کر اچھی طرح نہ صرف چیک کر لیا ہے بلکہ اس کا ڈایا گرام بھی تیار کر لیا ہے۔ سرداور اس پر مزید کام کریں گے تو ایسا آلہ یہاں بھی تیار ہو جائے گا''۔ عمران نے کہا تو اس بار بلیک زیرو کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''تمہارے چہرے پر پریشانی کیوں ہے برائڈ''...... جیکی نے کمرے میں داخل ہوتے ہی چونک کر کہا۔

''سپیشل فون کی گھنٹی بجی ہے لیکن جب میں نے اسے آن کیا تو کوئی کال نہیں آئی''...... برائڈ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے''...... جیکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس ٹائپ کے سپیشل فونز کی گھنٹیاں بغیر کسی خاص وجہ کے نہیں بجا کرتیں۔ میرا خیال ہے کہ اس فون کے ذریعے ہمیں چیک کیا جا رہا ہے''...... برائڈ نے اسی طرح پریشان سے لہجے میں کہا تو جیکی بے اختیار ہنس پڑی۔

''میرا خیال ہے کہ تمہارے ذہن پر بے حد دباؤ ہے۔ نیٹ ورک میں کسی بھی وقت کوئی بھی خرابی ہو سکتی ہے۔ کال غلط مل سکتی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہے اور بغیر کسی کال کے گھنٹی بھی بج سکتی ہے۔ اس میں اتنی پریشانی کی کیا بات ہے اور یہ بات تمہیں بھی معلوم ہے کہ ان فونز کا تعلق بلیک اسکائی سے ہے اور ان کا رابطہ اسرائیلی خلائی سیارے سے ہے اور بلیک اسکائی طویل عرصے سے انہیں استعمال بھی کر رہی ہے اس لئے اس بارے میں کوئی دوسرا کیسے چیک کر سکتا ہے۔ یہاں تو اگر کسی کو معلوم بھی ہو جائے تب بھی وہ اس اسرائیلی سیارے کو چیک نہیں کر سکتا''...... جیکی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ میں خواہ مخواہ پریشان ہو رہا ہوں''...... برائڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''پھر وہ ریلوے کلوک روم والا آئیڈیا فائنل ہوا ہے یا نہیں''۔ جیکی نے شاید موضوع بدلنے کی غرض سے کہا۔

''میں نے یہ آئیڈیا جسٹن کو دیا تھا لیکن اسے یہ پسند نہیں آیا''۔ برائڈ نے کہا تو جیکی بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''کیوں پسند نہیں آیا۔ وجہ۔ کیا خرابی ہے اس میں''...... جیکی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس کا کہنا ہے کہ معاملات کو جس قدر سادہ رکھا جائے گا اتنا ہی بہتر رہے گا۔ اس نے تجویز دی ہے کہ وہ حکومت پاکیشیا سے کہے گا کہ وہ ڈبل ایس آلے کو پاکیشیا میں ایکریمین سفارت خانے کے سفیر کو پہنچا دے اور سفیر صاحب اسے سفارتی بیگ کے ذریعے

ایکریمیا پہنچا دیں گے۔ جب یہ آلہ صحیح سلامت ایکریمیا پہنچ جائے گا تو ہم سرداور کو دارالحکومت کے کسی بھی علاقے میں چھوڑ دیں گے اور میرے خیال میں یہ بہتر رہے گا۔ اس طرح کام یقینی ہو جائے گا کیونکہ میرے ذہن میں بھی اصل خدشہ یہی ہے کہ سرداور کو حاصل کرنے کے بعد وہ کسی صورت ڈبل ایس کو ملک سے باہر نہ جانے دیں گے کیونکہ یہ انتہائی اہم ترین آلہ ہے اور اس آلے کی مدد سے وہ اپنے کسی بھی دشمن ملک کے کسی بھی اڈے کے تمام انتظامات زیرو کر سکتے ہیں''...... برائڈ نے کہا۔

''لیکن میرا خیال ہے کہ وہ اس پر رضامند نہیں ہوں گے''۔ جیکی نے کہا۔

''کیوں''...... برائڈ نے چونک کر پوچھا۔

''جب یہ آلہ ایکریمیا پہنچ جائے گا تو کیا یہ ضروری ہے کہ ہم سرداور کو زندہ ان کے حوالے کریں۔ ہم ان کی لاش بھی تو کہیں پھینک سکتے ہیں''...... جیکی نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ اور جسٹن کے ذہن میں بھی یہ بات موجود ہے لیکن جسٹن نے اس کا ایک اور حل نکالا ہے''۔ برائڈ نے کہا۔

''وہ کیا''...... جیکی نے پوچھا۔

''سرداور کو ایکریمین سفارت خانے پہنچا دیا جائے گا اور ایکریمین سفیر اس کی زندگی کی ضمانت پاکیشائی حکام کو دیں گے اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جب ڈبل ایس آلہ ایکریمیا پہنچ جائے گا تو سفیر صاحب سرداور کو حکام کے حوالے کر دیں گے''...... برائڈ نے کہا۔

''تو کیا سفیر صاحب اس پر رضامند ہو جائیں گے''...... جیکی نے کہا۔

''جسٹن نے کرنل اسمتھ سے بات کر لی ہے۔ کرنل اسمتھ نے اس بارے میں ایکریمیا کے سیکرٹری ڈیفنس کو رضامند کر لیا ہے اور سیکرٹری ڈیفنس نے پاکیشیا میں ایکریمین سفیر سے بات کر لی ہے''۔ برائڈ نے جواب دیا۔

''اوہ۔ پھر تو واقعی معاملہ ٹھیک ہے لیکن ہم کب اور کیسے واپس جائیں گے''...... جیکی نے کہا۔

''یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہاں ہمارے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ ہم کسی بھی وقت بطور سیاح واپس جا سکتے ہیں۔ جسٹن سے میری بات ہوئی ہے۔ جسٹن تو فوری واپس چلا جائے گا جبکہ ہم چند روز یہاں ٹھہریں گے''...... برائڈ نے کہا۔

''کیوں۔ کیا کرنا ہے ہم نے یہاں''...... جیکی نے کہا۔

''فافلکا لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں اس لئے ہم بطور سیاح فافلکا کا چکر بھی لگائیں گے کیونکہ ہم نے بہرحال وہ فارمولا بھی واپس لے جانا ہے اور وہ فارمولا ہم نے فافلکا لیبارٹری سے ہی حاصل کرنا ہے۔ چاہے ہم دونوں کی زندگیاں خطرے میں ہوں بہرحال کام تو مکمل کرنا ہے''...... برائڈ نے کہا تو

جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر رکھے ہوئے سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ دو تین بار گھنٹی بجنے پر براؤنڈ نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا اور اسے آن کرنے سے پہلے اس کے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس۔ براؤنڈ بول رہا ہوں"...... براؤنڈ نے کہا۔

"جسٹن بول رہا ہوں۔ پاکیشیا کے اعلیٰ حکام سے میری بات ہو چکی ہے۔ وہ اس پر پوری طرح رضامند ہیں کہ سرداور کو ایکریمین سفیر کی تحویل میں دے دیا جائے اور جب ایکریمین سفیر انہیں بتا دیں گے کہ سرداور ان کے پاس پہنچ چکے ہیں تو وہ ڈبل ایس آلہ سفیر صاحب کو پہنچا دیں گے اور پھر سفیر صاحب سفارتی ڈاک کے ذریعے اسے فوراً ایکریمیا بھجوا دیں گے۔ پھر جب چیف کو یہ آلہ مل جائے گا تو وہ ایکریمین سفیر کو اطلاع دے دیں گے اور سفیر صاحب، سرداور کو پاکیشیائی حکام کے حوالے کر دیں گے"...... جسٹن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بے حد اچھا انتظام ہے۔ اب ہم نے کیا کرنا ہے"۔ براؤنڈ نے پوچھا۔

"تم نے سرداور کو وڈ فیکٹری سے نکال کر عالم پور کے معروف ہوٹل ویگارو لے جانا ہے۔ وہاں ان کے لئے کمرہ نمبر بارہ ریزرو کرا دیا گیا ہے۔ ویسے یہ بتا دوں کہ یہ ہوٹل بھی بلیک اسکائی کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ملکیت ہے اس لئے یہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ وہاں ایکریمین سفارت خانے کی گاڑی آئے گی اور سفارت خانے کا فرسٹ سیکرٹری جن کا نام آرتھر ہے تمہیں اپنا سفارتی کارڈ دکھائیں گے اور تم نے سرداور کو ان کے حوالے کر دینا ہے۔ وہ انہیں اپنی سفارتی گاڑی میں دارالحکومت لے جائیں گے۔ اس کے بعد تم دونوں آزاد ہو گے"...... جسٹن نے کہا۔

"اور اگر پاکیشیائی حکام نے راستے میں گاڑی کو روک کر سرداور کو نکال لیا اور ڈبل ایس آلہ نہ دیا تو پھر"...... براؤنڈ نے کہا تو دوسری طرف سے جسٹن بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہو گی کیونکہ تمہارے اور میرے فون کی کالیں چیک نہیں کی جا سکتیں۔ اس لئے پاکیشیائی حکام کو تو علم تک نہ ہو گا اور سرداور سفارت خانے پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد سفیر صاحب ان کے بارے میں حکام کو اطلاع دیں گے"...... جسٹن نے کہا۔

"کیا وہ سفارت خانے پر حملہ تو نہ کر دیں گے"...... براؤنڈ ابھی تک تذبذب میں تھا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ سفارت خانے پر حملہ اس ملک پر حملہ سمجھا جاتا ہے اور پھر سفارت خانہ ایکریمیا جیسی سپر پاور کا ہو"۔ جسٹن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میں مطمئن ہوں"...... براؤنڈ نے ایک طویل

سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تم سرداور کو وڈ فیکٹری سے نکال کر ہوٹل ویگارو پہنچ جاؤ اور وہاں پہنچ کر مجھے کال کرو تاکہ میں سفیر صاحب کو اطلاع دے دوں''...... جسٹن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن سرداور کے جانے کے بعد کیا ہوگا۔ یہ بھی بتا دو تاکہ ہم اس کے مطابق اپنا آئندہ لائحہ عمل تیار کر سکیں''۔ برائنڈ نے کہا۔

''سرداور کے جانے کے بعد تم دونوں دارالحکومت پہنچ جانا۔ میں یہاں روز کلب میں موجود ہوں۔ تم نے اپنا فون سیٹ مجھے دینا ہے تاکہ میں اسے اور اپنے فون سیٹ کو واپس کرنل جوڈی کو پہنچا سکوں۔ اس کے بعد میں بھی آزاد ہوں گا اور تم بھی''...... جسٹن نے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے''...... برائنڈ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کے چہرے پر بھی گہری سنجیدگی نمایاں تھی۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''صفدر بول رہا ہوں سر۔ ہوٹل ویگارو سے ایکریمین سفارت خانے کی کار سرداور کو لے گئی ہے۔ سرداور نیم بے ہوشی کی حالت میں ہیں لیکن وہ اپنے پیروں پر چل کر گئے ہیں اور کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے ہیں''...... صفدر نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''برائنڈ اور جیکی کی کیا پوزیشن ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں

کہا۔

''وہ ابھی تک ہوٹل میں ہی موجود ہیں''...... صفدر نے جواب دیا۔

''کیپٹن شکیل، سرداور کی کار کی تعاقب کر رہا ہے یا نہیں''۔ عمران نے پوچھا۔

''یس سر۔ وہ اس کے پیچھے گیا ہے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''او کے۔تم نے خیال رکھنا ہے۔ برائنڈ اور جیکی کی نگرانی کرنی ہے۔ یہ لوگ لامحالہ اب دارالحکومت آئیں گے۔ جہاں یہ آ کر ٹھہریں تم نے وہیں سے اطلاع دینی ہے لیکن خیال رکھنا یہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اوران کے اور بھی ساتھی ہوں گے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ پھر دو اڑھائی گھنٹے گزرنے کے بعد فون کی گھنٹی دوبارہ بج اٹھی تو عمران نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ فون کرنے والا کیا کہنا چاہتا ہے۔

''ایکسٹو''......عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''کیپٹن شکیل بول رہا ہوں سر۔ ایکریمین سفارت خانے سے قریب پبلک فون بوتھ سے۔ سرداور ایکریمین سفارت خانے پہنچ چکے ہیں''......کیپٹن شکیل نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''راستے میں کوئی خاص بات''......عمران نے پوچھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''نو سر۔ عالم پور کے ویگارو ہوٹل سے کار روانہ ہوئی تو راستے میں ایک جگہ انہوں نے پٹرول ٹینکی فل کروائی اور پھر کار بغیر کسی جگہ رکے سفارت خانے پہنچ کر اندر داخل ہو گئی ہے''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں جولیا کو احکامات دے دیتا ہوں۔ وہ تمہارے پاس ٹیم کے دوممبران کو بھجوا دے گی۔ سرداور جب سفارت خانے سے باہر آئیں تو تم نے اپنے ساتھیوں سمیت اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ مین لیبارٹری تک پہنچنے کے دوران ان پر قاتلانہ حملہ نہ کیا جائے یا ان کی کار پر میزائل فائرنگ نہ کی جائے۔تم نے خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا ہے''...... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''ٹھیک ہے سر''...... دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''......عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... جولیا کا لہجہ مزید مؤدبانہ ہو گیا۔

''کیپٹن شکیل ایکریمین سفارت خانے کے پاس موجود ہے۔ سرداور ایکریمین سفارت خانے میں پہنچ گئے ہیں اور ابھی تھوڑی دیر

بعد سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان کے آدمی انہیں لینے اور ان کی لیبارٹری پہنچانے کے لئے آئیں گے اور ہوسکتا ہے کہ دشمن ایجنٹ سرداور کو راستے میں ختم کرنے کی کوشش کریں اس لئے تم دو ممبران کو فوری طور پر سفارت خانے بھجوا دو اور انہیں ہدایات بھی دے دینا کہ وہ ہر طرح سے چوکنا اور محتاط رہیں''...... عمران نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا تو عمران نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''آپ کو یہ خیال کیسے آ گیا۔ اگر انہوں نے یہ کام کرنا ہوتا تو اس وقت بھی کر سکتے تھے جب سرداور ان کی تحویل میں تھے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''کیسی بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ اس وقت انہیں ڈبل ایس آلہ نہیں ملا تھا لیکن اب جب سرسلطان کے آدمی سرداور کو لینے کے لئے سفارت خانے جائیں گے تو وہ اپنے ساتھ ڈبل ایس آلہ بھی لے جائیں گے اور یہ آلہ ایکریمین سفیر کے حوالے کرنے کے بعد ہی سرداور کو واپس لے آیا جائے گا اور اگر اب وہ سرداور کو ہلاک کر دیں تو ڈبل ایس آلہ تو واپس نہیں کیا جا سکتا''...... عمران نے تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن وہ کیوں ایسا کریں گے۔ ان کا مقصد''...... بلیک زیرو نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''انہیں ابھی تک یہ معلوم نہیں ہے کہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ سرداور کس کے قبضے میں رہے ہیں اور کہاں رہے ہیں جبکہ اب سرداور ان کے خیال کے مطابق ہمیں برائنڈ اور جیکی کے بارے میں تفصیل بتا دیں گے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد میز پر موجود ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو عمران نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر اپنی ذاتی فریکونسی اس وقت سے ایڈجسٹ کر رکھی تھی جب اس نے جسٹن کے بارے میں ٹائیگر کو ہدایات دی تھیں اس لئے عمران ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی آواز سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ کال ٹائیگر کی طرف سے کی جا رہی ہے۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور''...... عمران کے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ علی عمران اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''جسٹن روز کلب میں ہی موجود ہے۔ البتہ اسے یہ اطلاع مل چکی ہے کہ سرداور کو عالم پور کے ویگارو ہوٹل سے نکال کر سفارت خانے کی کار میں دارالحکومت لے جایا گیا ہے لیکن باس اس اطلاع کے بعد اسے ایک اور کال کسی کرنل جوڈی نے کی ہے۔ جسٹن نے کرنل جوڈی سے کہا ہے کہ چونکہ اس کا کام مکمل ہو گیا ہے اس لئے اب وہ واپس جا رہے ہیں لیکن برائنڈ کے پاس جوفون ہے اور

اس کے پاس جو فون ہے وہ اسے واپس کرنا چاہتا ہے تو کرنل جوڈی نے اسے کہا کہ وہ یہ دونوں فون کراؤن بار کے جنرل منیجر کروشو کو دے دے۔ یہ دونوں اس تک پہنچ جائیں گے۔ اوور“۔ ٹائیگر نے کہا۔

”یہ کرنل جوڈی کون ہے۔ اوور“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے تو معلوم نہیں ہے اور نہ میں نے یہ نام پہلے کبھی سنا ہے۔ ویسے کرنل کے لقب سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی ایجنسی سے متعلق ہے۔ اوور“...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس نے کس نمبر پر کال کی ہے۔ اوور“...... عمران نے پوچھا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا کیونکہ ٹائیگر باقاعدہ جسٹن کی طرف سے کی جانے والی کالیں نہ صرف ٹیپ کر رہا تھا بلکہ وہ مخصوص مشین کے ذریعے نمبر بھی ساتھ ساتھ چیک کر رہا تھا۔

”اس جسٹن کو بے ہوش کر کے رانا ہاؤس پہنچا سکتے ہو یا میں جوانا کو روتر کلب بھیج دوں۔ اوور“...... عمران نے کہا۔

”میں اسے لے آؤں گا باس۔ اوور“...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”میں اس نمبر کو چیک کر لوں“...... عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا لیبارٹری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اس نے مختلف مشینوں کے ذریعے ٹائیگر کا بتایا ہوا نمبر چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ جس نمبر پر جسٹن نے کرنل جوڈی سے بات کی تھی وہ نمبر دارالحکومت کی بجائے دارالحکومت سے مغرب میں تقریباً دو سو کلومیٹر دور ایک عام سے قصبے جعفر آباد میں اٹنڈ کیا گیا تھا۔ عمران نے جعفر آباد کا تفصیلی نقشہ چیک کیا تو اسے پتہ چلا کہ جہاں یہ نمبر اٹنڈ کیا گیا ہے وہاں ایک کاٹن فیکٹری ہے۔ اس فیکٹری کا نام بھی جعفر آباد کاٹن فیکٹری ہے“...... عمران کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے کیونکہ کسی کرنل کا عام سے قصبے کی کسی کاٹن فیکٹری میں بیٹھ کر جسٹن کی کال اٹنڈ کرنا بتا رہا تھا کہ معاملات عام سے نہیں ہیں۔ وہ چند لمحے خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے مشینیں آف کیں اور اٹھ کر لیبارٹری سے واپس آپریشن روم میں آ گیا۔

”کیا رزلٹ رہا عمران صاحب“...... بلیک زیرو نے بے چین سے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

”عمران صاحب۔ معاملات بہت زیادہ گھمبیر ہیں“...... بلیک زیرو نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اب ہمیں کوئی بڑا آپریشن کرنا ہو گا“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی مخصوص لہجے میں کہا۔

''صفدر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''برائڈ اور جیکی دونوں ٹیکسی میں سوار ہو کر دارالحکومت پہنچے ہیں اور یہاں انہوں نے مین مارکیٹ میں ٹیکسی چھوڑ دی اور پھر ایک دوسری ٹیکسی کے ذریعے یہ روشن کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس میں پہنچے ہیں۔ یہاں ان کے ساتھی پہلے سے موجود ہیں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل ہے''۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... صفدر نے جواب دیا۔

''اس کوٹھی میں گیس فائر کر دو اور پھر اندر جا کر انہیں چیک کرو اور جولیا کو اطلاع دو۔ وہ آئندہ کے انتظامات کرے گی''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''یس باس''...... دوسری طرف سے جولیا کا لہجہ مزید مؤدبانہ ہو گیا۔

''برائڈ اور اس کے ساتھی روشن کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس میں موجود ہیں۔ صفدر اندر گیس فائر کر کے انہیں چیک کرے گا اور پھر وہ تمہیں کال کرے گا۔ تم اسٹیشن ویگن میں دو ممبران کو وہاں بھیج دینا تاکہ وہ ان سب افراد کو وہاں سے اٹھوا کر رانا ہاؤس پہنچا دیں''۔ عمران نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''رانا ہاؤس''...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے جوزف کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

''ٹائیگر ایک آدمی کو لے کر رانا ہاؤس پہنچے گا اور صفدر اور اس کے ساتھی کئی دوسرے افراد کو۔ یہ سب کے سب تربیت یافتہ لوگ ہیں''...... عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''اب جعفر آباد مجھے خود جانا پڑے گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

''آپ کا مطلب اس کرنل جوڈی سے ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ کرنل جوڈی کو بھی رانا ہاؤس پہنچانا پڑے گا تاکہ اس سے معلومات حاصل کی جائیں کہ وہ کرنل ہو کر یہاں کیا کر رہا ہے اور وہ بھی جعفر آباد جیسے عام سے قصبے میں''...... عمران نے کہا۔

''میرا خیال ہے عمران صاحب کہ وہ اسرائیلی ایجنٹ ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''تم ان فونز کے رابطے اسرائیلی خلائی سیارے سے ہونے کی وجہ سے کہہ رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں عمران صاحب۔ سوائے اسرائیلیوں کے اور کوئی ایسا نہیں کر سکتا۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس کرنل جوڈی کو میں جعفر آباد سے لے آؤں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم اسے پہچانو گے کیسے۔ ابھی تک اس کا کوئی حلیہ وغیرہ تو معلوم نہیں ہو سکا اور اگر وہ واقعی کوئی اسرائیلی ایجنٹ ہے تو پھر لازماً اس نے وہاں انتہائی سخت انتظامات کر رکھے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''میں تمام انتظامات بھی چیک کر لوں گا اور اسے بھی ٹریس کر لوں گا''...... بلیک زیرو نے بے چین سے لہجے میں کہا تو عمران اس

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کی بے چینی پر بے اختیار مسکرا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اب یہیں رہوں گا۔ تم جا سکتے ہو۔ لیکن خیال رکھنا تمہارے بعد اگر مجھے آغا سلیمان پاشا کو ایکسٹو بنانا پڑا تو اس نے مجھے وہ چھوٹا سا چیک بھی نہیں دینا جو تم ازراہ مہربانی دے دیتے ہو''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

''ایک کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے برائڈ''...... خاموش بیٹھی ہوئی جیکی نے ساتھ بیٹھے ہوئے برائڈ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ یہ نیلے رنگ کی کار ویگارو ہوٹل سے ہی ہمارے پیچھے ہے''...... برائڈ نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔ وہ دونوں ہوٹل کی طرف سے منگوائی گئی ٹیکسی میں سفر کرتے ہوئے دارالحکومت کی طرف بڑھ رہے تھے۔ سفارت خانے کی کار سرداور کو لے کر جب ویگارو ہوٹل سے روانہ ہوگئی تو پھر برائڈ اور جیکی واپس اپنے کمرے میں آئے اور پھر انہوں نے وہاں کمرے میں ہی کھانا منگوا کر کھایا۔ کھانے کے بعد انہوں نے ٹیکسی طلب کی اور اپنا مختصر سا سامان لے کر ٹیکسی میں بیٹھے اور دارالحکومت کی طرف روانہ ہو گئے۔ عالم پور اور دارالحکومت کے درمیان کافی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

فاصلہ تھا اس لئے انہیں معلوم تھا کہ انہیں دارالحکومت پہنچنے میں کافی وقت لگے گا۔ وہ دونوں ٹیکسی کی عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر تقریباً آدھے سے زیادہ راستہ طے ہو جانے پر اچانک جیکی نے اس کے کان میں سرگوشی کی تو برائڈ نے بھی سرگوشی میں ہی اسے جواب دیا کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ٹیکسی ڈرائیور کے کانوں تک بات پہنچے۔

''یہ کون ہوسکتا ہے''...... جیکی نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

''کوئی بھی ہو۔ فی الحال ہم نے خاموش رہنا ہے''...... برائڈ نے مختصر سا جواب دیا تو جیکی نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہو۔ پھر ٹیکسی جیسے ہی دارالحکومت میں داخل ہوئی برائڈ نے ٹیکسی ڈرائیور کو انہیں مین مارکیٹ میں ڈراپ کرنے کے لئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے ان دونوں کو مین مارکیٹ کی مخصوص پارکنگ میں جا کر ڈراپ کر دیا۔ برائڈ نے ڈگی سے اپنا بیگ اٹھایا اور کاندھے پر لادا اور پھر ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کر کے وہ دونوں پیدل ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔ البتہ انہوں نے جلد ہی چیک کر لیا تھا کہ ایک لمبے قد اور سمارٹ اور ورزشی جسم کا آدمی اس نیلی کار کو پارکنگ میں کھڑی کر کے ان کے تعاقب میں تھا۔

''یہ آدمی پوری طرح تربیت یافتہ ہے''...... برائڈ نے کہا۔

''ہاں۔ اس کا تعاقب کرنے کا انداز بے حد ماہرانہ ہے۔ اگر ہم پہلے سے اس کے بارے میں نہ جانتے تو اب کسی صورت بھی نہ جان سکتے''...... جیکی نے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ یہ سارا سیٹ اپ کسی ایجنسی کی نظروں میں آ گیا ہے''...... برائنڈ نے کہا اور پھر وہ جیکی کو وہیں رکنے کا کہہ کر ایک سپر سٹور میں داخل ہو گیا۔ جیکی اس کا بیگ اٹھائے وہیں کھڑی تھی۔ برائنڈ نے اس سپر سٹور میں داخل ہو کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کاؤنٹر سے ذرا ہٹ کر باقاعدہ فون روم تھا جس کا دروازہ بند تھا۔ برائنڈ نے کاؤنٹر پر موجود لڑکی سے فون کرنے کے لئے مخصوص ٹوکن لیا اور پھر فون روم کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا اور پھر دروازہ بند کر کے اس نے کرسی پر بیٹھ کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''روز کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''برائنڈ بول رہا ہوں۔ روم نمبر بیس کے جسٹن صاحب سے بات کرائیں''...... برائنڈ نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس۔ جسٹن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد جسٹن کی آواز سنائی دی۔

''برائنڈ بول رہا ہوں''...... برائنڈ نے کہا۔

''تم نے اس عام فون سے کیوں کال کی ہے۔ سپیشل فون سے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کیوں نہیں کی''...... جسٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا خیال ہے کہ فون چیک کر لیا گیا ہے۔ ہم ویگارو سے دارالحکومت پہنچ گئے ہیں اور ایک آدمی مسلسل ہمارے تعاقب میں ہے۔ میرے ذہن کے مطابق انہوں نے ہمارے سپیشل فون کالز کا سراغ لگا لیا ہے ورنہ وہ کسی صورت ویگارو ہوٹل نہ پہنچ سکتے تھے''۔ برائنڈ نے کہا۔

''ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اس کا لنک ایسے خلائی سیارے سے ہے جس کے بارے میں یہاں والوں کو کسی صورت معلوم ہی نہیں ہو سکتا''...... جسٹن نے کہا۔

''بہرحال ہمارا تعاقب ہو رہا ہے۔ میں چاہتا تو اس آدمی کو راستے میں ہی کور کر لیتا لیکن میں اس انتظار میں ہوں کہ معاملات سیٹل ہو جائیں اور میں نے اس لئے تمہیں فون کیا ہے تاکہ معلوم کروں کہ معاملات اس وقت کس نہج پر پہنچ چکے ہیں''...... برائنڈ نے کہا۔

''معاملات طے ہو چکے ہیں۔ سرداور کو سیکرٹری خارجہ کے آدمی سفارت خانے سے لے گئے ہیں اور وہی آدمی ڈبل ایس آلہ سفیر صاحب کو دے گئے ہیں۔ سفیر صاحب نے ڈبل ایس آلے کو سفارتی بیگ میں ڈال کر اپنے سیکنڈ سیکرٹری کو چارٹرڈ طیارے سے ایکریمیا بھجوا دیا ہے۔ اب میں یہاں اس وقت تک موجود ہوں جب تک چیف کے پاس ڈبل ایس آلہ نہیں پہنچ جاتا۔ اس کے بعد میں نے فوری واپس جانا ہے اور جانے سے پہلے خصوصی فون سیٹ

بھی کرنل جوڈی کو واپس کرنے ہیں اس لئے تم یہ فون سیٹ مجھے روز کلب بھجوا دو''...... جسٹن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں خود ہی روز کلب آ رہا ہوں۔ لیکن میں تمہارے کمرے میں نہیں آؤں گا کیونکہ مجھے شک ہے کہ تمہاری بھی نگرانی ہو رہی ہو گی اور میری نگرانی والا بھی تمہیں مارک کر سکتا ہے اس لئے میں فون سیٹ روز کلب کے کاؤنٹر پر تمہارے نام پر چھوڑ جاؤں گا۔ تم وہاں سے لے لینا اور اپنی نگرانی کا خصوصی طور پر خیال رکھنا''...... برائنڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر فون روم سے باہر آ گیا۔

''بڑی دیر لگا دی تم نے''...... جیکی نے اس وقت غصیلے لہجے میں کہا جب برائنڈ سپر سٹور سے باہر آیا۔

''میں نے جسٹن کو فون کرنا تھا اور تمہیں اس لئے باہر چھوڑ گیا تھا تاکہ ہماری نگرانی کرنے والا اندر نہ آ سکے''...... برائنڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''باہر کسی پبلک فون بوتھ سے فون کر لیتے''...... جیکی نے کہا۔

''میں نہیں چاہتا تھا کہ نگرانی کرنے والا ہمیں فون کرتا دیکھے''۔ برائنڈ نے کہا تو جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب کہاں جا رہے ہو''...... جیکی نے پوچھا۔

''یہاں سے روز کلب قریب ہے۔ ہم نے وہاں جانا ہے۔ اس بار میں باہر ٹھہروں گا اور تم سپیشل فون لے کر اندر جاؤ گی اور کاؤنٹر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پر اسے جسٹن کو بھجوانے کا کہہ کر واپس آ جانا۔ کلب والے یہ کام کرتے رہتے ہیں اس لئے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا''...... برائنڈ نے کہا۔

''تم اتنے پراسرار کیوں بن رہے ہو۔ زندگی میں پہلی بار تو ہماری نگرانی یا تعاقب نہیں ہو رہا''...... جیکی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو برائنڈ اس کی اس جھلاہٹ پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''میرا خیال ہے کہ ہماری نگرانی کرنے والا کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہے یا پھر سیکرٹ سروس سے اور اگر جسٹن ان کے ہاتھ آ گیا تو معاملات بے حد گھمبیر ہو جائیں گے کیونکہ وہ انتظامی آدمی ہے۔ فیلڈ کا آدمی نہیں ہے اور سنو۔ ہم نے کوٹھی جا کر اس نگرانی کرنے والے کا خاتمہ کرنا ہے اور پھر نئے میک اپ کر کے وہاں سے کسی دوسری جگہ شفٹ ہونا ہے۔ اس کے بعد راتوں رات ہم نے ہر قیمت پر یہاں سے نکلنا ہے''...... برائنڈ نے کہا تو جیکی نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے برائنڈ کی باتیں سن کر وہ خوفزدہ ہو گئی ہو۔ روز کلب پہنچ کر برائنڈ ایک علیحدہ جگہ پر رک گیا جبکہ جیکی فون پیس لے کر کلب کے اندر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو برائنڈ نے ایک خالی ٹیکسی روکی اور ڈرائیور کو روشن کالونی چلنے کا کہہ کر وہ دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ پھر برائنڈ نے ٹیکسی روشن کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس کے سامنے رکوائی اور ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دے کر اس نے رخصت کر دیا۔

''تعاقب کرنے والا یہاں تک پہنچ چکا ہے برائنڈ''...... جیکی نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے معلوم ہے''...... برائٹ نے جواب دیا اور پھر اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کوٹھی کے اندر موجود تھے۔ یہاں ان کے سیکشن کے دس افراد پہلے سے موجود تھے۔

''آرتھر۔ عالم پور سے ایک آدمی ہمارا تعاقب کرتا ہوا یہاں پہنچ چکا ہے۔ اس کا حلیہ، قدوقامت اور کار کے متعلق تفصیل میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ تم دو ساتھیوں کو عقبی طرف سے ساتھ لے جاؤ اور اس آدمی کو بے ہوش کر کے یہاں لے آؤ''...... برائٹ نے اپنے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس آدمی کا حلیہ اور دیگر تفصیلات بتا دیں۔

''یس باس''...... آرتھر نے جواب دیا۔

''لیکن یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ اس نے اس کوٹھی کے بارے میں اپنے کسی ساتھی کو بتا دیا ہو اور ہم یہاں اطمینان سے بیٹھے رہیں اور یہاں کسی ایجنسی کا ریڈ ہو جائے''...... جیکی نے کہا۔

''پھر ایسا ہے میڈم کہ ہم سامنے والی کوٹھی میں شفٹ ہو جاتے ہیں۔ وہ کوٹھی بھی ہم نے حاصل کر لی ہے تا کہ ایمرجنسی میں اسے استعمال کیا جا سکے''...... آرتھر نے کہا۔

''اوہ۔ گڈ آرتھر۔ ٹھیک ہے۔ پہلے ہم ادھر شفٹ ہو جاتے ہیں پھر تم جا کر اس آدمی کو بھی وہیں لے آنا''...... برائٹ نے کہا تو آرتھر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جسٹن روز کلب میں اپنے کمرے میں موجود تھا۔ برائٹ سے اس کی عام فون پر بات ہوئی تھی اور برائٹ کی یہ بات سن کر کہ اس کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے جسٹن بھی بے اختیار چونک پڑا تھا۔ اس کے ذہن میں اچانک ایک کھٹک سی پیدا ہوئی اور اسے یاد آ گیا کہ کئی روز سے وہ ایک آدمی کو کلب کی لابی میں دیکھ رہا ہے۔ بظاہر وہ ایک عام سا آدمی تھا اور اس نے جسٹن کی طرف توجہ بھی نہ کی تھی اس لئے جسٹن نے بھی اسے نظرانداز کر دیا تھا کیونکہ کلب میں بے شمار لوگ آتے جاتے رہتے تھے اور لابی میں بیٹھے رہتے تھے لیکن اس آدمی کو جسٹن نے بڑی باقاعدگی سے لابی میں بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اور پھر اس نے اسے رہائشی فلیٹس میں بھی آتے جاتے دیکھا تھا لیکن چونکہ یہ آدمی کبھی خصوصی طور پر اس کی طرف متوجہ نہ ہوا تھا اس لئے اس نے بھی اسے نظرانداز کر دیا تھا لیکن

اب برائڈ کی کال سننے کے بعد اس کے ذہن میں اس آدمی کے بارے میں کھٹک سی پیدا ہو گئی تھی لیکن چونکہ اس کا کام مکمل ہو چکا تھا اوراب اس نے صرف فون سیٹ کرنل جوڈی کو واپس کرنے تھے اور برائڈ کواس نے کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے والا فون سیٹ اسے روز کلب پہنچا دے اس لئے وہ اس آدمی کو شک کے باوجود چھیڑنا نہ چاہتا تھا اور بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ کیا واقعی اس کا شک درست بھی ہے یانہیں کہ اچانک اس کے کمرے میں موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جسٹن بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھاکر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... جسٹن نے کہا۔

''کاؤنٹر سے بول رہی ہوں سر۔ آپ کو پہنچانے کے لئے کاؤنٹر پر ایک خصوصی ساخت کا فون سیٹ موجود ہے۔ یہ فون سیٹ ایک غیر ملکی خاتون نے کاؤنٹر پر دیا ہے۔ میں اسے آپ کے کمرے میں بھجوا رہی ہوں۔ آپ برائے کرم اس کی رسید دے دیں تا کہ کاؤنٹر کے کاغذات میں موجود رہے اور اگر کسی بھی وقت وہ خاتون رسید طلب کرے تو اسے رسید دی جا سکے''...... کاؤنٹر گرل نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بھجوا دیں''...... جسٹن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

اب وہ سوچ رہا تھا کہ فون سیٹ ملتے ہی وہ دونوں فون سیٹ لے کر کرنل جوڈی کے بتائے ہوئے کلب کے مینجر کو دے دے گا۔ وہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو وہ اٹھا اور اس نے ڈورفون کا بٹن آن کر دیا۔

''کون ہے''...... جسٹن نے سخت لہجے میں کہا۔

''ویٹر۔ کاؤنٹر سے آیا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''اچھا''...... جسٹن نے کہا اور ڈور فون آف کر کے اس نے دروازہ کھول دیا۔ سامنے ایک ویٹر موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا۔

''اندر آ جاؤ''...... جسٹن کے ذہن میں ویٹر کو دیکھتے ہی ایک خیال آیا تو اس نے اسے اندر بلا لیا۔

''تھینک یو سر''...... ویٹر نے کہا اور اندر آ گیا تو جسٹن نے درواز بند کر دیا۔

''بیٹھو''...... جسٹن نے کہا تو ویٹر کرسی پر بیٹھ گیا۔ جسٹن نے اس کے ہاتھ سے پیکٹ لیا اور پھر اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ وہ واقعی وہی فون تھا جو اس نے برائڈ اور جیکی کو دیا تھا۔ اس نے اسے دوبارہ پیکٹ میں رکھ کر جیب میں ڈال لیا۔

''یہ رسید ہے جناب۔ اس پر دستخط کر دیں''...... ویٹر نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر جسٹن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو جسٹن نے کاغذ لے کر اسے پڑھا تو وہ ایک عام سی رسید تھی۔ اس نے اس پر دستخط کر کے کاغذ ویٹر کی طرف بڑھا دیا۔

''شکریہ جناب''...... ویٹر نے کاغذ لے کر اٹھتے ہوئے کہا۔

''بیٹھو۔ مجھے تم سے چند باتیں کرنی ہیں''......جسٹن نے کہا۔

''جی سر۔ حکم کیجئے''...... ویٹر نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو جسٹن نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکالا اور ویٹر کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ رکھ لو''......جسٹن نے کہا تو ویٹر نے نوٹ اس طرح جھپٹ لیا جیسے اسے خطرہ ہو کہ کہیں جسٹن کا ارادہ نہ بدل جائے۔

''تھینک یو سر۔ حکم سر''...... ویٹر کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

''میں تمہیں ایک آدمی کا حلیہ بتاتا ہوں جو اکثر یہاں لابی میں بیٹھا رہتا ہے''......جسٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

''یس سر۔ آپ اس کے بارے میں کیا پوچھنا چاہتے ہیں''۔ ویٹر نے کہا۔

''تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم اسے بہت اچھی طرح جانتے ہو''۔ جسٹن نے چونک کر کہا۔

''یس سر۔ میں کیا کلبوں کے تمام پرانے ویٹرز اسے اچھی طرح جانتے ہیں''...... ویٹر نے جواب دیا۔

''تمہارا نام کیا ہے''......جسٹن نے پوچھا۔

''میرا سر''...... ویٹر نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''ہاں۔ تمہارا نام پوچھ رہا ہوں''......جسٹن نے کہا۔

''میرا نام حسن بخش ہے جناب''...... ویٹر نے جواب دیا۔

''اچھا حسن بخش۔ اب بتاؤ کہ یہ آدمی کون ہے۔ پوری تفصیل سے بتاؤ لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ مجھے جھوٹ سے نفرت ہے''۔ جسٹن نے سرد لہجے میں کہا۔

''جناب۔ میں آپ جیسے اچھے آدمی کے سامنے جھوٹ کیوں بولوں گا۔ آپ نے مجھے کرسی پر بٹھا کر مجھ سے بات کی ہے۔ میرے لئے یہی عزت کافی ہے''...... ویٹر نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''اچھا بتاؤ۔ کون ہے یہ آدمی''......جسٹن نے کہا۔

''جناب۔ اس کا نام کوبرا بھی ہے اور ٹائیگر بھی۔ یہ زیر زمین دنیا کا معروف غنڈہ اور بدمعاش ہے لیکن تمام کارروائیاں اعلیٰ پیمانے پر کرتا ہے اور جناب سنا ہے کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے آدمی جس کا نام علی عمران ہے، کا شاگرد ہے''...... ویٹر نے جواب دیا تو جسٹن کا دل دھک سے رہ گیا۔

''اوہ۔ لیکن یہ یہاں کیوں ہے۔ وجہ''......جسٹن نے کہا۔

''جناب۔ میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں''...... ویٹر نے بے چارگی سے کہا۔

''او کے۔ تم جاؤ لیکن سنو۔ تم نے اس آدمی سے کوئی بات نہیں کرنی''......جسٹن نے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ آپ بے فکر ہیں''...... ویٹر نے جواب دیا

اور پھر وہ جسٹن کو سلام کر کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور مڑ کر ایک بار پھر جسٹن کو سلام کر کے وہ کمرے سے باہر چلا گیا تو جسٹن نے آگے بڑھ کر دروازے کو اندر سے لاک کیا اور پھر واپس جا کر وہ کرسی پر بیٹھا اور اس نے جیب سے وہ خصوصی فون نکال کر اس کو آن کیا لیکن پھر اچانک ایک خیال کے تحت اس نے اسے آف کر دیا اور کرسی سے اٹھ کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی تو اس کے اندر ایک سرخ رنگ کا فون پیس موجود تھا۔ یہ ایکریمین فون تھا اور اس کا تعلق ایک ایکریمین خلائی سیارے سے تھا۔ گو اس کے نقطہ نظر سے کرنل جوڈی والا اسرائیل سیٹلائٹ سے متعلقہ فون زیادہ قابل اعتماد تھا لیکن ویٹر کے منہ سے یہ سن کر کہ ٹائیگر کا تعلق سیکرٹ سروس کے علی عمران سے ہے تو وہ یکلخت ذہنی طور پر بے حد محتاط ہو گیا تھا۔ یہ سرخ فون وہ ایکریمیا سے اپنے ساتھ لایا تھا لیکن ابھی تک اس نے اسے استعمال نہ کیا تھا اور چونکہ وہ ٹائیگر کے بارے میں کرنل جوڈی سے بات کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے اسرائیلی فون استعمال کرنے کی بجائے اس سرخ فون کو استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے اس کو بجلی کے پلگ سے منسلک کیا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔ فون کے اوپر والے کنارے پر ایک سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور جسٹن نے تیزی سے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''یس''...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور یہ آواز سنتے ہی جسٹن پہچان گیا کہ بولنے والا کرنل جوڈی ہی ہے۔

''جسٹن بول رہا ہوں روز کلب سے''...... جسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ یس۔ کیا رہا آپ کے پلان کا''...... کرنل جوڈی نے چونک کر پوچھا۔

''پلان کامیاب ہوگیا ہے۔ مطلب ہے کہ آلہ ڈبل ایس ایکریمین سفارت خانے پہنچ چکا ہے اور وہاں سے ایکریمیا روانہ کر دیا گیا ہے جبکہ سرداور کو حکومت پاکیشیا کے حوالے کر دیا گیا ہے لیکن ہم ایک اور مخمصے میں پھنس گئے ہیں''...... جسٹن نے کہا۔

''کیا ہوا ہے''...... کرنل جوڈی نے چونک کر کہا۔

''برائنڈ اور جیکی کا بھی دارالحکومت آتے ہوئے تعاقب کیا گیا ہے۔ میں نے برائنڈ کو کہہ دیا ہے کہ وہ اس تعاقب کرنے والے کو پکڑ کر اس سے معلومات حاصل کرے اور وہ آسانی سے ایسا کر لے گا کیونکہ ان دونوں کے ساتھ یہاں اس کے سیکشن کے دس افراد بھی موجود ہیں اور بارہ افراد کے لئے ایک آدمی کو پکڑنا مشکل نہیں ہو گا لیکن میں یہاں اکیلا ہوں''...... جسٹن نے کہا۔

''تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے''...... کرنل جوڈی نے چونک کر پوچھا۔

''میری بھی یہاں ایک آدمی نگرانی کر رہا ہے۔ میں نے ویٹر سے اس آدمی کے بارے میں جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق اس کا نام ٹائیگر ہے اور یہ انڈر ورلڈ کا معروف غنڈہ اور بدمعاش ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کا شاگرد ہے''...... جسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو تم مجھ سے کیا چاہتے ہو''...... کرنل جوڈی نے پوچھا۔

''تمہارے پاس یہاں آدمی بھی ہیں اور اڈے بھی۔ اگر تم اس آدمی کو اپنے آدمیوں سے اغوا کرا کر کسی اڈے پر پہنچا دو اور پھر مجھے بھی وہاں پہنچوا دو تو میں اس آدمی سے ضروری پوچھ گچھ کر کے کرنل اسمتھ کو تفصیلی رپورٹ دے سکوں گا''...... جسٹن نے کہا۔

''یہ تو انتہائی معمولی بات ہے جسٹن۔ کیا حلیہ ہے اس آدمی کا اور کہاں موجود ہے''...... کرنل جوڈی نے کہا تو جسٹن نے تفصیل سے اس کا حلیہ، قدوقامت اور لباس کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''ٹھیک ہے۔ نصف گھنٹے کے اندر یہ کام ہو جائے گا اور میرا آدمی تمہارے کمرے میں پہنچ جائے گا۔تم نے ڈورفون سے اس کا نام پوچھنا ہے۔ وہ اپنا نام تھرسٹی بتائے گا۔تم اس کے ساتھ اطمینان سے چلے جانا۔ وہ تمہیں اس پوائنٹ پر لے جائے گا جہاں اس آدمی کو رکھا گیا ہوگا۔ جب تم اس سے پوچھ گچھ کر لو گے تو اسے گولی مار کر اس کی لاش وہیں گٹڑ میں ڈال دی جائے گی''...... کرنل

RAFREXO@HOTMAIL.COM

جوڈی نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ اور میں تمہارے دیئے ہوئے دونوں فون سیٹ تمہیں فوری طور پر واپس کرنا چاہتا ہوں۔تم نے جس کلب کے بارے میں بتایا تھا وہ تو کافی دور ہے۔ کیا میں یہ دونوں فون سیٹ تمہارے اس تھرسٹی کو دے دوں''...... جسٹن نے کہا۔

''ہاں۔ میں اسے کہہ دوں گا''...... کرنل جوڈی نے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو''...... جسٹن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا۔

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے ایک کم چوڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بلیک زیرو اکیلا موجود تھا۔ اس نے جینز کی پینٹ اور سرخ رنگ کی شرٹ پہنی ہوئی تھیں۔ چہرے پر گو مقامی میک اپ تھا لیکن اس مقامی میک اپ میں وہ صاف طور پر زیر زمین دنیا کا کوئی آدمی دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے گلے میں سرخ رنگ کے مفلر کو ٹائی کی طرح گانٹھ دے کر لپیٹ رکھا تھا اور اس نے دانستہ ایسا کیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مفلر کی یہ نشانی کافرستان کے ایک بڑے سینڈیکیٹ کے خاص آدمیوں کی مشہور نشانی تھی۔ اس سینڈیکیٹ کو عرف عام میں ریڈ مفلر بھی کہا جاتا تھا۔ اس کی دہشت کافرستان پر چھائی ہوئی تھی۔ بلیک زیرو کی جیب میں ایسے کاغذات موجود تھے جن سے ثابت ہوتا تھا کہ اس کا نام شنکر ہے اور اس کا تعلق ریڈ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مفلر کے گروپ اے سے ہے۔ یہ ایسا گروپ تھا جسے ریڈ مفلر سینڈیکیٹ میں سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی تھی۔ انہیں عرف عام میں ماسٹرز کہا جاتا تھا اس لئے شنکر بھی ماسٹر شنکر تھا اور کافرستان میں اس کا تعلق دارالحکومت سے تھا۔ بلیک زیرو نے یہ سب کچھ ایک خاص نظریئے کے تحت کیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ کرنل جوڈی لازماً اسرائیلی ایجنٹ ہے اور جہاں وہ چھپا ہوا ہے وہاں اس نے انتہائی سخت سائنسی حفاظتی انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں لازماً اس کے تربیت یافتہ افراد بھی ہوں گے اور اس کا کرنل جوڈی تک پہنچنا اس وقت تک ناممکن ہے جب تک وہ تمام حفاظتی انتظامات ختم نہ کر دے اور اس کے سارے آدمیوں کو بھی ہلاک کرنے کے بعد ہی وہ کرنل جوڈی تک پہنچ سکتا تھا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ یہ کارروائی بے حد طویل ثابت ہو سکتی ہے اس لئے اس نے کرنل جوڈی تک پہنچنے کے لئے شارٹ کٹ استعمال کیا تھا۔ ظاہر ہے کرنل جوڈی اگر اسرائیلی ایجنٹ ہے تو اس کی ہمدردیاں کافرستان سے ہوں گی اس لئے اس کے آدمی بھی اسے فوری ہلاک کرنے کی بجائے اسے کرنل جوڈی تک پہنچا دیں گے۔ اس طرح وہ آسانی سے کرنل جوڈی تک پہنچ جائے گا اور اسے یقین تھا کہ ایک بار وہ کرنل جوڈی تک پہنچ گیا تو پھر کوئی اس کا راستہ نہیں روک سکے گا۔ اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے جعفر آباد کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جبکہ ذہنی طور پر وہ کوئی ایسی کہانی

سوچنے میں مصروف تھا جس کی وجہ سے اس کو کرنل جوڈی تک پہنچا دیا جائے اور پھر آہستہ آہستہ ایک کہانی کا خاکہ اس کے ذہن میں ابھر آیا۔ گو اس کہانی میں اس کے نکتہ نظر سے بے شمار جھول تھے لیکن پھر بھی وہ اس سے مطمئن تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار جعفر آباد نامی اس قصبے میں داخل ہوگئی۔ اس نے کار ایک دکان کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ بوڑھے دکاندار کی طرف بڑھ گیا۔

''جی صاحب''...... بوڑھے دکاندار نے اس کی کار سے مرعوب ہوتے ہوئے کہا۔

''جعفر آباد کاٹن فیکٹری کہاں ہے''...... بلیک زیرو نے نرم لہجے میں پوچھا تو دکاندار نے اسے تفصیل سے پتہ بتانا شروع کر دیا۔

''وہاں کون رہتا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ان دنوں تو فیکٹری بند ہے جناب۔ وہاں چوکیدار ہی رہتا ہو گا''...... دکاندار نے جواب دیا۔

''یہ کس کی ملکیت ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو دکاندار چونک پڑا۔

''آپ کون ہیں اور کیوں یہ سب کچھ پوچھ رہے ہیں''۔ بوڑھے دکاندار نے اس بار قدرے مشکوک سے لہجے میں کہا۔

''میں کاٹن فیکٹری کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا ہوں۔ ان سب معلومات کی بنیاد پر حکومت مزید کاٹن فیکٹریاں کھلوانے کے لئے بھاری قرضے دے گی''...... بلیک زیرو نے ویسے ہی بات

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بنانے کے لئے کہہ دیا۔

''جی یہ فیکٹری یہاں کے مشہور زمیندار حاکم علی کی ہے۔ جعفر آباد کی دو تہائی زمین بھی ان ہی کی ملکیت ہے۔ ہم سب ان کی رعایا ہیں۔ وہ بہت بڑے آدمی ہیں''...... بوڑھے دکاندار نے جواب دیا۔

''کیا وہ یہیں رہتے ہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ وہ تو بڑے شہر میں رہتے ہیں۔ یہاں تو ان کا منیجر احمد خان رہتا ہے۔ فیکٹری سے ملحقہ اس کا ڈیرہ ہے جناب''۔ بوڑھے نے تو بلیک زیرو نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کار میں بیٹھ کر وہ اس طرف کو بڑھ گیا جہاں کے بارے میں دکاندار نے اسے بتایا تھا۔ وہ اب فیکٹری کے اندر جانے کی بجائے ڈیرے پر جا رہا تھا کیونکہ اتنی بات وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل جوڈی فیکٹری کی بجائے اسی ڈیرے میں ہی ہو گا۔ چونکہ دکاندار کے مطابق فیکٹری اور ڈیرہ ملحقہ تھا اور یقیناً نقشے میں فیکٹری تو دکھائی جا سکتی ہے ڈیرہ نہیں اس لئے عمران صاحب نے جس نقشے کو چیک کیا تھا وہاں فیکٹری ہی لکھی ہوئی ہو گی جبکہ کال یقیناً اس ڈیرے سے ہی اٹنڈ کی گئی ہو گی۔ تھوڑی دیر بعد وہ فیکٹری اور اس سے ملحقہ ڈیرے تک پہنچ گیا۔ ڈیرہ دیہاتی انداز کا تھا۔ بڑا سا پھاٹک تھا جو کھلا ہوا تھا۔ اندر ایک وسیع صحن تھا جس کے تینوں اطراف میں برآمدہ اور برآمدے کے پیچھے کمرے تھے۔ صحن میں دس بارہ چھوٹی بڑی چارپائیاں پڑی

تھیں۔ ایک طرف بیل گاڑی بھی موجود تھی جبکہ دوسری طرف ایک پرانے ماڈل کی بڑی سی جیپ بھی کھڑی تھی۔ البتہ کمرے بند تھے جبکہ صحن میں دو چارپائیوں پر چار دیہاتی آدمی بیٹھے تاش کھیلنے میں مصروف تھے۔ لیکن جیسے ہی بلیک زیرو کی گاڑی اندر داخل ہوئی وہ سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ بلیک زیرو نے گاڑی روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا تو ان چاروں میں سے ایک آدمی چارپائی سے نیچے اترا اور تیزی سے بلیک زیرو کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے دھوتی اور کرتہ پہنا ہوا تھا۔ وہ گٹھے ہوئے جسم اور درمیانے قد کا مالک تھا۔ مونچھیں چھوٹی تھیں لیکن تیروں کی طرح کھڑی تھیں۔

"آپ کون ہیں جی اور کس سے ملنا ہے"...... اس آدمی نے قریب آ کر قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"میرا نام شنکر ہے اور میں نے منیجر سردار احمد خان سے ملنا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا تو وہ آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا آپ کافرستانی ہیں"...... اس آدمی نے پوچھا۔

"ہاں"...... بلیک زیرو نے مختصر سا جواب دیا۔

"سردار احمد خان تو شہر گیا ہوا ہے۔ آپ پہلی بار آئے ہیں"۔ اس آدمی نے کہا۔

"ہاں۔ تمہارا کیا نام ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"میرا نام ساجن ہے جناب اور میں منیجر سردار احمد خان کا منشی ہوں"...... ساجن نے جواب دیا۔

"سنو۔ ادھر آؤ"...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کار کی دوسری سائیڈ پر چلا گیا تو ساجن بھی اس کے پیچھے کار کی دوسری سائیڈ پر پہنچ گیا۔ اب وہ چارپائی پر بیٹھے ہوئے ساتھیوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

"یہ لو۔ یہ رکھ لو"...... بلیک زیرو نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر ساجن کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا تو ساجن بے اختیار اچھل پڑا۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ کیوں۔ وجہ"...... ساجن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ رکھ لو۔ میرا تعلق کافرستان کے ریڈ مفلر سینڈیکیٹ سے ہے اور میں نے کرنل صاحب سے انتہائی ضروری ملنا ہے"...... بلیک زیرو نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"کرنل۔ کون کرنل"...... ساجن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ بلیک زیرو سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"وہ غیر ملکی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہاں تو کوئی غیر ملکی نہیں ہے"...... ساجن نے کہا تو بلیک زیرو اس بار واضح طور پر سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ رقم واپس کرو۔ اس سے آدھی رقم کسی اور کو دے

دوں گا تو وہ مجھے ان تک پہنچا دے گا''...... بلیک زیرو نے یکلخت سرد لہجے میں کہا۔

''آپ رچرڈ صاحب سے کیوں ملنا چاہتے ہیں''...... ساجن نے یکلخت سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

''مجھے اسے ایک انتہائی ضروری پیغام پہنچانا ہے اس لئے میں دارالحکومت سے آیا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو آپ کو دس پندرہ منٹ انتظار کرنا پڑے گا کیونکہ رچرڈ صاحب سردار احمد خان صاحب کے ساتھ قریبی قصبے میں کسی آدمی سے ملنے گئے ہیں اور انہیں گئے ہوئے دو گھنٹوں سے اوپر ہو گئے ہیں۔ بس وہ واپس آنے والے ہی ہوں گے۔ میں کمرہ کھول دیتا ہوں۔ آپ بیٹھیں''...... ساجن نے کہا۔

''کیا وہ دونوں اکیلے گئے ہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ رچرڈ صاحب کسی غیر ملک سے آئے ہوئے ہیں اور گزشتہ دو ماہ سے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ یہاں کی دیہاتی جڑی بوٹیوں پر ریسرچ کر رہے ہیں۔ آج بھی وہ اسی مقصد کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ ویسے بھی وہ فلاسفر سے لگتے ہیں۔ الجھے ہوئے خشک بال، چہرہ امچور کی طرح سوکھا ہوا، چھوٹی داڑھی، آنکھوں پر ہر وقت موٹے شیشوں والی عینک چڑھائے رہتے ہیں''...... ساجن جب بولنے پر آیا تو مسلسل بولتا چلا گیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ان کی واپسی کا انتظار کروں گا''...... بلیک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

زیرو نے کہا۔

''آیئے''...... ساجن نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ رقم وہ پہلے ہی جیب میں رکھ چکا تھا۔ پھر برآمدہ کراس کر کے بلیک زیرو، ساجن کے پیچھے چلتا ہوا ایک کمرے کے دروازے پر پہنچا جس پر تالا لگا ہوا تھا۔ ساجن نے جیب سے چابیوں کا ایک بڑا گچھا نکالا جس میں مختلف سائزوں اور رنگوں کی چھوٹی بڑی بہت سی چابیاں موجود تھیں۔ ساجن نے ایک چابی منتخب کی اور پھر اس کی مدد سے اس نے تالا کھولا اور دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں قالین بچھا ہوا تھا اور خاصا قیمتی اور جدید ساخت کا فرنیچر موجود تھا۔

''تشریف رکھیں جناب۔ میں آپ کے لئے خالص بوتل لے آتا ہوں''...... ساجن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں صرف سادہ پانی پیوں گا''...... بلیک زیرو نے اس کی خالص بوتل کا مطلب بخوبی سمجھتے ہوئے کہا۔

''نہیں سائیں۔ ڈیرے پر آنے والا مہمان سادہ پانی کیسے پی سکتا ہے۔ یہ تو سردار صاحب کی توہین ہے۔ چلو میں آپ کے لئے لیمن کی بوتل لے آتا ہوں''...... ساجن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وہ لے آؤ''...... بلیک زیرو نے کہا تو ساجن سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ البتہ اس نے دروازہ بند نہ کیا تھا۔ بلیک زیرو جانتا تھا کہ دیہات اور شہر کے متوسط طبقے میں دیسی ساخت

کی بوتلیں بے حد پسند کی جاتی تھیں۔ خاص طور پر ایسی بوتلیں جس میں لیموں کا ست شامل کیا جاتا تھا۔ اسے عرف عام میں لیمن کی بوتل کہا جاتا تھا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ساجن اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں لیمن کی بوتل تھی جس میں سٹرا ڈالا گیا تھا۔

''اور کوئی خدمت ہو تو بتائیں سائیں۔ باہر کچھ ملنے والے آئے ہوئے ہیں۔ میں ان سے دو باتیں کر لوں۔ رچرڈ صاحب اور سردار صاحب بھی ابھی آ جائیں گے''...... ساجن نے قدر خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں یہاں ان کا انتظار کر رہا ہوں۔ تم اپنا کام کرو''۔ بلیک زیرو نے کہا تو ساجن شکریہ ادا کر کے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ بلیک زیرو نے لیمن کی بوتل پینا شروع کر دی۔ اسے کچھ پیاس بھی محسوس ہو رہی تھی اور پھر بوتل کا ذائقہ بھی بے حد اچھا تھا اس لئے وہ چند لمحوں میں پوری بوتل پی گیا۔ اس نے خالی بوتل سامنے میز پر رکھی اور سر گھما کر کمرے کا جائزہ لینے لگا لیکن پھر اچانک اسے محسوس ہوا کہ اس کے معدے میں اینٹھن سی ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کا سر تیزی سے گھومنے لگ گیا۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن اس کا ذہن تیزی سے تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا اور بلیک زیرو کے ذہن میں آخری خیال یہی ابھرا کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہونے کے باوجود ایک عام سے دیہاتی کے ہاتھوں مار کھا گیا ہے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں اکیلا موجود تھا۔ بلیک زیرو کرنل جوڈی کا شکار کرنے جعفر آباد گیا ہوا تھا۔ عمران یہاں اس لئے موجود تھا کہ اس وقت سرداور والے کیس کی پوزیشن انتہائی سیریس تھی۔ اس نے صفدر کو کہہ دیا تھا کہ وہ برائنڈ اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوش کر کے جولیا کو کال کرے اور جولیا سے اس نے کہہ دیا تھا کہ صفدر کی کال آنے پر وہ اسٹیشن ویگن اور دو ساتھیوں کو صفدر کے پاس بھجوا دے تاکہ برائنڈ اور اس کے ساتھیوں کو رانا ہاؤس منتقل کیا جا سکے۔ ٹائیگر کو اس نے جسٹن کو روز کلب سے اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچانے کا کہا تھا جبکہ بلیک زیرو نے کرنل جوڈی کو لے کر یہاں دانش منزل پہنچنا تھا کیونکہ وہ بلیک زیرو کو جوانا کے سامنے نہ لے آنا چاہتا تھا۔ کرنل جوڈی سے یہیں پوچھ گچھ ہو سکتی تھی کیونکہ کرنل جوڈی کا براہ راست کوئی تعلق برائنڈ

اور جسٹن اور اس کے مشن سے نہ تھا۔ البتہ اس نے اسرائیلی خلائی سیارے سے لنکڈ دونوں فون پیس انہیں دیئے تھے اور وہ اسی سلسلے میں اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا جبکہ کیپٹن شکیل اپنے ساتھیوں سمیت سرداور کی نگرانی کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''کیپٹن شکیل بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''سرداور بخیر و عافیت اپنی لیبارٹری میں پہنچ چکے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''راستے میں کوئی پرابلم یا کوئی خاص بات''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں سر۔ ہم بے حد محتاط اور چوکنا رہے ہیں لیکن کچھ نہیں ہوا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبا دیا۔ دوبارہ ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ریڈ لیبارٹری''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ سرداور سے بات کرائیں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ عمران صاحب آپ۔ میں ڈاکٹر مسعود بول رہا ہوں۔ سرداور ابھی یہاں پہنچے ہیں۔ ان کی ذہنی اور جسمانی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ وہ تقریباً نیم بے ہوشی کے عالم میں ہیں اس لئے ہم نے فوری طور پر لیبارٹری کے ڈاکٹر کو کال کیا ہے۔ وہ انہیں چیک کر رہے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ڈاکٹر کب چیک اپ سے فارغ ہو گا''...... عمران نے پوچھا۔

''اب میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب''...... ڈاکٹر مسعود نے کہا۔

''ڈاکٹر سے میری بات کراؤ فون پر۔ فوری''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ اچھا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ میں ڈاکٹر عرفان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک اور سنجیدہ سی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کی آواز بتا رہی تھی کہ وہ ادھیڑ عمر آدمی ہے۔

''ڈاکٹر صاحب۔ سرداور کی کیا پوزیشن ہے۔ اگر آپ کی نظر میں مناسب ہو تو انہیں سپیشل ہسپتال پہنچا دیا جائے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں جناب۔ ایسی کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ انہیں ایک ایسی دوا دی گئی ہے جس سے وہ نیم

بے ہوشی کی حالت میں آ گئے ہیں اور جب انہیں کوئی حکم دیا جائے تو وہ اس کی معمول کی طرح تعمیل کرتے ہیں۔ میں نے انجکشن لگا دیئے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر وہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے''...... ڈاکٹر عرفان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ پوری طرح مطمئن ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ انہیں کوئی ذہنی یا جسمانی طور پر نقصان پہنچ جائے۔ ایسا ہوا تو یہ ملک وقوم کے لئے انتہائی نقصان دہ ہوگا''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں۔سرداور بھی مجھ پر مکمل اعتماد کرتے ہیں''...... ڈاکٹر عرفان نے جواب دیا۔

''اوکے۔ میں ایک گھنٹے بعد دوبارہ فون کروں گا''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر میز پر پڑی ہوئی ایک کتاب اٹھا کر پڑھنے لگا کیونکہ وہ فارغ بیٹھا نہ رہ سکتا تھا۔ اسے ٹائیگر، صفدر یا جوزف کی طرف سے کال کا انتظار بھی تھا۔ جعفر آباد چونکہ مضافاتی علاقہ تھا اس لئے عمران کو معلوم تھا کہ بلیک زیرو کو خاصا وقت لگ سکتا ہے۔ پھر وہاں لازماً انتہائی سخت انتظامات بھی ہوں گے لیکن عمران کو یقین تھا کہ بلیک زیرو آسانی سے ہر قسم کے حالات اور معاملات سے نمٹ سکتا ہے اس لئے اس کی طرف سے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔ پھر ایسی ہی باتیں سوچتے ہوئے ایک گھنٹہ گزر گیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ریڈ لیبارٹری''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں ڈاکٹر مسعود بول رہا ہوں۔ سرداور کی حالت اب بہت بہتر ہے۔ آپ ہولڈ کریں میں فون اٹھا کر ان کے پاس لے جاتا ہوں اور آپ کی بات کراتا ہوں''...... ڈاکٹر مسعود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی فون پر خاموشی طاری ہوگئی۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد سرداور کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں سرداور''...... عمران نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''عمران۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ مجھے تو کچھ یاد نہیں آ رہا۔ صرف اتنا یاد ہے کہ کار روک کر چند لوگوں نے کار کا دروازہ کھول کر مجھے اور ڈرائیور کو کھینچ کر زبردستی اپنی کار میں بٹھایا اور میرے سر پر چوٹ لگی اور میں بے ہوش ہوگیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے تو میں یہاں لیبارٹری میں ہوں۔ ڈاکٹر مسعود مجھے صرف اتنا بتا سکا ہے کہ مجھے اغوا کر لیا گیا تھا اور پھر ابھی ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے سرسلطان کے آدمی مجھے نیم بے ہوشی کے عالم میں یہاں چھوڑ گئے

ہیں اور پھر ڈاکٹر عرفان نے میرا علاج کیا ہے اور میں ذہنی طور پر ہوش میں آیا ہوں۔ ڈاکٹر مسعود نے ہی مجھے بتایا ہے کہ تمہارا پہلے بھی فون آیا تھا اور اب دوبارہ آئے گا۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ مجھے تفصیل بتاؤ''...... سرداور نے تیز تیز لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران نے انہیں مختصر طور پر وہ کچھ بتا دیا جس سے وہ کسی حد تک مطمئن ہو سکتے تھے کیونکہ عمران کے مطابق اس وقت انہیں ذہنی طور پر مطمئن کرنا ضروری تھا۔

''تو تم نے میری جان بچانے کے لئے وہ آلہ انہیں واپس کر دیا ہے۔ ایسا کیوں کیا ہے تم نے۔ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ آج نہیں تو کل مر جاؤں گا لیکن وہ آلہ تو پاکیشیا کے مستقبل میں کام آتا''...... سرداور نے کہا تو عمران ان کے خلوص پر بے اختیار مسکرا دیا۔

''آپ کی زندگی پاکیشیا کے لئے ایسے ہزاروں آلات سے بھی زیادہ قیمتی ہے اور یہ بھی سن لیں کہ آپ کے اغوا ہونے سے چند گھنٹوں بعد سے لے کر آپ کے لیبارٹری پہنچنے تک آپ ہماری نظروں میں رہے ہیں۔ جہاں تک اس آلے کا تعلق ہے تو میں نے اس کو کھول کر اس کا مکمل ڈایاگرام تیار کر لیا ہے اور پھر دوبارہ وہ آلہ اسمبل کر کے انہیں دیا ہے اس لئے آلے کا مکمل فارمولا، ڈایاگرام سمیت میرے پاس موجود ہے۔ اس طرح تین کام بیک وقت ہو گئے۔ آپ بخیر و عافیت واپس آ گئے۔ انہیں وہ آلہ مل گیا

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اور وہ مطمئن ہو گئے اور آخری بات یہ کہ اب ہم جتنی تعداد میں چاہیں گے خاموشی سے یہ آلے تیار کر لیں گے۔ اب آپ بتائیں کہ کیا یہ سودا برا رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ مجھے دراصل خیال نہیں رہا تھا کہ تم ماشاء اللہ موجود ہو اور تمہاری موجودگی میں مجھ سمیت کسی کو بھی پاکیشیا کے مفادات کے تحفظ کے سلسلے میں فکرمند نہیں ہونا چاہئے''...... سرداور نے کہا۔

''یہ آپ کی مہربانی ہے سرداور۔ بہرحال اب میں مطمئن ہو گیا ہوں کہ آپ کا ذہن ٹھیک کام کر رہا ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سرداور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے اور عمران نے بھی مسکراتے ہوئے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ پھر جب ایک گھنٹہ مزید گزر گیا اور کسی طرف سے بھی کوئی اطلاع نہ آئی تو عمران نے سامنے موجود ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر اسے آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور''...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا لیکن دوسری طرف سے کافی دیر تک کال ہی اٹنڈ نہ کی گئی تو عمران کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے

ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''روز کلب کا نمبر دیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''روز کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''آپ کے کلب میں مسٹر جسٹن رہائش پذیر ہیں۔ ان سے بات کرا دیجئے۔ میرا نام وکٹر ہے''...... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔

''ہیلو سر''...... چند لمحوں بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''یس''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ مسٹر جسٹن نصف گھنٹہ پہلے کمرہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کہاں گئے ہیں۔ کیا آپ معلوم کر سکتی ہیں۔ مجھے ان سے انتہائی ضروری بات کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''سوری سر۔ ہمیں اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں سی ابھر آئی تھیں۔ اگر ٹائیگر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اسے اغوا کر کے لے جاتا تو لامحالہ یہی جواب ملتا کہ وہ کمرے میں موجود نہیں ہے جبکہ اب کہا جا رہا ہے کہ وہ باقاعدہ کمرہ چھوڑ گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے اغوا نہیں کیا گیا۔

''پھر ٹائیگر کہاں ہے۔ وہ کال بھی اٹنڈ نہیں کر رہا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں سر''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''سر۔ باوجود شدید انتظار کے صفدر کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی تو میں نے کیپٹن شکیل اور تنویر کو روشن کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس کو چیک کرنے کے لئے بھیجا۔ ان کی کال آئی ہے کہ کوٹھی خالی ہے۔ البتہ وہاں ایسے آثار موجود ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں لوگ رہتے رہے ہیں''...... جولیا نے جواب دیا تو عمران کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے۔

''صفدر کی کار وہاں موجود ہے یا نہیں''...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''یس سر۔ صفدر کی کار پارکنگ میں موجود ہے''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''انہیں کہو کہ تلاش جاری رکھیں۔ ویسے صفدر بے حد ذمہ دار اور ہوشیار آدمی ہے۔ وہ خود ہی گیا ہے۔ کسی وقت تم سے رابطہ کر لے گا''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا لیکن اب اس کا ذہن گھومنے لگ گیا تھا کیونکہ ٹائیگر، جسٹن سمیت غائب ہو چکا تھا۔ صفدر، برائنڈ اور اس کے ساتھیوں سمیت غائب تھا جبکہ بلیک زیرو نے اس سے ابھی تک رابطہ نہیں کیا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر دیوار پر موجود کلاک کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر بلیک زیرو کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور''...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا لیکن جب کافی دیر تک کال اٹنڈ ہی نہ کی گئی تو عمران نے ایک بار پھر طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''حیرت ہے۔ بہت ہی پراسرار طور پر غائب ہو گئے ہیں یہ سب''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے تحت اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''رانا ہاؤس''...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ ٹائیگر پہنچا ہے یہاں''...... عمران نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''نو باس۔ ابھی تک کوئی بھی نہیں پہنچا۔ میں ان کا انتظار کر رہا ہوں''...... جوزف نے جواب دیا۔

''جیسے ہی کوئی پہنچے مجھے تم نے فوری اطلاع دینی ہے''۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... جوزف نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اب ظاہر ہے سوائے انتظار کرنے کے وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

صفدر کا شعور بیدار ہوا تو وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ وہ روشن کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس کے باہر ہونے کی بجائے ایک بڑے سے تہہ خانے میں کرسی پر رسیوں سے جکڑا ہوا بیٹھا ہے۔ اس کے ذہن میں فلمی مناظر کی طرح بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات گھومتے چلے گئے۔ وہ ویگارو ہوٹل سے برانڈ اور جیکی کا تعاقب کرتا ہوا دارالحکومت کی مضافاتی کالونی جسے روشن کالونی کہا جاتا تھا کی کوٹھی نمبر اٹھائیس پر پہنچا تھا۔ برانڈ اور جیکی کی کار اس کوٹھی میں داخل ہو گئی تھی اور صفدر جب تعاقب کرتا ہوا اس کوٹھی کے گیٹ کے سامنے سے گزرا تو اسی وقت برانڈ اور جیکی کی کار کھلے پھاٹک سے اندر داخل ہو رہی تھی تو اس نے کوٹھی میں چار پانچ مسلح افراد کو بھی دیکھا تھا اس لئے اس نے کوٹھی سے کچھ فاصلے پر موجود پارکنگ میں کار روکی اور پھر قریب ہی موجود پبلک فون

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بوتھ سے اس نے چیف کو کال کر کے ساری سچویشن بتا دی تو چیف نے اسے ہدایت دی کہ وہ کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے خود اندر جا کر چیکنگ کرے اور پھر جولیا کو کال کر کے بے ہوش ہونے والے تمام افراد کو رانا ہاؤس منتقل کرنے کا انتظام کرے۔

چنانچہ صفدر نے فون بوتھ سے باہر آ کر کار کی سائیڈ سیٹ کے نیچے بنے ہوئے خانے سے بے ہوش کر دینے والی گیس کا مخصوص پسٹل نکالا اور کار کو لاک کر کے وہ اس کوٹھی کی سائیڈ گلی کی طرف بڑھنے لگا۔ وہاں سڑک پر کافی لوگ پیدل بھی آ جا رہے تھے۔ پھر صفدر جیسے ہی گلی کا موڑ مڑا اچانک اس کی ناک سے ایک تیز لیکن نامانوس سی بو ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریک پڑ گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے اور اب ہوش آنے کے بعد اس نے اپنے آپ کو ایک وسیع تہہ خانے میں کرسی پر رسیوں سے جکڑا ہوا بیٹھا پایا تھا۔ صفدر اب اتنی بات تو بہرحال سمجھ گیا تھا کہ وہ برانڈ اور اس کے ساتھیوں کی قید میں ہے اور اسے نہ صرف چیک کر لیا گیا تھا بلکہ آسانی سے بے ہوش کر کے یہاں پر لے آیا گیا تھا اور صفدر کے لحاظ سے یہ اس کی اپنی لغزش تھی کہ وہ چیک کر لیا گیا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اب اس پر تشدد کر کے اس سے معلومات حاصل کی جائیں گی۔

چنانچہ اس نے رہا ہونے کے لئے اپنے ہاتھوں کو حرکت دینا

شروع کر دی اور اس کی انگلیوں نے گانٹھ کو کھولنے کی کوشش شروع کردی لیکن کافی دیر تک کوشش کے باوجود اسے کوئی کامیابی نہ ہوئی تو اس نے کرسی کو جھکولے دے کر نیچے گرا کر توڑنے اور اس طرح رسیاں ڈھیلی کرنے کے بارے میں سوچا ہی تھا کہ اس تہہ خانے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور تین افراد تین کرسیاں اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے صفدر سے کچھ فاصلے پر تینوں کرسیاں ایک قطار میں رکھیں اور پھر تیزی سے ہٹ کر وہ دروازے کے قریب دیواروں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اپنے کاندھوں سے لٹکنے والی مشین گنیں اتار کر اپنے ہاتھوں میں لے لی تھیں۔ ان تینوں کے چہرے سخت اور سپاٹ تھے اور وہ ایسی نظروں سے صفدر کو دیکھ رہے تھے جیسے صفدر انسان ہونے کی بجائے کوئی اور مخلوق ہو۔

اب صفدر سوچ رہا تھا کہ اسے کس طرح ان رسیوں سے نجات مل سکتی ہے لیکن کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ ان لوگوں نے اسے باندھا ہی اس انداز میں تھا کہ اس کے لئے معمولی سی حرکت کرنا بھی بظاہر ناممکن ہو گیا تھا۔ صفدر کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آزاد تھیں۔ اس نے ان آزاد انگلیوں کی مدد سے کوئی گانٹھ تلاش کرنے اور اسے کھولنے کی کوشش کی لیکن باندھنے والے نے شاید دانستہ اسے اس انداز میں باندھا تھا کہ اس کی انگلیاں کسی گانٹھ تک نہ پہنچ سکیں۔ چند لمحوں بعد خودبخود بند ہو جانے والا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دو مرد اور ایک عورت اندر داخل ہوئے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ان کے عقب میں دروازہ ایک بار پھر خودبخود بند ہو گیا۔ صفدر انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔ ان میں سے ایک مرد برائنڈ تھا جبکہ عورت جیکی تھی مگر دوسرا مرد صفدر کے لئے اجنبی تھا۔ وہ تینوں آ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ درمیان والی کرسی پر عورت جبکہ اس کے دونوں اطراف میں دونوں مرد بیٹھ گئے تھے۔ لیکن صفدر نے دوسرے اجنبی مرد کے بیٹھنے کے انداز سے ہی معلوم کر لیا تھا کہ وہ برائنڈ اور جیکی کا ماتحت ہے کیونکہ وہ اس وقت تک کھڑا رہا تھا جب تک کہ یہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ نہ گئے تھے۔

”سنو۔ ہمیں معلوم ہے کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور تم ویگارو ہوٹل سے ہمارا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے اور یہ بھی سن لو کہ چاہے تم نے اپنے ساتھیوں کو ہماری کوٹھی کی نشاندہی فون یا ٹرانسمیٹر پر کر دی ہو تب بھی وہ یہاں تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ ہم نے تمہیں اغوا کرتے ہی وہ کوٹھی فوری طور پر چھوڑ دی تھی اور اب ہم ایک مختلف کالونی اور مختلف کوٹھی میں ہیں اس لئے اگر تم کسی کی آمد کے انتظار میں ہو تو یہ انتظار ترک کر دو“۔ برائنڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ذہن میں بٹھا لو کہ میرا کوئی تعلق کسی سروس سے نہیں ہے۔ میرا تعلق سپیشل پولیس سے ہے اور یقیناً اگر تم نے میری تلاشی لی ہو گی تو میری جیب سے تمہیں سپیشل پولیس کا سرکاری کارڈ مل گیا ہو گا۔ دوسری بات یہ بھی ذہن نشین کر لو کہ میرا

مقصد تمہیں یا تمہارے ساتھیوں کو کسی قسم کا نقصان پہنچانا نہیں تھا ورنہ اگر ایسا ہوتا تو ویگارو ہوٹل سے دارالحکومت کے درمیان طویل فاصلے کے دوران تم دونوں کو آسانی سے پکڑا جا سکتا تھا اور جس طرح تم نے مجھے یہاں باندھ کر بٹھا رکھا ہے اس طرح تم دونوں کو بھی سپیشل پولیس ہیڈکوارٹر لے جایا جاتا اور وہاں جا کر تم دونوں بڑی آسانی سے اپنے ساتھیوں اور ان کی رہائش گاہ کے بارے میں منہ کھول دیتے لیکن حکومت صرف اتنی بات چاہتی تھی کہ حکومت نے جو ڈیل کی ہے اس میں کوئی گڑبڑ کسی بھی سطح پر نہ ہو سکے۔ جب تم پاکیشیا سے چلے جاتے تو ہماری ڈیوٹی بھی ختم ہو جاتی''۔ صفدر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں برائنڈ کی طرح مسلسل بولتے ہوئے جواب دیا۔

''ایسے کارڈز تو ہر ایجنسی کے افراد کے پاس ہوتے ہیں۔ البتہ تمہاری جیب سے بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول فائر کرنے والا پسٹل بھی برآمد ہوا ہے اور تم جس جگہ سے اغوا کئے گئے ہو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم یہ گیس کوٹھی میں فائر کرنا چاہتے تھے اور سپیشل پولیس والے ایسے کام نہیں کیا کرتے''...... برائنڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ تمہاری اپنی مرضی ہے کہ تم جو چاہو سوچتے رہو۔ جو حقیقت تھی وہ میں نے بتا دی ہے''...... صفدر نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''برائنڈ۔ یہ آدمی بے حد تربیت یافتہ ہے۔ جب تک تم اس کی کھال نہ اتارو گے یہ کچھ نہیں بتائے گا''...... اچانک ساتھ بیٹھی ہوئی عورت نے منہ بگاڑ کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے جیکی۔ لیکن پہلے چند ابتدائی باتیں ہو جائیں۔ یہ چاہے جتنا بھی تربیت یافتہ ہو بہرحال رسیوں کی گرفت سے آزاد نہیں ہو سکتا اور ہو بھی جائے تب بھی اپنی ہڈیاں تڑوائے گا''...... برائنڈ نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو''...... جیکی نے کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... برائنڈ نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''صفدر سعید''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس کا ذہن ساتھ ساتھ مسلسل یہاں سے رہائی اور برائنڈ اور جیکی کو بے ہوش کر کے رانا ہاؤس منتقل کرنے کے بارے میں تجویزیں سوچ رہا تھا لیکن حقیقت یہ تھی کہ کوئی ایک تجویز بھی اس کے ذہن میں نہ آ رہی تھی۔

''تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم اپنے چیف اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں تفصیل خود ہی بتا دو۔ ہم نے اپنا ملکیتی آلہ تو پاکیشیا سے واپس حاصل کر لیا لیکن ایک اہم فارمولا تمہارے چیف کی تحویل میں ہے اور اب ہم نے اسے حاصل کرنا ہے''۔ برائنڈ نے کہا۔

''جس طرح تم نے آلہ واپس حاصل کیا تھا اس کے ساتھ ہی

فارمولے کی ڈیمانڈ بھی کر دیتے''...... صفدر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی جس طرح کیمرے کی فلیش گھپ اندھیرے میں چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی رسیوں سے رہائی کے لئے ایک تجویز آ گئی تھی۔

''یہ ہمارے چیف کا کام ہے کہ وہ کیا کرتا ہے اور کیا سوچتا ہے۔ جو میں نے پوچھا ہے تم وہ بتاؤ''...... برائنڈ کا لہجہ سرد ہو گیا۔

''میں سب کچھ ایک شرط پر بتا سکتا ہوں''...... صفدر نے کہا تو برائنڈ کے ساتھ ساتھ جیکی اور اس کے ساتھ بیٹھا ہوا دوسرا آدمی بھی بے اختیار چونک پڑا۔

''کیسی شرط''...... برائنڈ نے چونک کر پوچھا۔

''تمہارے اور تمہاری بیوی کے علاوہ باقی افراد کو کمرے سے باہر بھجوا دو اور دروازہ اندر سے لاک کر دو''...... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''سوری۔ یہ سب میرے سیکشن کے افراد ہیں اور ہمیں ان پر مکمل بھروسہ ہے''...... برائنڈ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''پہلی بات تو یہ ہے کہ میں رسیوں میں جکڑا ہوا ہوں۔ تم بے شک رسیاں چیک کرا لو۔ ظاہر ہے میں سوائے زبان کو حرکت دینے کے اور کوئی حرکت نہیں کر سکتا۔ دوسری بات یہ کہ جو کچھ تم پوچھنا چاہتے ہو یہ ایسا سیکرٹ ہے جس کے پیچھے پوری دنیا پاگل ہو رہی ہے اور آج تک کامیاب نہیں ہو سکی اور میں تمہیں اس لئے بتانے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

پر آمادہ ہو گیا ہوں کہ تم بہرحال کسی سرکاری ایجنسی کے آدمی ہو۔ کسی مجرم تنظیم سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ جو میں نے کہہ دیا ہے وہ فائنل ہے اور اب مجھے جیکی کی بات پر یقین آ گیا ہے کہ تم صرف وقت گزاری کے لئے یہ سب باتیں کر رہے ہو یا دوسرے لفظوں میں تم ہمیں احمق بنانے پر تلے ہوئے ہو اس لئے میں تمہیں صرف ایک منٹ دیتا ہوں۔ اگر تم نے ایک منٹ کے اندر سب کچھ بتا دیا تو ٹھیک ورنہ میرا آدمی آرتھر تمہارے پورے جسم پر خنجر سے زخم ڈال کر ان پر سرخ مرچیں چھڑک دے گا۔ بولو''...... برائنڈ نے انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''میں نے کارسوما کی تربیت لی ہوئی ہے مسٹر برائنڈ اس لئے تمہارے کسی تشدد کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔ زیادہ سے زیادہ تم مجھے ہلاک کر دو گے۔ کر دو۔ میں نے صرف تمہیں سرکاری ایجنسی کا آدمی سمجھتے ہوئے سب کچھ بتانے پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ تم نہیں مانتے تو جو تمہاری مرضی آئے کر لو۔ تم میری زبان نہیں کھلوا سکو گے''......صفدر نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر بہتر ہے کہ تمہیں ختم کر دیا جائے''...... برائنڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ صفدر کی طرف کر دیا۔

''مجھے ہلاک کرنے سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا''......صفدر نے اسی

طرح اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر تم نہیں بتاؤ گے تو پھر آخری حل تو یہی ہے کہ تمہارا خاتمہ کر دیا جائے''...... برائنڈ نے کہا۔

''میں تو بتانے کے لئے تیار ہوں لیکن تمہارے ماتحتوں کے سامنے نہیں''...... صفدر نے جواب دیا تو برائنڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور مشین پسٹل واپس جیب میں رکھ کر وہ جیکی کے ساتھ بیٹھے ہوئے آرتھر سے مخاطب ہوا۔

''آرتھر''...... برائنڈ نے کہا۔

''یس باس''...... آرتھر نے چونک کر کہا۔

''اس آدمی کی رسیاں چیک کرو''...... برائنڈ نے کہا تو آرتھر ایک جھٹکے سے اٹھا اور صفدر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے واقعی بڑے محتاط انداز میں رسیاں چیک کیں اور پھر واپس برائنڈ اور جیکی کی طرف بڑھ گیا۔

''آل از اوکے باس''...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم اپنے آدمیوں کو لے کر باہر چلے جاؤ''۔ برائنڈ نے کہا۔

''یس باس''...... آرتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازے کے قریب موجود تینوں مسلح افراد کو بھی باہر جانے کا اشارہ کر دیا۔ آرتھر کے بعد وہ تینوں بھی تہہ خانے سے باہر جا چکے تھے۔

''جیکی۔ تم دروازے کو اندر سے لاک کر دو''...... برائنڈ نے

ساتھ بیٹھی ہوئی جیکی سے کہا۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے برائنڈ۔ مجھے لگتا ہے کہ ہمیں بے وقوف بنایا جا رہا ہے''...... جیکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں ہوگا۔ تم فکر مت کرو''...... برائنڈ نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیکی اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی اور پھر اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا اور پھر واپس آ کر برائنڈ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

''اب تو تمہاری شرط پوری ہو گئی ہے۔ اب بولو''...... برائنڈ نے کہا۔

''مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو۔ سخت پیاس کی وجہ سے میرے حلق میں کانٹے سے پڑ رہے ہیں۔ مجھ سے درست طور پر بولا بھی نہیں جا رہا''...... صفدر نے کہا۔

''یہ آخر تم کیا کر رہے ہو۔ کیا تم پاگل ہو۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ تم ان رسیوں سے آزاد ہو جاؤ گے اور کیا تمہارا خیال ہے کہ اگر تم کسی طرح آزاد بھی ہو جاؤ تو تم میرا اور جیکی کا مقابلہ کر سکو گے۔ ہم دونوں نے مارشل آرٹ میں بلیک بیلٹ لی ہوئی ہے''...... برائنڈ نے اس بار غصیلے لہجے میں قدرے چیختے ہوئے کہا۔

''میں نے صرف پانی ہی مانگا ہے۔ یہ تو نہیں کہا کہ تم میری رسیاں کھول دو۔ آخر تمہیں غصہ کس بات پر آ رہا ہے''...... صفدر نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو برائنڈ ایک جھٹکے سے اٹھا اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ایک سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی تو اس کے سب سے نچلے خانے میں پانی کی بھری ہوئی بوتلیں موجود تھیں۔ جیکی ہونٹ بھینچے کرسی پر خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر الجھن نمایاں تھی۔ یقیناً اسے بھی صفدر کی فرمائشیں سمجھ میں نہ آ رہی تھیں۔ برائٹ نے صفدر کے قریب آ کر بوتل کا ڈھکن کھول کر ایک طرف پھینکا اور بوتل صفدر کے منہ سے لگا دی۔ صفدر نے اس طرح پانی پینا شروع کر دیا جیسے پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے کہ اچانک صفدر نے اپنے پیروں پر زور دے کر لکڑی کی اس کرسی کو زور دار جھٹکے سے پیچھے کی طرف جھکولا دیا۔ اس کے اچانک اس طرح کرنے سے بوتل صفدر کے منہ سے نکل گئی اور اس میں سے پانی نیچے گرنے لگا جسے روکنے کے لئے برائٹ نے ہاتھ اونچا کیا ہی تھا کہ اچانک وہ چیختا ہوا فضا میں اٹھا اور گھوم کر عقبی دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا اور پھر چیختا ہوا عین اس وقت نیچے فرش پر گرا جب صفدر کرسی سمیت پہلے ہی فرش پر گر چکا تھا۔ صرف دو چار لمحوں کا ہی فرق پڑا تھا۔ صفدر پہلے نیچے گرا اور پھر برائٹ چیختا ہوا اس کے سینے پر آ گرا تھا۔ نیچے گرتے ہی برائٹ نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے صفدر کی دونوں ٹانگیں اس کی طرف مڑیں اور اس کے سینے پر پڑے ہوئے برائٹ کی پشت پر اس کے دونوں بوٹوں کی ٹو پوری قوت سے پڑیں اور کمرہ برائٹ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا جبکہ جیکی اس دوران چیختی ہوئی کرسی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سے اٹھی اور دوڑتی ہوئی ان کی طرف بڑھی لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے صفدر برائٹ کی پشت پر ضربات لگا چکا تھا اور برائٹ چیختا ہوا پلٹ کر سائیڈ میں فرش پر جا گرا تھا۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا تمہیں۔ کیا ہوا ہے"...... جیکی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں چیخ کر فرش پر پڑے پھڑکتے ہوئے برائٹ کی طرف لپکتے ہوئے کہا لیکن جیسے ہی وہ قریب پہنچی صفدر کا بندھا ہوا جسم یکلخت کرسی سمیت اچھلا اور جیکی چیختی ہوئی اچھل کر سائیڈ پر جا گری جبکہ صفدر دوبارہ ایک دھماکے سے فرش پر کرسی سمیت جا گرا۔ جیکی نیچے گر کر یکلخت ہی بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور کسی خونخوار بلی کی طرح غراتی ہوئی فرش پر ساکت پڑے ہوئے برائٹ کو پھلانگتی ہوئی فرش پر کرسی سمیت پڑے ہوئے صفدر پر جھپٹی ہی تھی کہ صفدر کی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے اوپر کو اٹھیں اور کمرہ جیکی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا لیکن چیخ آخر میں اس کے حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئی تھی اور وہ ایک دھماکے سے فرش پر گری اور ساکت ہو گئی۔ صفدر نے ٹانگیں اٹھا کر اس کی گردن میں قینچی کی طرح ڈال کر اپنے جسم کو کرسی سمیت مخصوص انداز میں گھما دیا تھا جس کے نتیجے میں جیکی کی گردن ٹوٹنے سے تو بچ گئی البتہ زور دار جھٹکے کی وجہ سے اس کا دم گھٹ گیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر گئی جبکہ برائٹ پہلے ہی ساکت پڑا ہوا تھا۔

صفدر کی کرسی ٹوٹ چکی تھی اور رسیاں خاصی ڈھیلی پڑ گئی تھیں

اس لئے اب صفدر نے ان رسیوں سے نجات حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ ان رسیوں سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے ٹوٹی ہوئی کرسی سے رسیاں علیحدہ کیں اور پھر ان رسیوں کی مدد سے اس نے برائنڈ اور جیکی دونوں کو اٹھا کر ان کے ہاتھ اور پنڈلیاں باندھیں اور پھر اس نے برائنڈ کی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اس کا چیمبر چیک کر کے وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کا لاک کھولا اور پھر دروازہ کھول کر اس نے باہر جھانکا۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے اختتام پر سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ سیڑھیوں کے اختتام پر دروازہ تھا جو آدھے سے زیادہ کھلا ہوا تھا اور اس میں سے باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ سب آوازیں مردانہ تھیں۔

صفدر بلی کی طرح دبے پاؤں سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ اس نے آدھے بند دروازے کی اوٹ لی تو اسے احساس ہوا کہ آنے والی آوازیں اس کمرے سے نہیں بلکہ اس کمرے کی دوسری طرف برآمدے سے آ رہی ہیں۔ اس نے ایک نظر کمرے میں ڈالی۔ کمرہ واقعی خالی تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوا اور پھر کمرے کے دوسرے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب آوازیں خاصی بلند ہو گئی تھیں اور بولنے والے صفدر کے بارے میں ہی کمنٹس کر رہے تھے۔

اب صفدر کو معلوم ہو گیا تھا کہ برآمدے کی دوسری طرف ایک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اور کمرہ تھا اور یہ آوازیں اس کمرے سے آ رہی تھیں۔ اس نے سر باہر نکالا تو چونک پڑا کیونکہ اس نے چار مسلح افراد کو بائیں طرف کچھ فاصلے پر برآمدے میں کھڑے دیکھا لیکن یہ برآمدے کا اختتام تھا۔ اس کے سامنے صحن تھا اور ان چاروں کا رخ صحن کی طرف تھا جبکہ کمرے میں سے آنے والی آوازوں سے معلوم ہوتا تھا کہ بولنے والوں کی تعداد تین ہے۔ صفدر نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور پھر تیزی سے مشین پسٹل نکال کر اس نے اس کا رخ کھلے برآمدے میں کھڑے چاروں مسلح افراد کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا اور ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ چاروں چیختے ہوئے نیچے گرے تو صفدر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر باہر نکلا اور سامنے والے کمرے کے دروازے کی سائیڈ میں جا کر کھڑا ہو گیا۔

”کیا ہوا۔ کیا ہوا“...... اسی لمحے چیختی ہوئی آوازیں کمرے میں سنائی دیں اور پھر یکے بعد دیگرے تین افراد دوڑتے ہوئے باہر آئے۔ ان کا رخ اسی طرف تھا جدھر ان کے ساتھی برآمدے کے فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے اور صفدر نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا اور دوڑ کر آگے بڑھتے ہوئے وہ تینوں افراد بھی چیختے ہوئے نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ صفدر تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے پوری کوٹھی کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ اسے ان افراد کی طرف سے کوئی فکر نہ تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جس طرح اس نے ان پر فائر کیا ہے گولیاں بہرحال ان کے دلوں تک لازماً پہنچ گئی ہوں گی اور

ان کے بچ جانے کا ایک فیصد سکوپ بھی نہ رہا تھا۔ البتہ اسے یہ فکر تھی کہ گولیوں کی آوازیں سن کر اردگرد کے ہمسائے پولیس کو اطلاع نہ کر دیں لیکن جب کوئی اور آدمی اسے کوٹھی میں نہ ملا تو وہ دوڑتا ہوا واپس اس جگہ گیا جہاں چار آدمی کھڑے تھے جن پر صفدر نے پہلے فائر کھولا تھا۔ وہ انہیں وہاں سے ہٹا کر اوٹ میں کرنا چاہتا تھا تاکہ باہر سے وہ کسی کو نظر نہ آ سکیں۔

”ارے۔ یہ تو صفدر ہے“...... اچانک اسے تنویر کی آواز دور سے سنائی دی تو اس نے چونک کر دیکھا اور پھر اسے پھاٹک کے قریب موجود درخت پر سے تنویر نیچے اترتا ہوا دکھائی دیا۔ دوسرے لمحے تنویر نے باہر جانے کی بجائے اندر چھلانگ لگا دی۔

”تنویر تم۔ تم یہاں“...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور دوڑ کر اس کی طرف بڑھ گیا۔

”کیپٹن شکیل باہر موجود ہے“...... تنویر نے کہا اور دوڑ کر اس نے چھوٹا پھاٹک کھول دیا۔ دوسرے لمحے کیپٹن شکیل بھی اندر آ گیا۔

”یہ کون سی جگہ ہے“...... صفدر نے پوچھا۔

”یہ روشن کالونی ہی ہے لیکن یہ کوٹھی نمبر اٹھائیس نہیں ہے بلکہ اس سے دو کوٹھیاں چھوڑ کر تیسری کوٹھی ہے“...... تنویر نے جواب دیا۔

”اندر برائنڈ اور جیکی بے ہوش پڑے ہیں۔ تم کار اندر لے آؤ۔ ہم نے فوراً ان دونوں کو یہاں سے اٹھا کر رانا ہاؤس پہنچانا ہے۔ جلدی کرو۔ کسی بھی لمحے پولیس یہاں آ سکتی ہے“...... صفدر نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

”ہمارے پاس اسٹیشن ویگن ہے۔ تنویر تم ویگن اندر لے آؤ۔ جلدی کرو“...... کیپٹن شکیل نے کہا تو تنویر سر ہلاتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”آؤ میرے ساتھ۔ ہم انہیں تہہ خانے سے باہر اٹھا لائیں“۔ صفدر نے کہا اور پھر وہ کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر تہہ خانے میں پہنچا تو وہاں برائنڈ اور جیکی دونوں ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

”لگتا ہے بڑی خوفناک جدوجہد ہوئی ہے۔ کیا ہوا تھا“۔ کیپٹن شکیل نے ماحول کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”راستے میں بات ہو گی۔ ابھی یہاں سے نکلو“...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر صفدر نے آگے بڑھ کر برائنڈ کے ہاتھوں اور ٹانگوں سے بندھی ہوئی رسی کھول دی۔ اسے معلوم تھا کہ اس نے ضربات لگا کر برائنڈ کی ریڑھ کی ہڈی کا وہ مہرہ اپنی جگہ سے کھسکا دیا ہے جس کی وجہ سے اب برائنڈ اس وقت تک حرکت نہ کر سکتا تھا جب تک وہ مہرہ دوبارہ اپنی جگہ پر نہ کر دیا جائے۔ البتہ اس نے اس وقت اسے رسی یہی سوچ کر باندھی تھی کہ وہ اس وقت تک کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھا جب تک اس کوٹھی میں موجود باقی مسلح افراد کا خاتمہ نہ ہو جائے۔ جیکی ابھی تک بے ہوش تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں برائنڈ اور جیکی کو اٹھائے باہر آئے تو تنویر اسٹیشن ویگن کوٹھی کے اندر لے آیا تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے برائنڈ اور جیکی کو ویگن میں ڈال دیا۔

''میری کارتو باہر موجود ہو گی''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ہم نے دیکھی ہے۔ وہ پارکنگ میں موجود ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تم دونوں انہیں لے کر رانا ہاؤس پہنچو میں اپنی کار میں آ رہا ہوں''...... صفدر نے کیپٹن شکیل سے کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا ویگن میں سوار ہو گیا۔ صفدر نے آگے بڑھ کر پھاٹک کھول دیا جسے شاید تنویر نے ویگن اندر لے آنے کے بعد دوبارہ بند کر دیا تھا تاکہ باہر سے انہیں کوئی چیک نہ کر سکے۔ جب ویگن باہر جا کر سائیڈ پر مڑ گئی تو صفدر نے پھاٹک بند کیا اور پھر دوڑتا ہوا واپس کوٹھی میں آ گیا۔ اسے اب اپنے سامان کی تلاش تھی جس میں مشین پسٹل، گیس پسٹل اور اس کا سپیشل پولیس کارڈ تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک الماری سے اسے یہ ساری چیزیں مل گئیں تو اس نے انہیں اٹھا کر جیب میں ڈالا اور چند لمحوں بعد وہ چھوٹے پھاٹک کو باہر سے بند کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس طرف کو بڑھا چلا جا رہا تھا جہاں پارکنگ میں اس کی کار موجود تھی۔ پولیس ابھی تک نہ پہنچی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ پولیس تک فائرنگ کی اطلاع نہیں پہنچ سکی اور ایسا ہونا کوئی تعجب خیز بات نہ تھی کیونکہ ایسی کالونیوں کے رہائشی کسی مسئلے میں الجھنا ہی نہیں چاہتے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ٹائیگر روز کلب کی لابی میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب وہ جسٹن کو اس بھرے پرے کلب میں سے کس طرح اغوا کر کے لے جائے۔ اس نے دانستہ عمران سے کہا تھا کہ وہ اکیلا ہی جسٹن کو لے آئے گا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران نے جوانا کو بھیج دینا ہے اور یہاں خاصی بڑی قتل و غارت ہو جانی ہے اور چونکہ وہ اصل شکل میں تھا اس لئے سب لوگ پہچان جائیں گے کہ اس قتل و غارت کا ذمہ دار ٹائیگر ہے لیکن اب وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کہ اچانک دو لمبے قد اور بھاری جسموں کے افراد تیز تیز قدم اٹھاتے لابی میں داخل ہوئے اور پھر وہ دونوں ٹائیگر کی سائیڈوں پر کھڑے ہو گئے۔

''خبردار۔ ایک لمحے میں اڑا دیں گے۔ اٹھ کر باہر چلو''۔ ایک آدمی نے غراتے ہوئے کہا۔

''تم۔تم مارٹن کے کتے۔تم ٹائیگر کو کہہ رہے ہو''...... ٹائیگر نے یکلخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے ایک آدمی کا ہاتھ لہرایا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دم گھٹ گیا ہو اور اس کے ذہن پر یکلخت تاریک چادر سی پھیلتی چلی گئی۔ پھر جب اس کے تاریک ذہن پر روشنی نمودار ہوئی اور اس کی آنکھیں کھلیں تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں دیوار کے ساتھ زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔ اس کے سامنے کرسیوں پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور انہیں دیکھتے ہی ٹائیگر پہچان گیا کیونکہ ان میں سے ایک جسٹن تھا جبکہ دوسرا مارٹن تھا۔ مارٹن کلب کا مالک اور جنرل مینجر۔ جو ٹائیگر کا دوست بھی تھا اور ٹائیگر کو معلوم تھا کہ وہ اسلحہ کی غیر قانونی اسمگلنگ میں ملوث ہے لیکن یہ عام سی بات تھی اس لئے ٹائیگر نے کبھی اس کے خلاف کارروائی نہ کی تھی جبکہ ان دونوں کے پیچھے تھوڑے سے فاصلے پر مشین گنوں سے مسلح دو آدمی کھڑے تھے جبکہ ایک لمبے قد، بھاری جسم اور مکمل طور پر گنجا آدمی ہاتھ میں کوڑا اٹھائے جلادوں کے انداز میں کھڑا تھا۔

ٹائیگر نے ایک لمحے میں ساری صورت حال چیک کر لی اور وہ فوراً سمجھ گیا کہ اسے جسٹن نے مارٹن کے ذریعے روز کلب سے اغوا کرایا ہے اور اس طرح مارٹن کے سامنے آنے کے بعد ظاہر ہے اتنی بات تو وہ بھی سمجھتا تھا کہ اب مارٹن اسے یہاں سے زندہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

واپس نہ جانے دے گا۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی کلائیوں پر موجود فولادی کڑوں پر اپنی انگلیاں پھیرنا شروع کر دیں تاکہ بٹن تلاش کر کے وہ انہیں بروقت کھول سکے اور چند لمحوں بعد وہ بٹن تلاش کر چکا تھا۔ اب وہ مطمئن تھا کہ جس وقت چاہے گا وہ ان زنجیروں سے آزادی حاصل کر لے گا۔

''تمہارا نام ٹائیگر ہے اور تم علی عمران کے شاگرد ہو۔ وہ علی عمران جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے''...... جسٹن نے تیز لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ اور تمہارا نام جسٹن ہے اور تم نے مارٹن کو کہہ کر مجھے روز کلب سے اغوا کرایا ہے۔ اگر مجھے ذرا سا بھی شبہ ہو جاتا کہ مارٹن یہ کام کرے گا تو پھر نہ مارٹن کہیں نظر آتا اور نہ ہی اس کے آدمی اور اب بھی ایسا ہی ہو گا''...... ٹائیگر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''تم یہاں سے زندہ باہر جاؤ گے تو کچھ کرو گے۔ ویسے اگر تم میرے آدمیوں کو نہ پہچانتے تو شاید میں سامنے ہی نہ آتا''۔ مارٹن نے منہ بنا کر طنزیہ لہجے میں کہا۔

''سنو۔ اگر تم بتا دو کہ تم میری نگرانی کب سے اور کیوں کر رہے ہو تو شاید میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں''...... جسٹن نے کہا۔

''زندگی اور موت تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے اس لئے یہ بات چھوڑو۔ باقی رہی تمہاری نگرانی کرنے والی بات تو ظاہر ہے تم جو

کھیل یہاں کھیل رہے ہو وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ میں نے تمہارے فون بھی ٹیپ کر کے عمران تک پہنچائے ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو جسٹن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت کھچاؤ سا پیدا ہو گیا تھا اور اس کی آنکھیں سکڑ گئی تھیں۔

''کون سے فون''...... جسٹن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''وہی جن کا تعلق اسرائیلی خلائی سیارے سے ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو جسٹن کا چہرہ حیرت سے بگڑ سا گیا۔

''تمہیں کیسے یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کا تعلق اسرائیلی خلائی سیارے سے ہے''...... جسٹن نے یقین نہ آنے والے لہجے میں پوچھا۔

''یہ کام میرے استاد علی عمران کا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ وری بیڈ۔ پھر تو تمہارے اس استاد کا بھی فوری خاتمہ کرنا ہوگا''...... جسٹن نے کہا۔

''تم اپنی جان بچانے کی فکر کرو جسٹن''...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تمہیں اب فوری طور پر بتانا ہو گا کہ تمہارا استاد اس وقت کہاں ہے کیونکہ اس کے فلیٹ پر تالا لگا ہوا ہے''...... جسٹن نے یکلخت تیز لہجے میں کہا۔

''تم میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں اس سے ملوا دیتا ہوں''۔ ٹائیگر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مارٹن۔ اس سے اگلواؤ سب کچھ''...... جسٹن نے ساتھ بیٹھے ہوئے مارٹن سے کہا۔

''میں نے تو آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ انتہائی سخت جان آدمی ہے۔ یہ آسانی سے کچھ نہیں بتائے گا لیکن مورٹی اب اس کی روح سے سب کچھ اگلوائے گا''...... مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس کوڑا بردار سے مخاطب ہو گیا۔

''مورٹی۔ اس کی کھال ادھیڑ دو۔ ہڈیاں توڑ دو۔ اس کی روح سے سب کچھ اگلواؤ''...... مارٹن نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... اس گنجے کوڑا بردار نے جواب دیا اور پھر وہ کوڑے کو ہوا میں جھٹکتے ہوئے ٹائیگر کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے اپنی کلائیوں کے گرد موجود فولادی کڑوں کے بٹنوں کو پریس کرنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے یہ محسوس کر کے اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا کہ ان بٹنوں کو باقاعدہ کسی ہتھوڑے سے کوٹ کر ان کے سرے پھیلا دیئے گئے تھے اور اب وہ بٹن کسی صورت دب نہ سکتے تھے۔

''رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ''...... ٹائیگر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

''رک جاؤ مورٹی لیکن وہیں کھڑے رہو''...... مارٹن نے بڑے

فاخرانہ لہجے میں کہا تو مورٹی وہیں ایک سائیڈ پر ہو کر کھڑا ہو گیا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا یہ رکاوٹ عارضی ہے۔ اس نے یہ سب اس لئے کیا تھا کہ وہ بازوؤں کو آزاد کرانے کا کوئی اور طریقہ اس دوران سوچ سکے۔ اس نے دونوں بازوؤں کو آگے کی طرف جھٹکا تاکہ وہ دیوار میں موجود باکس کو باہر نکال سکے لیکن اس کی یہ کوشش بھی بے سود رہی۔ البتہ ایک امید جاگ اٹھی تھی۔ اس کے ہاتھوں کو آگے کی طرف جھٹکا دینے سے اس کے دونوں ہاتھ ان کڑوں سے کچھ نیچے کھسک آئے تھے۔ شاید مسلسل بازو اونچے رہنے کی وجہ سے دباؤ پڑا تھا اور اس دباؤ کی وجہ سے کلائیوں میں ہلکا سا پسینہ آ گیا تھا اور یقیناً اس پسینے کی وجہ ہی تھی کہ اس کی کلائی فولادی کڑے میں کسی حد تک باہر آ گئی تھی۔ ٹائیگر نے فوراً ہی اپنی مٹھیاں اس انداز میں بند کر لیں جیسے عورتیں چوڑیاں پہننے کے لئے ہاتھ کو بند کرتی ہیں۔

"ہاں۔ بولو۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں"۔ ٹائیگر نے جسٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اور آگے کی طرف کر کے مزید دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔

"تمہارا استاد علی عمران کہاں ہے اس وقت۔ اور سنو۔ کوئی غلط بات بتانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمہیں اپنی بات کنفرم بھی کرانا ہو گی"...... جسٹن نے تیز اور درشت لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

"مجھے فون کر کے معلوم کرنا پڑے گا۔ اب مجھے الہام تو نہیں ہوتا کہ میں تمہیں بتا سکوں"...... ٹائیگر نے کہا۔ اس کے دونوں ہاتھ آہستہ آہستہ باہر کو کھسک رہے تھے۔

"مورٹی۔ شروع ہو جاؤ"...... یکلخت مارٹن نے کہا اور ٹائیگر کے پاس کھڑے مورٹی کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ٹائیگر کو ایک لمحے کے لئے ایسے محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں آگ کی لہر اوپر سے نیچے تک دوڑتی چلی گئی ہو۔ کوڑے کی خوفناک ضرب نے نہ صرف اس کے کوٹ اور قمیض کو پھاڑ ڈالا تھا بلکہ اس کی کھال تک کو زخمی کر دیا تھا۔ اس مورٹی کے جسم میں واقعی جنگلی بھینسے جیسی طاقت تھی۔ اس کا بازو دوبارہ گھوما لیکن پہلی ضرب کی وجہ سے جو زور دار جھٹکا ٹائیگر کے جسم کو لگا تھا اس جھٹکے کی وجہ سے اس کے دونوں ہاتھ کڑوں سے خاصے باہر کو کھسک آئے تھے۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ"...... ٹائیگر نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا تو مارٹن نے ہاتھ اٹھا کر مورٹی کو دوسری ضرب لگانے سے روک دیا اور مورٹی نے بڑی مشکل سے اپنا گھومتا ہوا ہاتھ روکا تھا۔

"اب آخری بار کہہ رہا ہوں۔ سچ بتا دو"...... اس بار مارٹن نے سخت لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے چھناکوں کی آوازوں کے ساتھ ہی دونوں فولادی کڑے مع زنجیروں کے عقبی دیوار سے جا ٹکرائے اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس سچوئیشن کو سمجھتا کوڑا بردار

گنجا چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا اور اس کے ساتھ ہی فضا میں شڑاپ کی آواز گونجی اور کمرہ جسٹن کے منہ سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ کوڑے کی رسی اس کے سر کے گرد لپٹ گئی تھی اوراس کی گردن پر نمایاں زخم پڑ گیا تھا۔ اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز گونجی اور ٹائیگر چیختا ہوا اچھل کر ایک طرف جا گرا۔ اس کے پہلو میں گولیاں لگی تھیں۔ یہ فائرنگ مارٹن نے کی تھی جس نے اچانک پسٹل نکال لیا تھا لیکن ٹائیگر نیچے گرتے ہی اچھل کر پوری قوت سے اس طرح مارٹن سے جا ٹکرایا جیسے کیرم بورڈ پر سٹرائیکر پوری قوت سے گوٹ سے جا ٹکراتا ہے اور مارٹن چیختا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ ٹائیگر اس سے بھی زیادہ تیزی سے سائیڈ سے اچھلا اور اس طرح اچانک اچھلنے کی وجہ سے وہ عقبی طرف کھڑے تین مشین گن برداروں میں سے ایک کی چلائی ہوئی گولیوں سے نہ صرف بچ نکلا بلکہ اس طرح اچانک اچھل کر اس نے ایک مشن گن بردار کو ٹکر مار کر نہ صرف نیچے گرایا بلکہ اس کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹتا ہوا وہ الٹی قلابازی کھا کر ان کے عقب میں دیوار کی جڑ میں اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس نے یہ ساری اچھل کود اس انداز میں یہاں بیٹھنے کے لئے کی ہو۔ یہ سب کچھ صرف پلک جھپکنے میں ہو گیا تھا۔

ٹائیگر کے پہلو سے خون مسلسل نکل رہا تھا اور بار بار اس کے ذہن پر اندھیرے شب خون مار رہے تھے لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ ایسے لمحات اس کے لئے زندگی اور موت کے لمحات ہیں اس لئے وہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اپنے آپ کو سنبھالے مسلسل حرکت میں تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ تینوں اس کی طرف مڑتے کمرہ مشین گن کی ریٹ ریٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ ٹائیگر اس وقت تک گولیاں چلاتا رہا جب تک کمرے میں موجود تمام افراد ساکت نہیں ہو گئے۔ انسانی چیخوں میں جسٹن کی چیخ بھی شامل تھی جو اچانک اٹھنے کی وجہ سے مارٹن سے ٹکرا کر نیچے گرا تھا اور پھر تیزی سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ٹائیگر کی مشین گن کی زد میں آ گیا لیکن ٹائیگر کو معلوم تھا کہ عمران نے اسے جسٹن کو رانا ہاؤس پہنچانے کا حکم دیا تھا تاکہ اس سے پوچھ گچھ کر سکے اور جسٹن کو بہرحال اس نے زندہ رانا ہاؤس پہنچانا تھا اس لئے اس نازک ترین صورت حال کے باوجود اس نے اس کی ٹانگوں اور کولہے پر ہی فائر کھولا تھا لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس جسٹن کے زخموں سے اس طرح خون بہتا رہا تو پھر اس کا زندہ رانا ہاؤس پہنچنا بھی ناممکن ہو گا اور خود اس کی اپنی بھی یہی حالت تھی کہ اس کا خون بھی مسلسل بہہ رہا تھا۔

جب سب افراد ساکت ہو گئے تو ٹائیگر نے اٹھنے کی کوشش کی۔ ایک بار وہ لڑکھڑایا لیکن پھر اس کے قدم جم گئے اور وہ مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی جس میں صرف تین کمرے اور ایک برآمدہ اور صحن تھا اور پھر عمارت بھی کسی کھلی جگہ پر اکیلی تھی کیونکہ اردگرد درخت ہی درخت نظر آ رہے تھے۔ ایک کمرے میں اسے جدید ساخت کا بڑا سا میڈیکل باکس

مل گیا تو اس نے سب سے پہلے اپنے زخموں کی بینڈیج کی اور تقریباً تین انجکشن اس نے خود ہی اپنے بازو میں لگائے۔ جب اس کا خون بہنا بند ہو گیا اور طبیعت کچھ نارمل ہو گئی تو اس نے آگے بڑھ کر جسٹن کے زخموں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ اس نے اس انداز میں فائرنگ کی تھی کہ گولیاں اندر نہ رک جائیں۔ چنانچہ وہی ہوا تھا جس طرح گولیاں اس کے پہلو کو زخمی کرتی ہوئی نکل گئی تھیں اسی طرح جسٹن کے زخموں میں بھی گولیاں موجود نہ تھیں۔

ٹائیگر نے جسٹن کے زخموں کو دھو کر ان کی بینڈیج کر دی اور پھر اسے بھی اس نے تین مختلف انجکشن باری باری لگائے۔ اس کی نبض دیکھ کر جب اسے اطمینان ہو گیا کہ جسٹن اب زیادہ خون بہہ جانے سے موت کا شکار نہیں ہو جائے گا تو وہ اٹھ کر آہستہ آہستہ باہر آیا۔ صحن کے ساتھ پورچ میں دو بڑی بڑی کاریں موجود تھیں اور دونوں کاروں کی اگنیشن میں چابیاں موجود تھیں۔ ایک کار کا پٹرول ٹینک مکمل طور پر فل تھا جبکہ دوسری کار میں پٹرول قدرے کم تھا اس لئے ٹائیگر نے اس کار کا انتخاب کیا جس کا پٹرول ٹینک بھرا ہوا تھا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کار سٹارٹ کر کے اسے برآمدے کے قریب لا کر روکا اور پھر نیچے اتر کر وہ اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں جسٹن پڑا ہوا تھا۔

چونکہ ٹائیگر خود خاصا زخمی تھا اور صرف اپنی قوت ارادی کے بل پر وہ یہ سارے کام کر رہا تھا اس لئے ظاہر ہے وہ جسٹن کو اٹھا کر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کار تک نہ لا سکتا تھا اس لئے وہ جسٹن کا بازو پکڑ کر اسے فرش پر گھسیٹتا ہوا باہر برآمدے میں لے آیا۔ یہ اس کے لئے بہتر ثابت ہوا تھا کہ راستے میں کوئی سیڑھیاں نہ تھیں ورنہ ظاہر ہے اسے خاصی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پوری کوشش کے بعد بے ہوش اور زخمی جسٹن کو عقبی سیٹوں کے درمیان ڈالنے میں کامیاب ہو گیا لیکن اس کو اندازہ نہ تھا کہ جہاں وہ موجود ہے وہاں سے رانا ہاؤس کتنے فاصلے پر ہے اور اگر درمیان میں جسٹن کو ہوش آ گیا تو وہ پرابلم بن سکتا تھا اس لئے وہ دوبارہ اندر گیا اور پھر وہ ایک کمرے کی الماری سے رسی کا بنڈل تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے رسی کی مدد سے جسٹن کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر کر کے باندھ دیئے۔

گو اس کی ٹانگیں خاصی شدید زخمی تھیں لیکن ٹائیگر نے ازراہ احتیاط اس کی دونوں ٹانگیں بھی باندھ دیں اور پھر جیب سے رومال نکال کر اس نے ایک ہاتھ سے اس کے جبڑے بھینچے اور دوسرے ہاتھ سے رومال کا گولا بنا کر اس نے اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔ اب وہ کم از کم جسٹن کی حد تک تو مطمئن ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس نے کار سٹارٹ کی اور اسے موڑ کر پھاٹک کے پاس لے آیا۔ پھر کار روک کر وہ نیچے اترا اور اس نے پھاٹک کو کھولا اور کار کو باہر نکال کر اس نے اسے روکا اور پھر نیچے اتر کر اس نے پھاٹک بند کر دیا تاکہ اگر کوئی ادھر سے گزرے تو کھلے پھاٹک کی وجہ سے وہ

چونک نہ پڑے۔ اڈے کے متعلق اسے یقین تھا کہ یہ مارٹن کا مخصوص اڈا ہے۔ تھوڑی دیر بعد کار تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ سائیڈ روڈ تھا جو دس کلومیٹر کے بعد دارالحکومت جانے والی مین روڈ سے جا ملتا تھا۔

ٹائیگر مین روڈ پر پہنچ کر اس جگہ کو پہچان گیا۔ چنانچہ اس نے کار شہر کی طرف موڑی اور پھر اطمینان سے ڈرائیو کرتا ہوا شہر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ لیکن ابھی وہ شہر میں داخل نہ ہوا تھا کہ اچانک اسے اپنے عقب میں پولیس کار کا تیز سائرن سنائی دیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے بیک مرر میں دیکھا تو ایک پولیس کار تیزی سے اس کے تعاقب میں تھی اور وہ لائٹوں کو جلا بجھا کر اسے رکنے کا مخصوص کاشن دے رہی تھی۔ ٹائیگر کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ پولیس کار اس کے پیچھے کیوں لگی ہے اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اگر وہ رک گیا تو پھر عقبی سیٹوں کے درمیان موجود جسٹن پولیس کی نظروں میں آ جائے گا اور اس کے بعد ظاہر ہے معاملات اس کے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور مشین پسٹل نکال کر اس نے ہاتھ دروازے سے باہر نکال کر مشین پسٹل کا رخ عقب کی طرف کر کے سائیڈ شیشے سے دیکھتے ہوئے یکلخت ٹریگر دبا دیا۔ پہلی ہی گولی درست نشانے پر لگی اور عقب میں آنے والی پولیس کار تیزی سے گھومی اور سڑک سے نیچے اترتی چلی گئی۔ اس کا فرنٹ ٹائر برسٹ ہو چکا تھا۔ ٹائیگر نے واقعی اس انداز میں درست نشانہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

لگا کر اپنی حیرت انگیز صلاحیت کا مظاہرہ کیا تھا لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ پولیس کار میں موجود وائرلیس ٹرانسمیٹر کے ذریعے شہر میں موجود تمام پولیس کاروں کو الرٹ کر دیا جائے گا اور اس کی کار کے بارے میں تفصیل پوری طرح تمام کاروں تک پہنچا دی جائے گی۔ اس طرح اسے لامحالہ کسی بھی جگہ پر گھیر کر گرفتار کر لیا جائے گا اس لئے وہ سوچ رہا تھا کہ اب اس کار سے چھٹکارہ کیسے حاصل کرے کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور پھر تھوڑا سا آگے جا کر اس نے کار کو تیزی سے ایک سائیڈ پر موڑ دیا۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ اس سائیڈ روڈ پر کافی آگے جا کر اس کے ایک دوست رافٹن نے ایک ٹوائے فیکٹری بنائی ہوئی ہے لیکن یہ فیکٹری صرف آڑ کے طور پر استعمال ہوتی ہے جبکہ اس فیکٹری کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں شراب اور دوسری منشیات کا سٹاک کیا جاتا ہے اور پھر اسے دارالحکومت سے باہر پورے پاکیشیا میں سپلائی کر دیا جاتا ہے۔

رافٹن کا ایک کلب بھی تھا لیکن وہ خود اس کلب میں بہت کم بیٹھتا تھا۔ اس کا مینجر کلب چلاتا تھا جبکہ رافٹن خود اس فیکٹری میں ہی زیادہ وقت گزارتا تھا اور صرف شام اور رات کے اوقات میں وہ شہر آتا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ اس وقت رافٹن فیکٹری میں ہی ہو گا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار فیکٹری کے گیٹ کے سامنے پہنچ گئی۔ اس نے ہارن بجایا تو فیکٹری کا چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک مسلح

دربان باہر آ گیا۔

''یس سر''...... دربان نے جھک کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''رافٹن سے کہو کہ اس کا دوست ٹائیگر آیا ہے''...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دربان نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر واپس پھاٹک کے اندر چلا گیا۔ البتہ پھاٹک اس نے دوبارہ بند کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھلا اور لحیم شحیم رافٹن خود باہر آ گیا۔ دربان اس کے پیچھے تھا اور اس کے چہرے پر حیرت کے شدید تاثرات نمایاں تھے۔

''ٹائیگر تم اور یہاں۔ اس وقت۔ خیریت''...... رافٹن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پھاٹک کھولو۔ میں نے کار اندر لے جانی ہے۔ اس کے پیچھے پولیس ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ پھاٹک کھولو جمی''...... رافٹن نے چیخ کر اپنے پیچھے کھڑے دربان سے کہا تو دربان دوڑتا ہوا چھوٹے پھاٹک سے اندر چلا گیا اور چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا تو ٹائیگر کار اندر لے گیا۔ اس کے عقب میں پھاٹک بند کر دیا گیا۔ وہاں ایک طرف دو کاریں اور دو جیپیں موجود تھیں۔ ٹائیگر نے کار ان کے قریب لے جا کر روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے جیسے ہی عقبی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

طرف نظر ڈالی تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ کار کے عقبی دروازے کی درز سے خون بہہ کر نیچے تک پہنچ چکا تھا اور ٹائیگر فوراً ہی سمجھ گیا کہ اس خون کی وجہ سے پولیس کار اس کے پیچھے لگی تھی۔

''ارے کیا ہوا۔ تم زخمی ہو''...... رافٹن نے قریب آ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ایک اور زخمی عقبی سیٹوں کے درمیان پڑا ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے پولیس کار اس کے پیچھے لگنے اور پھر اس کا ٹائر برسٹ کرنے سے لے کر یہاں تک پہنچنے کی تفصیل بتا دی۔

''تم فکر مت کرو۔ اب یہ کار ہمیشہ کے لئے اپنی شناخت کھو دے گی۔ اس کا رنگ، نمبر اور نجانے کیا کیا کچھ بدل جائے گا۔ لیکن تمہیں ہسپتال پہنچانا ہو گا''...... رافٹن نے کہا۔

''نہیں۔ تم مجھے ایک کار دے دو۔ میں نے اس آدمی کو ہر صورت میں ایک جگہ پہنچانا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ آدمی خاصا زخمی ہے اور جھٹکے لگنے سے اس کے زخموں سے خون بھی رس رہا ہے۔ یہ راستے میں ہی مر جائے گا''...... رافٹن نے کہا۔

''بحث مت کرو۔ ملک دشمن اگر مرتے ہیں تو مرتے رہیں۔ ویسے یہ لوگ آسانی سے نہیں مرا کرتے۔ تم مجھے ایک کار دو''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''میں کار مع ڈرائیور دے دیتا ہوں''...... رافٹن نے کہا اور پھر

اس نے اپنے آدمیوں کو احکامات دینے شروع کر دیئے۔

"میرا خیال ہے کہ تم یہاں میرے پاس آرام کرو۔ میرا ڈرائیور اس آدمی کو جہاں بھی تم کہو گے پہنچا آئے گا"...... رافٹن نے کہا۔

"نہیں۔ میرا ساتھ جانا بہت ضروری ہے۔ تمہاری مہربانی"۔ ٹائیگر نے کہا تو رافٹن بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس میں کیا مہربانی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ زخمی نجانے کس قدر خوفناک لڑائی کے بعد تمہارے قابو آیا ہو گا کیونکہ تم نے اسے ملک دشمن کہا ہے اور ملک دشمن بے حد تربیت یافتہ ہوتے ہیں"۔ رافٹن نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد جسٹن کو ایک اور کار کی عقبی سیٹوں کے درمیان لٹا دیا گیا جبکہ ٹائیگر نے خیال رکھا کہ اب اس کے زخموں سے رسنے والا خون کسی صورت بھی باہر نہ جا سکے اور خود وہ عقبی سیٹ پر اس لئے بیٹھ گیا تھا کہ پولیس کار میں موجود پولیس آفیسر صرف اس کی سائیڈ ہی دیکھ سکا تھا لیکن پھر بھی وہ اس لئے عقبی سیٹ پر بیٹھا تھا کہ اس طرح اس کا چہرہ اوٹ میں ہو جاتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار شہر میں داخل ہوئی اور ٹائیگر کو شہر کے ہر چوک پر پولیس کاروں کو الرٹ کھڑے دیکھ کر کوئی حیرت نہ ہوئی تھی۔ اگر اسے رافٹن کا خیال نہ آ جاتا تو ظاہر ہے اس کے لئے خاصی مشکل ہو جاتی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد اس نے کار رانا ہاؤس کے پھاٹک پر رکوائی اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ڈرائیور کو تین بار ہارن دینے کے لئے کہا تو ڈرائیور نے تین بار ہارن بجایا تو جہازی سائز کے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور جوزف باہر آ گیا۔

"جوزف۔ میں ٹائیگر ہوں۔ پھاٹک کھولو"...... ٹائیگر نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر کہا۔

"او کے"...... جوزف نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھلا تو ٹائیگر کے کہنے پر ڈرائیور کار اندر لے گیا۔ پھر وسیع و عریض پورچ میں اس نے کار روکی تو ٹائیگر کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"ہیلو ٹائیگر"...... اسی لمحے برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر جوانا نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"جوانا۔ عقبی سیٹوں کے درمیان ایک آدمی موجود ہے۔ اسے باہر نکالو۔ میں زخمی ہوں ورنہ میں خود اسے باہر نکال لیتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا ہوا ہے تمہیں"...... جوانا نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں۔ گولیاں لگی تھیں"......ٹائیگر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے گولیوں کی بجائے اسے پھول مارے گئے ہوں۔

"کیا ہوا ہے ٹائیگر۔ یہ کار کس کی ہے اور ڈرائیور کون ہے"۔ جوزف نے کار سے اتر کر ساتھ کھڑے ڈرائیور کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا جس کے چہرے پر خوف اور مرعوبیت کے تاثرات واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔ ظاہر ہے اس قدر عظیم الشان بلڈنگ اور جوزف اور جوانا جیسے دیوؤں کو دیکھ کر اس نے خوفزدہ ہی ہونا تھا اور مرعوب بھی۔

''یہ کار لے کر واپس جائے گا۔ باقی باتیں بعد میں''...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوانا اس دوران جسٹن کو اٹھائے عمارت کی اندرونی سائیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

''تم کار واپس لے جاؤ اور رافٹن کو میرا سلام کہہ دینا''۔ ٹائیگر نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر جلدی سے کار میں بیٹھ گیا جبکہ جوزف ایک بار پھر گیٹ کی طرف بڑھ گیا تاکہ گیٹ کھول کر کار کو باہر بھجوا سکے جبکہ ٹائیگر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا عمارت کی اندرونی سائیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر پوری طرح اطمینان کے تاثرات پھیلے ہوئے تھے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جوانا اور جوزف مل کر پہلے جسٹن کی درست طور پر بینڈیج کریں گے اور پھر اسے بلیک روم میں راڈز میں جکڑ دیا جائے گا۔ وہ بہرحال خوش تھا کہ اس نے عمران کے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بلیک زیرو کی آنکھیں کھلیں تو اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا جسم حرکت نہ کر سکا اور وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک خاصے بڑے ہال نما کمرے کی عقبی دیوار کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے جسم کو کرسی کے ساتھ رسی سے جکڑ دیا گیا ہے۔ اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر یکلخت گھوم گئے کہ وہ کافرستانی شنکر کے روپ میں سردار احمد خان کے ڈیرے پر گیا تھا جہاں اس کے نائب منشی ساجن نے اسے ایک کمرے میں بٹھایا تھا اور پھر لیمن کی بوتل پینے کے لئے دی تھی جسے پیتے ہی وہ بے ہوش ہو گیا تھا اور اب اسے ہوش آیا تھا اور وہ اس تہہ خانے نما کمرے میں کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ کمرہ خالی تھا۔ البتہ اس کے سامنے کچھ فاصلے پر دو کرسیاں موجود تھیں جن کی پشت اونچی تھی۔

"یہ کون سی جگہ ہو سکتی ہے"...... بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسی کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اس کے دونوں بازو عقب میں کر کے رسی سے باندھ دیئے گئے تھے۔ پھر اس کے پورے جسم کو رسی سے باندھا دیا گیا تھا۔ اس نے رسی کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔ گو ساتھ ساتھ اس کی انگلیاں کسی گانٹھ کی تلاش میں آکٹوپس کے پیروں کی طرح حرکت کر رہی تھیں لیکن کوئی گانٹھ اس کی انگلیوں کی گرفت میں نہ آ رہی تھی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال آیا و وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ اس کی نظریں رسی کے ایک بل پر پڑیں جو کھلا ہوا تھا۔ شاید یہاں سے رسی کی بٹی ہوئی ڈوری نہ صرف کھل گئی تھی بلکہ اس کے دھاگے بھی کسی وجہ سے خاصے کمزور ہو گئے تھے۔ جس جگہ ایسا تھا وہ اس کی رانوں کے اوپر تھی اس لئے وہ آسانی سے ٹانگ کو زور دے کر یہاں سے رسی کو توڑ سکتا تھا اور ظاہر ہے ایک جگہ سے رسی ٹوٹنے کے بعد نہ صرف اس کے پورے جسم کے گرد موجود رسی ڈھیلی پڑ جاتی بلکہ بازوؤں کو تیز حرکت دے کر وہ اسے کھول بھی سکتا تھا۔ وہ چونکہ اس وقت اکیلا تھا اس لئے اس نے موقع غنیمت سمجھا اور اس نے اپنی اس ٹانگ کو جھٹکے دینے شروع کر دیئے جہاں کھلے ہوئے بل والی رسی موجود تھی اور تھوڑی سی کوشش کے بعد اچانک رسی کے دھاگے ٹوٹ گئے اور اس کے ساتھ ہی رسی ڈھیلی پڑ گئی جبکہ اس کی ٹانگوں کے گرد بندھی ہوئی رسی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کھل کر نیچے فرش پر جا گری تھی۔

رسی کے بل ڈھیلے پڑتے ہی اس نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے اپنے دونوں کاندھوں کو اور زیادہ تیزی سے حرکت دینا شروع کر دی۔ تھوڑی سی مزید کوشش کے بعد وہ رسی کھول لینے میں کامیاب ہو گیا تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب صرف اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے جبکہ رسی کا ایک سرا ابھی تک کرسی کے بازو سے اٹکا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے اس رسی کو زور سے جھٹکا دیا تو رسی اس کی کلائیوں میں گھوم سی گئی۔ گو ایسا کرتے وقت اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کی کلائیوں پر کسی نے زخم ڈال کر اس میں سرخ مرچیں بھر دی ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے محسوس ہوا کہ گانٹھ اس کی انگلیوں سے ٹکرا رہی ہے تو وہ اپنی تکلیف بھول گیا۔ اس کی انگلیوں نے تیزی سے حرکت کرنا شروع کر دی اور چند لمحوں بعد وہ گانٹھ کھول لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے بازو بھی آزاد ہو گئے تو اس نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پھر اس نے سب سے پہلے اپنی جیبوں کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن اس کی جیبیں خالی تھیں۔

بلیک زیرو تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے یہ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اسے اس طرح بے ہوش کر کے وہ لوگ کیوں واپس نہیں آئے۔ دروازہ بظاہر بند نظر آ رہا تھا لیکن بلیک زیرو نے جیسے ہی دروازے کو کھینچا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ باہر ایک

راہداری تھی جس کے آخر میں سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ بلیک زیرو تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ اس نے پہلے کمرے کے دروازے کے ساتھ لگ کر باقاعدہ چیکنگ کی اور جب اسے اندازہ ہو گیا کہ کمرہ خالی ہے تو وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرہ واقعی خالی تھا۔ البتہ درمیان میں ایک گول میز اور اس کے گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک سائیڈ پر الماری تھی۔ کمرے کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا لیکن اس طرف سے کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔

اسے اسلحے کی فوری ضرورت تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ لوگ اسے بے ہوشی میں بندھا ہوا چھوڑ کر مطمئن ہوں گے لیکن کسی بھی وقت ان سے ٹکراؤ ہو سکتا تھا اور اس کے بعد ظاہر ہے بغیر اسلحے کے وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ بلیک زیرو الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری آہستہ سے کھولی لیکن یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر قدرے مایوسی کے تاثرات ابھر آئے کہ الماری کے تین خانے تھے اور تینوں خانوں میں شراب کی بوتلیں بھری ہوئی تھیں۔ بلیک زیرو الماری بند کرنے لگا کہ اچانک اس کے کانوں میں قدموں کی آواز پڑی تو وہ بجلی کی سی تیزی سے اس کمرے کے دوسرے کھلے دروازے کے کھلے پٹ کی اوٹ میں ہو گیا۔ قدموں کی آواز دوسرے دروازے کے دائیں طرف سے آ رہی تھی۔ آنے والا ایک ہی آدمی تھا اور اس کے قدموں کی دھمک بتا رہی تھی کہ وہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بڑے اطمینان سے آ رہا ہے۔

آواز دروازے کے سامنے پہنچ کر رکی اور پھر ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ جیسے ہی وہ دروازے کے پٹ سے آگے بڑھا اچانک بلیک زیرو نے کسی چیتے کی طرح اس پر جھپٹا مارا وار دوسرے لمحے وہ آدمی بلیک زیرو کے سینے سے لگا ہوا تھا۔ بلیک زیرو کا ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد اور دوسرا اس کی گردن کے گرد گھوم کر اس کے منہ پر جما ہوا تھا۔ آنے والا اس اچانک افتاد سے چند لمحوں تک اعصابی طور پر منجمد سا رہا اور پھر جیسے ہی اس نے حرکت کرنے کی کوشش کی بلیک زیرو نے گردن کے گرد اپنے بازو اور اس کے منہ پر رکھے ہوئے ہاتھ کو پوری قوت سے مخصوص انداز میں مخالف سمتوں میں جھٹکا دیا تو ہلکی سی کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس آدمی کا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔

بلیک زیرو نے اسے وہیں دروازے کی اوٹ میں لٹا دیا اور پھر تیزی سے اس کی جیبوں کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی کیونکہ ایک جیب سے اسے مشین پسٹل مل گیا تھا۔ یہ مقامی آدمی ہی تھا۔ بلیک زیرو نے دوسری طرف سر باہر نکال کر جھانکا تو یہ ایک بند راہداری تھی جو آگے جا کر مڑ جاتی تھی۔ اس راہداری میں کوئی آدمی موجود نہ تھا اس لئے بلیک زیرو تیزی سے باہر نکلا اور آگے بڑھتا چلا گیا لیکن ابھی وہ موڑ تک پہنچا ہی تھا کہ اچانک سائیڈ پر موجود ایک دروازہ

کھلا اور دوسرے لمحے ایک آدمی باہر راہداری میں آیا تو بلیک زیرو اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔ یہ بھی مقامی آدمی تھا اور ایک مشین گن اس کے کاندھوں سے لٹکی ہوئی تھی۔

وہ شخص اچانک اپنے سامنے بلیک زیرو کو دیکھ کر حیرت سے بت سا بن گیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو کا بازو یکلخت بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کی کھڑی ہتھیلی کا وار پوری قوت سے اس آدمی کی گردن پر پڑا اور وہ آدمی اوغ کی آواز نکالتا ہوا اچھل کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ بلیک زیرو کی بھرپور اور جچی تلی کھڑی ہتھیلی کی ایک ہی ضرب نے اس کی گردن توڑ دی تھی۔ اس آدمی کے نیچے گرتے ہی بلیک زیرو نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر اسے بازو سے پکڑا اور گھسیٹتا ہوا واپس اسی کمرے میں لے گیا جہاں سے وہ نکلا تھا لیکن جیسے ہی وہ اندر پہنچا اچانک اس کے سر پر عقب سے زوردار ضرب پڑی اور وہ اچھل کر منہ کے بل نیچے فرش پر جا گرا لیکن نیچے گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سائیڈ پر ہوا تو کمرہ ایک دھماکے اور چیخ سے گونج اٹھا۔

جس آدمی نے اس کے سر پر ضرب لگائی تھی اس نے دوسری ضرب پہلے سے بھی زیادہ زوردار انداز میں لگانے کی کوشش کی تھی۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن کی نال تھی لیکن بلیک زیرو کے اچانک اور پھرتی سے ہٹ جانے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا اور مشین گن کا دستہ ایک دھماکے سے فرش سے ٹکرایا اور اس کے ہاتھوں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

میں پکڑی ہوئی نال اس کے سینے میں گھستی چلی گئی اور وہ چیخ مار کر پہلو کے بل فرش پر گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ بلیک زیرو تیزی سے اٹھا اور اس نے اس کے سینے سے مشین گن کی نال باہر کھینچ لی اور اس آدمی کا پھڑکتا ہوا جسم یکلخت ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ نال کا آدھے سے زیادہ سرا خون آلود ہو گیا تھا۔

بلیک زیرو نے خون آلود مشین گن کو ایک طرف پھینکا اور اس آدمی کے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار لی جسے اس نے باہر راہداری میں کھڑی ہتھیلی کے ایک ہی وار سے ہلاک کیا تھا اور اسے گھسیٹ کر اندر لایا تھا۔ مشین گن اٹھا کر وہ جیسے ہی سیدھا ہوا میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو نے ایک لمحے کے لئے اسے نظرانداز کیا اور باہر دروازے کی طرف بڑھا لیکن دوسری بار گھنٹی بجتے ہی وہ تیزی سے مڑا اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... بلیک زیرو نے بھاری سے لہجے میں کہا۔

''قیدی کو ڈیرے پر پہنچا دو''...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ بولنے والا کوئی مقامی آدمی تھا اور بلیک زیرو فوراً سمجھ گیا تھا کہ اس کے بارے میں ہدایات دی جا رہی ہیں۔ کمرے کا دوسرا کوئی دروازہ نہ تھا اور وہ حیران تھا کہ دوسرا آدمی اچانک کہاں سے نازل ہو گیا۔ اچانک ہلکی سی سرر کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کمرے کی سامنے والی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں ہو

گئی تھی۔ اب وہاں ایک دروازہ تھا۔ دوسری طرف سے ایسی آواز سنائی دے رہی تھی جیسے کوئی تیزی سے سیڑھیاں چڑھ رہا ہو۔ بلیک زیرو تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس کے سامنے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی نمودار ہوا ہی تھا کہ بلیک زیرو نے اچھل کر اس کے سینے پر زور دار ہاتھ مارا تو وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر سیڑھیوں پر سے لڑھکتا ہوا ایک دھماکے سے نیچے ایک ہال نما کمرے میں جا گرا۔ یہ خاصا بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں اسلحے کی پیٹیاں بھری ہوئی تھیں۔ ایک طرف خالی جگہ پر ایک میز اور دو کرسیاں موجود تھیں۔ میز پر فون اور ایک رجسٹر پڑا تھا۔ نیچے گرنے والا آدمی تیزی سے اٹھنے لگا لیکن پھر ایک جھٹکے سے گرا اور ساکت ہو گیا۔

بلیک زیرو تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا تھا اور جیسے ہی وہ آخری سیڑھی پر پہنچا اسے عقب میں سرسراہٹ کی آواز سنائی دی اور اس نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تو اس کے عقب میں دیوار برابر ہو چکی تھی۔ فرش پر پڑا ہوا آدمی بے ہوش ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو نے جھک کر اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھایا اور گھسیٹتا ہوا میز اور کرسیوں کے قریب لے گیا۔ دوسرے لمحے اس نے اسے ایک جھٹکے سے اٹھا کر ایک کرسی پر ڈال دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا خالی ہاتھ مشین کی سی تیزی سے چلنے لگا اور کمرہ زور دار تھپڑوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ چوتھے یا پانچویں تھپڑ پر اس آدمی نے چیختے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوئے آنکھیں کھول دیں تو بلیک زیرو نے مشین گن کی نال کا سرا اس کی گردن پر رکھ کر اسے زور سے دبایا۔

''سچ سچ بتا دو ورنہ دوسرے لمحے موت کے گھاٹ اتر جاؤ گے۔ کیا نام ہے تمہارا''...... بلیک زیرو نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''مم۔ مم۔ مراد خان۔ مراد خان''...... اس آدمی نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا اور اس کے جواب دینے کے ساتھ ہی بلیک زیرو سمجھ گیا کہ یہ آدمی فیلڈ کا نہیں ہے بلکہ یہاں بیٹھ کر ڈیوٹی دیتا ہو گا۔ اس کا لہجہ مزید سرد ہوتا چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے اس آدمی سے تمام ضروری باتیں معلوم کر لیں۔

مراد خان نے بتایا کہ وہ اس وقت فیکٹری کے نیچے بنے ہوئے سٹور میں ہے۔ یہاں اسلحے کے بڑے بڑے سٹاک موجود ہیں جو سردار احمد خان پورے پاکیشیا میں سپلائی کرتا ہے اور اس کی پشت پر ایک غیر ملکی ہے جس کا نام کرنل جوڈی ہے۔ کرنل جوڈی دارالحکومت میں رہتا ہے لیکن ان دونوں یہاں آیا ہوا ہے۔ اس مراد خان نے ہی اسے بتایا کہ سردار احمد خان اور غیر ملکی کرنل جوڈی دونوں کافرستان کسی اسمگلر سے ملنے گئے ہوئے تھے۔ ان کی واپسی ایک روز بعد ہوئی تھی اس لئے ڈیرے پر موجود سردار احمد خان کے منشی ساجن نے اسے مشکوک سمجھ کر لیمن کی بوتل میں مخصوص پاؤڈر ڈال کر اسے پلا دیا تھا جس سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا اور اسے یہاں فیکٹری کے نیچے تہہ خانے میں لا کر باندھ دیا گیا تھا

تاکہ جب سردار احمد خان اور کرنل جوڈی واپس آ جائیں تو تب اسے ڈیرے پر لے جایا جائے گا۔

اس فیکٹری کے نچلے حصے کے بارے میں بھی تمام تفصیل بلیک زیرو کو اس آدمی سے معلوم ہو گئی تو وہ پیچھے ہٹا اور تیزی سے مڑ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سب سے نچلی سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ اوپر دیوار سرسراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی پھٹ گئی۔ اس دوران مراد خان کرسی سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھ رہا تھا کہ بلیک زیرو نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور مراد خان چیختا ہوا پشت کے بل میز پر جا گرا اور پھر پلٹ کر پہلو کے بل نیچے فرش پر جا گرا جبکہ بلیک زیرو اچھل کر دیوار کی دوسری طرف کمرے میں پہنچ گیا جہاں دو لاشیں پڑی تھیں۔ ایک کے سینے میں مشین گن کی نال جتنا سوراخ تھا اور دوسرے کی گردن توڑی گئی تھی۔

بلیک زیرو نے دانستہ مراد خان پر اس وقت فائر نہ کھولا تھا جب وہ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کیونکہ جس اینگل پر وہ بیٹھا ہوا تھا اس اینگل پر فائرنگ سے گولیاں اسلحے سے بھری ہوئی پیٹیوں پر پڑتیں اور اگر اسلحہ پھٹ جاتا تو بلیک زیرو کو بھاگنے کی مہلت بھی نہ مل سکتی تھی اس لئے اس نے اس وقت مراد خان پر فائر کھولا تھا جب اسے یقین ہو گیا تھا کہ فائرنگ سے صرف مراد خان ہی ہلاک ہو گا اور اسلحہ تباہ نہیں ہو گا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے فیکٹری کے نچلے تہہ خانوں کے بیرونی راستے پر موجود مسلح افراد کو بھی اچانک فائرنگ کر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے ختم کر دیا۔

ان کے بارے میں بھی وہ مراد خان سے معلوم کر چکا تھا۔ فیکٹری سے نکل کر وہ باہر آیا اور مشین گن پکڑے سردار احمد خان کے ڈیرے کی طرف بڑھتا چلا گیا لیکن اس کا رخ ڈیرے کی عقبی سمت تھا۔ عقبی طرف ایک دروازہ تھا جو تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے دروازے کو آہستہ سے دبا کر کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک وسیع و عریض صحن تھا جس کے بائیں طرف ایک راستہ ڈیرے کے سامنے کے حصے کی طرف جا رہا تھا۔ بلیک زیرو اس طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے مراد خان سے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ ڈیرے میں تہہ خانے موجود نہیں ہیں اس لئے لازماً کرنل جوڈی، سردار احمد خان اور اس کے آدمی اوپر والے کمروں اور برآمدوں میں ہی ہوں گے۔ وہ خود فون سن چکا تھا جس میں قیدی کو ڈیرے پر لانے کا حکم دیا گیا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ کرنل جوڈی واپس آ چکا ہو گا لیکن ابھی وہ فرنٹ والے راستے پر بڑھ رہا تھا کہ اچانک اوپر سے کسی نے اس پر چھلانگ لگا دی اور بلیک زیرو جس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس راستے کے اوپر بھی کوئی آدمی موجود ہو سکتا ہے، اچھل کر نیچے گرا اور نیچے گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ اس کے سر پر جیسے ایٹم بم کا دھماکہ ہوا اور وہ ایک بار پھر نیچے گرا ہی تھا کہ دوسرا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریک چادر سی پھیلتی چلی گئی اور جب دوبارہ اس کی آنکھیں

کھلیں۔

اس کے ذہن میں ابھرنے والا پہلا تاثر یہی تھا کہ اس کا سر پکے ہوئے پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دماغ ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا گیا ہو۔ پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس نے اپنے آپ کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ایک بار پھر اسے رسی سے جکڑ دیا گیا تھا لیکن اس کمرے کو دیکھتے ہی وہ پہچان گیا کہ یہ وہی کمرہ ہے جہاں ساجن نے اسے لیمن کی بوتل پلا کر بے ہوش کیا تھا۔ سامنے کرسیوں پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے جن میں سے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا چوڑے چہرے والا غیر ملکی تھا۔ اس کا آدھا سر گنجا تھا اور آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ اس نے گرے کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا جبکہ اس کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ہوا دوسرا آدمی مقامی تھا اور اس نے مقامی لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کی مونچھیں سائیڈوں سے اٹھی ہوئی تھیں اور مونچھوں کی نوکیں اوپر کو باقاعدہ کوشش کر کے اٹھائی گئی تھیں۔ اس آدمی کے چہرے پر سفاکی اور درشتی نمایاں تھی جبکہ ان دونوں کے پیچھے وہی ساجن کھڑا تھا جس نے بلیک زیرو کو لیمن کی بوتل پلا کر بے ہوش کیا تھا۔ اس کے چہرے پر طنز اور شرارت کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے۔

''تم نے فیکٹری میں ہمارے تمام آدمی ہلاک کر دیئے ہیں۔ اس کے باوجود ہم نے تمہیں زندہ رکھا ہوا ہے اس لئے کہ تم ہمیں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

اپنے بارے میں تفصیل بتا سکو۔ یہ بھی سن لو کہ اگر تم واقعی سب کچھ تفصیل سے بتا دو تو ہم اپنے آدمیوں کی ہلاکت بھول جائیں گے اور تمہیں زندہ واپس بھجوا دیں گے''...... اس غیر ملکی نے خاصے کرخت لہجے میں کہا۔

''تم کرنل جوڈی ہو''...... بلیک زیرو نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ میں کرنل جوڈی ہوں''...... اس آدمی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس انداز میں جواب دیا جیسے مجبوراً ایسا کر رہا ہو۔

''اور یہ سردار احمد خان ہے''...... بلیک زیرو نے ساتھ بیٹھے ہوئے نوکدار مونچھوں والے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ سردار احمد خان ہے لیکن تم نے اپنے بارے میں کچھ بتانے کی بجائے ہمارا ہی انٹرویو شروع کر دیا ہے۔ میں تمہیں آخری وارننگ دے رہا ہوں''...... کرنل جوڈی کا لہجہ انتہائی سرد ہو گیا تھا۔

''تمہارے اس آدمی ساجن کو میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میرا نام شنکر ہے اور میرا تعلق کافرستان سے ہے۔ میں یہاں کرنل جوڈی سے ملنے آیا تھا لیکن اس بدطینت آدمی نے کہا کہ کرنل جوڈی کی بجائے غیر ملکی رچرڈ یہاں ہوتا ہے اور پھر اس نے میری مہمان نوازی کرتے ہوئے مجھے مشروب پلایا جس سے میں بے ہوش ہو

گیا۔ پھر جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک تہہ خانے میں رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ ظاہر ہے میں نے اپنی جان بچانے کے لئے آزاد ہونے کی کوشش کرنی تھی۔ رسی ایک جگہ سے کمزور اور ٹوٹی ہوئی تھی۔ میں نے مزید جھٹکا دے کر اسے توڑ دیا تو رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں اور میں آزاد ہو گیا۔ پھر ایک آدمی نے اچانک مجھ پر حملہ کر دیا تو میں نے اس کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کر دیا اور اس کا مشین پسٹل اس کی جیب سے نکالا اور پھر میں نے باقی افراد کا بھی خاتمہ کر دیا۔ جب میں وہاں سے نکلا تب مجھے پتہ چلا کہ میں ڈیرے کے قریب ہوں۔ میں اس ساجن سے بدلہ لینے کے لئے عقبی طرف سے اندر داخل ہوا تو اچانک مجھ پر کوئی سایہ اوپر سے گرا اور پھر میرے سر پر چوٹ لگا کر مجھے بے ہوش کر دیا گیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے تو میں اس حالت میں ہوں اور تم میرے سامنے بیٹھے مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ مجھے بتاؤ کہ میرا قصور کیا ہے۔ تم سے ملنا کوئی ایسا جرم ہے کہ جس کی سزا موت ہے''۔ بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ ساتھ ساتھ اس کی انگلیاں گانٹھ تلاش کرنے کی مسلسل کوشش بھی کر رہی تھیں۔

''تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے یا کسی اور ایجنسی سے''...... کرنل جوڈی نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

''میں نے بتایا تو ہے کہ میں کافرستانی ہوں پاکیشیائی نہیں ہوں۔ تم نے میری جیب میں موجود کاغذات لازماً چیک کئے ہوں

RAFREXO@HOTMAIL.COM

گے اور ان کی تصدیق بھی کرائی ہو گی۔ اس کے باوجود تم مجھ سے احمقوں جیسے سوال کر رہے ہو''...... بلیک زیرو نے کہا کیونکہ مسلسل کوشش کے بعد اس کی انگلیوں نے نہ صرف گانٹھ کی وہ رسی تلاش کر لی تھی بلکہ اسے پکڑ کر کھینچ بھی لیا تھا جس سے گانٹھ کھل گئی تھی اور گانٹھ کھلنے کا احساس بھی اسے ہو گیا تھا کیونکہ رسی معمولی سی ڈھیلی پڑ گئی تھی لیکن ظاہر ہے پوری رسیاں ہٹانے میں وقت چاہئے تھا اور اسے معلوم تھا کہ اس بار اسے وقت نہیں دیا جائے گا۔ خاص طور پر کرنل جوڈی اپنے انداز سے ایسا آدمی دکھائی دے رہا تھا جو مارشل آرٹ میں باقاعدہ تربیت یافتہ ہو اور اس نے کرنل جوڈی کو ہر صورت میں اور ہر قیمت پر زندہ دانش منزل لے جانا تھا تاکہ اس سے مزید پوچھ گچھ کی جا سکے کیونکہ یہی کرنل جوڈی ہی تھا جس نے جسٹن اور برانڈ کو اسرائیلی خلائی سیارے سے لنکڈ سیٹلائٹ فون مہیا کئے تھے اور سرداور کے اغوا میں بھی یہی آدمی ملوث تھا۔ گو اسے معلوم تھا کہ برانڈ اور جسٹن کا تعلق ایکریمیا سے ہے لیکن اس کی پشت پر موجود کرنل جوڈی ان کے لئے ایک بہت بڑا سوالیہ نشان تھا جس کا جواب اس صورت میں ہی سامنے آ سکتا تھا کہ کرنل جوڈی کو زندہ سلامت دانش منزل لے جایا جائے۔ چنانچہ اس نے اس حالت میں بھی فوری حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا ورنہ اسے ان لوگوں پر یقین نہ تھا۔ یہ لوگ کسی بھی لمحے اس پر فائر کھول سکتے تھے۔

''ہاں۔ ہم نے تصدیق کرائی ہے اور اسی لئے تمہیں زندہ رہنے کا موقع حاصل ہوگیا تھا لیکن ہمیں بتایا گیا ہے کہ تمہارے کاغذات جعلی ہیں''...... کرنل جوڈی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم میرے ساتھ چوہے بلی والا کھیل مت کھیلو۔ تم اس وقت شدید ترین خطرے میں ہو اور مجھے کافرستان سے اسی لئے بھجوایا گیا ہے کہ میں تمہیں اس بارے میں اطلاع دے دوں لیکن تم نے الٹا مجھے ہی مجرم سمجھ لیا ہے''...... بلیک زیرو نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا تعلق کس سے ہے اور کس نے تمہیں یہاں بھیجا ہے اور میرا نام تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے''...... کرنل جوڈی نے سخت لہجے میں کہا۔

''میرا تعلق کافرستان کے اسرائیلی ڈیسک سے ہے اور مجھے یہاں بھیجنے والا کرنل جوگندر سنگھ ہے جو اسرائیلی ڈیسک کا انچارج ہے اور اس نے کہا ہے کہ پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس کے پاس تمہارا ایک سیٹلائٹ فون پہنچ گیا ہے اور کسی بھی لمحے تمہیں اور تمہاری تنظیم کو ٹریس کیا جا سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے اپنے طور پر ایک کہانی بناتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر کسی تنظیم کا نام لینے کی بجائے ڈیسک کا لفظ استعمال کیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ہر ملک میں دوسرے اہم ممالک کے متعلق تازہ ترین معلومات کے حصول

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے لئے ڈیسک قائم کئے جاتے ہیں۔

''تم مسلسل جھوٹ بول کر ہمارا وقت ضائع کر رہے ہو اس لئے اب تم چھٹی کرو''...... کرنل جوڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل کا رخ بلیک زیرو کی طرف کرتا بلیک زیرو کی ایک ٹانگ حرکت میں آئی اور دوسرے لمحے اس کے پیر میں موجود جوتا کسی تیز رفتار پرندے کی طرح اڑتا ہوا سیدھا کرنل جوڈی کے منہ پر پوری قوت سے پڑا اور کرنل جوڈی چیختا ہوا ایک جھٹکے سے پیچھے ہوا تو اس کی کرسی کے پایوں نے جگہ چھوڑ دی اور وہ ایک دھماکے سے پشت کے بل نیچے جا گرا۔

اسی لمحے بلیک زیرو کی دوسری ٹانگ بھی مخصوص انداز میں حرکت میں آئی اور اس کا دوسرا جوتا پہلے سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے ساتھ بیٹھے ہوئے سردار خان کے سینے پر پڑا اور وہ بھی جھٹکا کھا کر پیچھے کی طرف ہوا ہی تھا کہ اس کے عقب میں کھڑے ساجن نے یکلخت چیختے ہوئے بلیک زیرو کی طرف دوڑ لگا دی۔ وہ اس انداز میں چیختا ہوا دوڑ رہا تھا جیسے بلیک زیرو کو کرسی سمیت اٹھا لے جائے گا لیکن جیسے ہی وہ قریب پہنچا بلیک زیرو نے یکلخت دونوں ٹانگیں اٹھا کر اس کے پیٹ پر ماریں اور جھولا کھانے کی وجہ سے بلیک زیرو کی کرسی ایک دھماکے سے عقبی دیوار سے ٹکرائی اور پھر اچھل کر وہ منہ کے بل کرسی سمیت نیچے گرا ہی تھا کہ یکلخت اس

نے اسی حالت میں الٹی قلابازی کھائی اور اس کا جسم کرسی سمیت فضا میں قلابازی کھا کر اٹھتے ہوئے کرنل جوڈی اور سردار احمد خان سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا اور کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

گانٹھ چونکہ پہلے ہی کھل چکی تھی اور اس طرح جھکولے کھانے اور پھر قلابازی کھا کر گرنے سے بلیک زیرو کے جسم کے گرد موجود تمام رسیاں اس قدر ڈھیلی پڑ گئیں کہ بلیک زیرو کسی مچھلی کی طرح کرسی اور رسیوں کی گرفت سے باہر آ گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا ساجن کسی توپ کے گولے کی طرح اس سے ٹکرایا اور بلیک زیرو اس سے ٹکرا کر پشت کے بل نیچے گرا لیکن دوسرے لمحے ساجن اس کے پیروں میں اٹھتا ہوا اچھل کر ایک زور دار دھماکے سے ایک بار پھر فرش سے اٹھتے ہوئے کرنل جوڈی اور سردار احمد خان سے جا ٹکرایا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ تینوں سنبھل کر اٹھتے بلیک زیرو نہ صرف اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا بلکہ اس کے ہاتھ میں وہ مشین پسٹل بھی آ گیا جو کرنل جوڈی کے ہاتھ سے نکل کر پیچھے جا گرا تھا۔

اس کے ساتھ ہی کمرہ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ساتھ سردار احمد خان اور ساجن دونوں کی بھیانک چیخوں سے گونج اٹھا جبکہ کرنل جوڈی مشین پسٹل کی پرواہ کئے بغیر اس طرح اچھل کر بلیک زیرو سے آ ٹکرایا جیسے بند سپرنگ اچانک کھلتا ہے۔ بلیک

RAFREXO@HOTMAIL.COM

زیرو کے ہاتھ سے نہ صرف مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا بلکہ وہ بھی پشت کے بل نیچے فرش پر جا گرا۔ کرنل جوڈی بھی اس کے ساتھ ہی نیچے گرا تھا لیکن اس کے انداز میں بے پناہ پھرتی تھی۔ وہ نیچے گرتے ہی گھٹنوں کے بل یکلخت کسی بڑے مینڈک کی طرح فضا میں اچھلا اور اس نے اپنے طور پر دونوں گھٹنے جوڑ کر پوری قوت سے بلیک زیرو کے پیٹ کے نچلے حصے پر خوفناک ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے کہ اس کے گھٹنے بلیک زیرو کے نچلے حصے پر پڑتے بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے نہ صرف کروٹ بدل گیا بلکہ کروٹ بدلتے ہی اس کا نچلا جسم کسی قوس کی طرح گھومتا ہوا کروٹ بدل جانے کی وجہ سے کرنل جوڈی کے فرش پر گرنے والے جسم سے پوری قوت سے ٹکرایا اور کرنل جوڈی پہلو کے بل فرش پر گر کر کچھ دور تک لڑھکتا چلا گیا۔

اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو بجلی کی سی تیزی سے اٹھا لیکن کرنل جوڈی بھی واقعی لڑنا بھڑنا جانتا تھا۔ وہ بھی بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہوا اور نہ صرف کھڑا ہوا بلکہ وہ دائیں طرف کو جھکائی دے کر یکلخت بائیں طرف کو گھوم گیا اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو فضا میں کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا کمرے کی عقبی دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔ کرنل جوڈی نے واقعی انتہائی خوبصورت داؤ لگایا تھا اور بلیک زیرو اس داؤ میں آ گیا تھا۔ اس کے نتیجے میں بلیک زیرو اڑتا ہوا دیوار سے پوری قوت سے جا ٹکرایا اور چھت سے

گرنے والی چھپکلی کی طرح ایک دھماکے سے فرش پر آ گرا۔ اس کے سر کا عقبی حصہ دیوار سے پوری قوت سے ٹکرایا تھا اور بلیک زیرو کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کا دماغ سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا ہو لیکن اس نے فوری طور پر اپنے آپ کو سنبھالا جبکہ کرنل جوڈی یہی سمجھا تھا کہ بلیک زیرو دیوار سے ٹکرا کر نیچے فرش پر گر کر بے ہوش ہو چکا ہے اس لئے وہ بلیک زیرو کی طرف آنے کی بجائے اس طرف کو دوڑ پڑا جہاں مشین پسٹل پڑا ہوا تھا اور یہیں وہ مار کھا گیا ورنہ اگر وہ فوری طور پر بلیک زیرو پر حملہ کر دیتا تو بلیک زیرو یقیناً اپنا دفاع بھی نہ کر سکتا تھا لیکن اس کے مشین پسٹل کی طرف دوڑنے کی وجہ سے بلیک زیرو کو چند لمحے مل گئے اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

کرنل جوڈی کی اس کی طرف پشت تھی اور وہ جھک کر فرش پر گرا ہوا مشین پسٹل اٹھا رہا تھا کہ بلیک زیرو نے یکلخت اس پر چھلانگ لگا دی اور وہ مشین پسٹل اٹھا کر اور مڑ کر اٹھتے ہوئے کرنل جوڈی سے پوری قوت سے ٹکرایا اور کرنل جوڈی چیختا ہوا نہ صرف منہ اور سینے کے بل فرش سے جا ٹکرایا بلکہ زوردار دھکے کی وجہ سے وہ منہ اور سینے کے بل فرش پر آگے کی طرف گھسٹتا چلا گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا بلیک زیرو نے اس کی پشت پر بالکل اس طرح چھلانگ لگا دی جس طرح کرنل جوڈی نے اس کے پیٹ کے نچلے حصے پر گھٹنے مارنے کے لئے چھلانگ لگائی تھی۔ اس وقت چونکہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بلیک زیرو پشت کے بل فرش پر تھا اس لئے اس نے اسے آتے دیکھ کر کروٹ بدل لی لیکن کرنل جوڈی اس وقت سینے کے بل فرش پر پڑا تھا اس لئے وہ نہ بلیک زیرو کو دیکھ سکا اور نہ ہی اپنے آپ کو بچا سکا اور بلیک زیرو کے دونوں جڑے ہوئے گھٹنے اس کی پشت کے عین درمیان میں ریڑھ کی ہڈی پر پڑے اور اس کے ساتھ ہی کمرہ کرنل جوڈی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

بلیک زیرو اچھل کر سائیڈ پر گرا اور پھڑک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کرنل جوڈی نے بھی پلٹ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے نچلے جسم نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا اور وہ اس خارش زدہ کتے کی طرح فرش پر لوٹنے لگا جو اپنی دم منہ میں دبا کر زمین پر لوٹتا ہے۔ بلیک زیرو سمجھ گیا کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ یا تو ٹوٹ گیا ہے یا اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے اس لئے اس نے بے اختیار اطمینان بھرے لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

کرنل جوڈی واقعی لڑنے بھڑنے میں کسی طرح کم نہ تھا۔ بس یہ بلیک زیرو کی خوش قسمتی تھی کہ عین اس لمحے جب بلیک زیرو دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا تھا کرنل جوڈی بجائے بلیک زیرو کو ختم کرنے کے مشین پسٹل کی طرف دوڑ پڑا تھا ورنہ اس وقت یقیناً یہاں بلیک زیرو کی لاش پڑی دکھائی دیتی۔ کرنل جوڈی چند لمحوں بعد یکلخت ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ تکلیف کی شدت سے وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو تیزی سے مڑا اور اس نے کرسی کے ساتھ فرش پر

پڑی ہوئی رسی کھینچی اور پھر رسی کی مدد سے اس نے کرنل جوڈی کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے باندھ دیئے جبکہ باقی رسی سے اس نے اس کی دونوں ٹانگیں بھی باندھ دیں۔

گو اسے معلوم تھا کہ ریڑھ کی ہڈی پر ضرب لگنے سے کرنل جوڈی کا نچلا جسم مفلوج ہو چکا ہے لیکن وہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ یہ مفلوج پن کسی بھی وقت اچانک ختم بھی ہو سکتا تھا۔ رسی سے ٹانگیں باندھنے کے بعد بلیک زیرو مشین پسٹل اٹھائے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے سر میں اس وقت بھی شدید درد ہو رہا تھا اور چلتے ہوئے اسے چکر سے آ رہے تھے لیکن اسے معلوم تھا کہ اگر وہ یہاں گر گیا تو پھر اسے قیامت کے دن ہی ہوش آ سکتا ہے اس لئے اس نے اپنے آپ کو سنبھالے رکھا اور پھر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ لیکن پورا ڈیرہ خالی پڑا تھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ڈیرے کا بڑا سا لکڑی کا پھاٹک بھی بند تھا اور اس کی کار کے ساتھ سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی جیپ بھی کھڑی تھی۔

بلیک زیرو نے برآمدے اور اس کے اطراف کا جائزہ لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس پر تشدد کرنے کا چونکہ وہ ارادہ رکھتے تھے اس لئے انہوں نے خصوصی طور پر ڈیرہ خالی کرا کر اس کا پھاٹک بند کر دیا تھا۔ بلیک زیرو واپس مڑا اور اندر آ کر اس نے جھک کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے کرنل جوڈی کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر

RAFREXO@HOTMAIL.COM

وہ اسے لئے کمرے سے نکل کر تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایسے موقعوں پر چونکہ وہ کار کی چابی ہمیشہ اگنیشن میں ہی چھوڑ دیا کرتا تھا اس لئے چابی اب بھی اگنیشن میں موجود تھی۔ اس نے کرنل جوڈی کو عقبی سیٹوں کے درمیان ڈال کر دونوں اطراف کے دروازوں کو لاک کیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے پھاٹک کھولا اور واپس آ کر کار میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کرنل جوڈی کو لے کر تیزی سے واپس دارالحکومت کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

سر عبدالرحمٰن اپنے آفس میں بیٹھے ایک فائل پڑھنے میں معروف تھے۔ ان کے چہرے پر قدرے حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ انہوں نے فائل پڑھتے پڑھتے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے ان کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''سپرنٹنڈنٹ فیاض کو آفس بھجواؤ''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا اور رسیور رکھ دیا لیکن ان کی نظریں مسلسل فائل پر ہی جمی ہوئی تھیں اور جیسے جیسے وہ اسے پڑھتے جا رہے تھے ان کے چہرے پر حیرت اور تعجب کے تاثرات ابھرتے چلے آ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد دروازے کا پردہ ہٹا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''بیٹھو''...... سر عبدالرحمٰن نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھے بغیر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''تھینک یو سر''...... سوپر فیاض نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر میز کی سائیڈ پر موجود کرسی پر بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ سر عبدالرحمٰن مسلسل فائل پڑھتے رہے جبکہ سوپر فیاض خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ پھر آخری صفحہ پڑھ کر سر عبدالرحمٰن نے فائل بند کی اور ایک طویل سانس لیا۔

''تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے سوپر فیاض۔ مجھے خوشی ہے کہ ہمارا محکمہ اس قدر بڑی بڑی تنظیموں کو نہ صرف ٹریس کر لیتا ہے بلکہ ان کی بیخ کنی بھی کر دیتا ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے سر اٹھا کر سوپر فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سر۔ یہ سب کچھ آپ کی سرپرستی کی وجہ سے ہوا ہے سر''...... سوپر فیاض نے مسرت بھرے لیکن قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم نے بروقت جس طرح پورے پاکیشیا میں کارروائی کی ہے انتہائی خطرناک اسلحے کے بڑے بڑے ڈھیر پکڑے ہیں اور اس قدر بڑی تنظیم کے افراد کو گرفتار کیا ہے وہ واقعی قابل تحسین ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا تو سوپر فیاض اس بار خاموش بیٹھا رہا۔

''یہ فائل تمہاری رپورٹ پر مبنی ہے۔ آج کے اخبارات بھی

تمہاری کارکردگی سے بھرے ہوئے ہیں لیکن تم نے اس رپورٹ میں یہ نہیں بتایا کہ تمہیں جعفر آباد میں کاٹن فیکٹری کے نیچے بنے ہوئے اسلحے کے گوداموں کا علم کیسے اور کیونکر ہوا جبکہ جعفر آباد یہاں سے کافی فاصلے پر ہے اور سڑک سے بھی کافی ہٹ کر ایک عام سا قصبہ ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''جناب۔ میں نے رپورٹ میں تفصیل سے درج کیا ہے کہ ہمارے ایک مخبر نے یہاں دارالحکومت کے روز کلب کی لابی میں دو افراد کو اسلحے کی ڈیل کرتے ہوئے سنا تو اس نے فون پر مجھے اطلاع دی۔ میں نے ان دونوں آدمیوں کی نگرانی دو انسپکٹروں سے کرائی۔ ان میں سے ایک آدمی منشی ساجن جعفر آباد کے سردار احمد خان کا خاص آدمی تھا۔ سردار احمد خان جعفر آباد کے جاگیردار حاکم علی کا مینجر ہے۔ اس نے کاٹن فیکٹری کے قریب ہی ڈیرہ بنا رکھا ہے۔ ہم نے وہاں چھاپہ مارا تو وہاں ہمارا مقابلہ کیا گیا لیکن پھر ہم نے ان پر قابو پا لیا اور اس کے بعد اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ سامنے آ گیا۔ پھر ہم نے مزید کام کیا اور اس طرح پورے پاکیشیا میں پھیلی ہوئی اس تنظیم کے اڈے سامنے آ گئے''...... سوپر فیاض نے پوری تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

''یہ سب میں نے پڑھ لیا ہے لیکن تمہاری رپورٹ کے مطابق سردار احمد خان اور اس کا نائب منشی ساجن ڈیرے پر چھاپے کے دوران ہلاک ہو گئے تھے۔ پھر فیکٹری کے نیچے بنے ہوئے تہہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

خانوں تک تمہاری رہنمائی کس نے کی''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا تو سوپر فیاض کے چہرے پر یکلخت گھبراہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔

''جناب۔ اس سردار احمد خان نے پوچھ گچھ کے دوران بتایا تھا جناب''...... سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ تم نے اس سردار احمد خان کو پوچھ گچھ کے دوران گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ کیوں''...... سر عبدالرحمٰن کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا اور سوپر فیاض کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے جناب کہ ہم کسی آدمی کو چاہے وہ مجرم ہی کیوں نہ ہو گولی مار دیں''...... سوپر فیاض نے فوراً ہی بات کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ طویل عرصے سے سر عبدالرحمٰن کے ساتھ کام کرتا چلا آ رہا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ سر عبدالرحمٰن جس طرح ضابطوں اور اصولوں کے پابند ہیں وہ ابھی اس کی گرفتاری کا نہ صرف حکم دے دیں گے بلکہ اس کے خلاف قتل کا مقدمہ بھی درج کرا دیں گے اور پھر اسے اپنی گردن بچانا مشکل ہو جائے گی۔

''تو پھر کیا ہوا۔ سچ بتاؤ''...... سر عبدالرحمٰن نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

''سر۔ سر۔ واقعی یہی سچ ہے کہ ہم نے اس سے پوچھ گچھ کی۔ پھر اس نے فرار ہونے کی کوشش کی اور اس کوشش میں وہ مارا گیا''...... سوپر فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کون کون موجود تھا اس وقت''...... سر عبدالرحمٰن نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ پوچھ گچھ میں نے اکیلے ہی کی تھی''...... سوپر فیاض نے رو دینے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اپنے دفتر جاؤ اور اچھی طرح سوچ سمجھ کر کل مجھے تحریری رپورٹ پیش کرو۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس بارے میں باقاعدہ تحقیقات کرائی جائیں کیونکہ مجرموں کو پکڑنے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ تمہیں لوگوں کو مارنے کا لائسنس دے دیا گیا ہے۔ جاؤ اور سنو۔ اگر تم نے اپنی رپورٹ میں جھوٹ لکھنے کی کوشش کی تو تمہارا انجام انتہائی عبرتناک بھی ہوسکتا ہے۔ جاؤ''...... سر عبدالرحمٰن نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو سوپر فیاض ایک جھٹکے سے اٹھا۔ اس نے سلام کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر چلا گیا۔

''نانسنس۔ ایسا کام کر کے سمجھ لیتے ہیں کہ ان پر قانون لاگو ہی نہیں ہوتا''...... سر عبدالرحمٰن نے فائل اٹھا کر میز کی دراز میں رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر دوسری فائل اٹھا کر انہوں نے اپنے سامنے رکھی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ ابھی انہوں نے دو تین صفحات ہی پڑھے تھے کہ آفس کا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر سر عبدالرحمٰن نے سر اٹھایا تو عمران کو اندر آتے دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''یہ کیا طریقہ ہے۔ تمہیں اجازت لے کر اندر آنا چاہئے تھا''۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

سر عبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے اجازت لے لی ہے۔ آپ بے فکر رہیں''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا اور آگے بڑھ کر کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس آفس کا انچارج وہی ہو اور سر عبدالرحمٰن بطور مہمان آئے ہوئے ہوں۔

''کس سے اجازت لی ہے تم نے۔ اب جھوٹ بھی بولنے لگ گئے ہو''...... سر عبدالرحمٰن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ ان کا چہرہ غصے سے قندھاری انار کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ ظاہر ہے عمران نے ان کے منہ پر جھوٹ بولا تھا۔

''میں کیوں جھوٹ بولوں گا ڈیڈی۔ اماں بی کہتی ہیں کہ جھوٹ بولنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے کوڑے ماریں گے''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''پھر وہی بکواس۔ کیوں آئے ہو''...... سر عبدالرحمٰن مزید غصے میں آ گئے۔

''ڈیڈی۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اماں بی کو ایک فون کر لوں''...... عمران نے یکلخت سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ۔ چلو اٹھو اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے کوئی وقت نہیں ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ڈیڈی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آفس سے باہر ایک بزرگ

صورت صاحب کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا میں اندر جا سکتا ہوں تو اس نے مجھے انتہائی خوشی سے اجازت دے دی۔ اس طرح میں اجازت لے کر اندر آیا ہوں۔ میں نے جھوٹ نہیں بولا''...... عمران نے اس بار یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''بابا کرم دین ضرورت سے زیادہ ہی تم پر مہربانی کر جاتے ہیں۔ اب کیا کہوں۔ ریٹائر ہونے والے ہیں''...... سر عبدالرحمٰن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے بوڑھے چپڑاسی کی وجہ سے بے بس ہو کر رہ گئے ہوں۔ بابا کرم دین واقعی ان کے پرانے چپڑاسی تھے اور اب چند ماہ بعد ریٹائر ہونے والے تھے اس لئے سر عبدالرحمٰن ان کی قدر کرتے تھے۔

''اور دوسری بات یہ ہے ڈیڈی کہ میں تو آپ اور آپ کے محکمے کو خراج تحسین پیش کرنے آیا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں ایسی فضول باتیں کرنے کی۔ یہ ڈیوٹی ہے اور ڈیوٹی تو بہرحال دینی ہے اور دی جاتی رہتی ہے''۔ سر عبدالرحمٰن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں جا کر چیف کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ خواہ مخواہ آپ کے کارنامے پر اس طرح پھولا بیٹھا ہے جیسے یہ کارنامہ آپ نے نہیں بلکہ اس نے خود سرانجام دیا ہو۔ ایک گھنٹے تک تو اس نے میرے کان کھائے اور تعریفیں سن سن کر میرے کان پک گئے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ڈیوٹی از ڈیوٹی''...... عمران نے منہ بناتے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہوئے جواب دیا تو سر عبدالرحمٰن بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ظاہر ہے ایکسٹو جو کسی کی تعریف نہ کرتا تھا وہ اس معمولی سے کام پر اس طرح ان کی تعریفیں کیوں کرنے لگا تھا۔ وہ یہی سمجھے تھے کہ عمران اپنے طور پر یہ ساری باتیں کر رہا ہے۔

''تم نے پھر جھوٹ بولنا شروع کر دیا ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''آپ سر سلطان کو فون کریں۔ انہیں ایکسٹو کا نمبر معلوم ہے۔ انہیں کہیں کہ وہ ایکسٹو کو فون کر کے ان سے پوچھیں کہ انہوں نے مجھے اپنا نمائندہ خصوصی بنا کر یہاں کس لئے بھیجا ہے اور سپرنٹنڈنٹ فیاض نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کی کیا اہمیت ہے''۔ عمران نے چیلنج کرنے والے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ تم اس کے نمائندہ خصوصی ہو اور تمہیں اس کا نمبر بھی معلوم نہیں ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ مجھے خود فون کرتے ہیں۔ میں نے رپورٹ دینی ہو تو سر سلطان کو دیتا ہوں۔ وہ آگے کہتے ہیں اور ایکسٹو مجھے فون کر کے مجھ سے رپورٹ لیتا ہے''...... عمران نے کہا تو سر عبدالرحمٰن بے اختیار مسکرا دیئے۔

''ٹھیک کرتے ہیں وہ۔ تم ہو ہی اس قابل کہ تم پر اعتماد نہ کیا

جائے''...... سر عبدالرحمٰن نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

''بہرحال اب آپ مجھے بتائیں کہ میں کیا جواب دوں چیف کو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میری طرف سے ان کا شکریہ ادا کر دینا۔ ویسے یہ ایک عام سا مشن تھا۔ اس میں ایسی کوئی خصوصیت نہ تھی کہ جس پر تعریف کی خصوصی طور پر ضرورت ہو''...... سر عبدالرحمٰن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ بھی عمران کے ڈیڈی تھے اس لئے وہ کسی کا احسان چاہے وہ صرف تعریفی ہی کیوں نہ ہو اٹھانے کے قائل نہ تھے۔

''اس کا مطلب ہے ڈیڈی کہ آپ کو اصل بات کا علم ہی نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو سر عبدالرحمٰن بے اختیار چونک پڑے۔

''اصل بات۔ کیا مطلب''...... سر عبدالرحمٰن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''اصل بات یہ ہے ڈیڈی کہ سوپر فیاض کے اس کارنامے کی وجہ سے پاکیشیا کے خلاف انتہائی خوفناک اسرائیلی سازشیں ناکام ہو گئی ہیں''...... عمران نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا تو سر عبدالرحمٰن کا چہرہ دیکھنے والا ہو گیا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیا کوئی نیا مذاق ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''سردار احمد خان کا غیر ملکیوں کے ساتھ بے حد رابطہ تھا۔ چیف کو چند ایسی اطلاعات ملی تھیں کہ یہ غیر ملکی پاکیشیا کے خلاف کسی کام میں مصروف ہیں لیکن یہ معلوم نہ ہو رہا تھا کہ یہ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ یہ غیر ملکی اکثر سردار احمد خان سے ملنے جعفر آباد آتے جاتے رہتے تھے اور چیف کے آدمی جعفر آباد میں بھی ان کی نگرانی کر رہے تھے اور دارالحکومت میں بھی۔ جس اڈے پر سوپر فیاض نے سردار احمد خان پر کسی مخبر کی رپورٹ پر چھاپہ مارا تو چیف کے آدمیوں نے اسے رپورٹ دی ہوئی تھی کہ ایک غیر ملکی اس سے ملنے آیا ہوا ہے لیکن وہ سوپر فیاض کے ہاتھ نہ آیا اور سوپر فیاض نے اس سے اور مینجر سے پوچھ گچھ کے بعد جب فیکٹری کے نیچے بنے ہوئے گوداموں میں موجود اسلحے کے سٹاکس پر چھاپے مارے تو سردار احمد خان نے فرار ہونے کی کوشش کی لیکن اس کوشش میں وہ ہلاک ہو گیا۔ چنانچہ چیف نے اپنے آدمیوں کو اس غیر ملکی کو ٹریس کر کے پکڑنے کا حکم دے دیا اور چیف کے آدمیوں نے اسے سردار احمد خان کے ڈیرے کے نیچے ایک خفیہ تہہ خانے سے پکڑ لیا اور اسے دارالحکومت پہنچا دیا جہاں اس سے معلومات ملیں کہ وہ اسرائیلی ہے اور اس کا اصل نام کرنل جوڈی ہے اور اس کی یہاں پاکیشیا میں پوری تنظیم ہے جو کئی سالوں سے یہاں کام کر رہی ہے۔ ان کا مشن یہ تھا کہ وہ بڑے بڑے سائنس دانوں، اعلیٰ حکام اور جرنیلوں کو کسی نہ کسی انداز میں بلیک میل کر کے ان کے خلاف سچا

جھوٹا بلیک میلنگ سٹف تیار کرتے رہتے تھے۔ اس طرح یہ اعلیٰ حکام بلیک میل ہو کر انہیں اپنے سرکاری آفس کے انتہائی خفیہ راز تک پہنچا دیتے تھے۔ کرنل جوڈی کے قابو میں آ جانے کی وجہ سے اس کی پوری تنظیم قابو میں آ گئی اور ان کے تمام اڈے بھی اور ان کا اب تک بنایا ہوا تمام بلیک میلنگ سٹف بھی اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا ہے کہ سوپر فیاض نے سردار احمد خان پر ہاتھ ڈال دیا تھا اور چیف کو مجبوراً کرنل جوڈی کو گرفتار کرنے کا حکم دینا پڑا ورنہ وہ اسے ڈھیل دے رہا تھا کیونکہ اس کے پاس اس کے خلاف کوئی ثبوت نہ تھا اور آپ کی طرح وہ بھی بااصول ہے کہ بغیر ثبوت کسی کو گرفتار نہیں کرتا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اب تو اسے بغیر کسی ثبوت کے گرفتار کیا گیا ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ سوپر فیاض کے چھاپے کے بعد جب غیر ملکی اسلحے کا سٹاک پکڑا گیا تو چیف نے اس لئے غیر ملکی کو گرفتار کرا لیا کہ اس کا خیال تھا کہ غیر ملکی ہی اس اسلحے کی ڈیل میں شامل ہو گا لیکن وہاں تو معاملہ ہی دوسرا تھا۔ اس طرح سوپر فیاض کی وجہ سے پاکیشیا کے خلاف اسرائیلی سازش ناکام ہو گئی اور چیف نے اس لئے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ کو مبارک باد دوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارے چیف کا مشکور ہوں''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

''وہ۔ وہ چیف مٹھائی کھانے کا بہت شوقین ہے اس لئے کچھ رقم دے دیں تاکہ میں آپ کی طرف سے انہیں مٹھائی کے دو چار ٹرک بھجوا دوں''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''دو چار ٹرک۔ یہ تمہارا چیف دو چار ٹرک کھاتا ہے مٹھائی کے۔ چلو اٹھو ورنہ''...... سر عبدالرحمٰن نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے میز کی دراز کھینچی۔

''آپ کی بجائے میں سوپر فیاض سے وصول کر لیتا ہوں۔ آپ کا شکریہ۔ آپ نے اجازت تو دے دی ہے''...... عمران نے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا تو سر عبدالرحمٰن بے اختیار مسکرا دیئے۔ گو انہوں نے عمران کے سامنے اپنی مسرت کا اظہار نہیں کیا تھا لیکن یہ حقیقت تھی کہ چیف کی طرف سے تعریف و تحسین نے ان کا سر فخر سے بلند کر دیا تھا۔ انہیں حقیقتاً بے حد مسرت ہو رہی تھی اور انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ اس کارنامے پر سوپر فیاض کو خصوصی انعام دیئے جانے کی سفارش ضرور کریں گے۔ انہوں نے یہ سوچ کر فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''یس''...... سر عبدالرحمٰن نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''سر سلطان کی کال ہے جناب''...... دوسری طرف سے ان کے

پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''عبدالرحمٰن بول رہا ہوں۔ کیسے فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات''۔ سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

''ہاں۔ تمہارے محکمے نے اسلحے کے اسمگلروں کے خلاف جو کارروائی کی ہے وہ واقعی انتہائی شاندار ہے۔ صدر صاحب بھی اس کی تعریف کر رہے تھے''...... سر سلطان نے کہا تو سر عبدالرحمٰن کا چہرہ بے اختیار گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

''شکریہ سر سلطان۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے عمران یہاں موجود تھا۔ وہ ایکسٹو کی نمائندگی کرتے ہوئے خصوصی مبارک باد دینے آیا تھا لیکن ایک بات آپ چیف کو سمجھا نہیں سکتے کہ وہ اپنا نمائندہ خصوصی اس احمق اور نکھٹو کو بنانے کی بجائے کسی سنجیدہ آدمی کو بنائے۔ نجانے انہیں اس احمق میں کیا نظر آتا ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے کہا تو دوسری طرف سے سر سلطان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ وہ اب سر عبدالرحمٰن کو کیا بتاتے کہ اصل بات کیا ہے۔

''آپ ہنس رہے ہیں۔ اس احمق کی فضول باتوں کی وجہ سے میرا بلڈ پریشر ہائی ہو گیا ہے اور سوائے فضول باتوں اور احمقانہ حرکتوں کے اسے اور آتا ہی کیا ہے''...... سر عبدالرحمٰن نے منہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بناتے ہوئے کہا۔

''چیف کو اس میں کچھ نظر آتا ہی ہو گا ورنہ وہ اسے اپنا نمائندہ خصوصی نہ بناتے لیکن یہ بتاؤ کہ یہ تو اسلحہ کی اسمگلنگ کا ایک عام واقعہ ہے۔ چیف کا اس سے کیا تعلق بن گیا ہے''۔ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سر عبدالرحمٰن نے انہیں عمران کی بتائی ہوئی تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ پھر تو واقعی تمہارے محکمے نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ویری گڈ۔ اب میری طرف سے بھی خصوصی مبارک باد قبول کرو''...... سر سلطان نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا تو سر عبدالرحمٰن نے خوش ہو کر ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر ادھر ادھر کی چند باتیں کر کے انہوں نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا لیکن اب ان کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی دلی طور پر بے حد مسرت محسوس کر رہے ہیں۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''...... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آپ سر عبدالرحمٰن کے آفس گئے تھے انہیں مبارک باد دینے کے لئے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''تمہیں کس نے اطلاع دی ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر سلطان نے''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''تو ڈیڈی نے سر سلطان کو شکایت کی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکایت نہیں کی۔ آپ نے سردار احمد خان کی اسلحے کی بہت

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بڑی کھیپ ٹریس کر کے سوپر فیاض کو اطلاع دے دی۔ سوپر فیاض نے پورے پاکیشیا میں چھاپے مار کر انتہائی حساس اسلحہ کے سٹاکس پکڑے اور پوری تنظیم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ اخبارات نے اسے بہت نمایاں کیا اور ٹی وی چینلز نے بھی اسے بہت زیادہ اہمیت دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صدر صاحب نے بھی سنٹرل انٹیلی جنس کی کارکردگی کی تعریف سر سلطان سے کی اور سر سلطان نے آپ کے ڈیڈی کو فون کیا تاکہ صدر مملکت کے جذبات ان تک پہنچا سکیں۔ انہوں نے بتایا کہ آپ وہاں چیف کا نمائندہ خصوصی بن کر پہنچے اور چیف کی طرف سے آپ نے انہیں مبارک باد دی۔ البتہ آپ کے ڈیڈی کو اس بات پر غصہ تھا کہ چیف آخر آپ جیسے احمق اور نکھٹو کو کیوں اپنا نمائندہ خصوصی بناتا ہے''...... بلیک زیرو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں دراصل سوپر فیاض سے کچھ جیب خرچ وصول کرنے اس کے آفس گیا تو وہ بیٹھا اپنے مقدر کو رو رہا تھا کیونکہ وہ ڈیڈی سے کہہ بیٹھا تھا کہ سردار احمد خان زندہ اس کے ہاتھ لگ گیا تھا اور اس سے ساری پوچھ گچھ کے بعد ہی سارے سٹاکس اور تنظیم کا پتہ چلا۔ پھر اس نے فرار ہونے کی کوشش کی تو وہ ہلاک ہو گیا۔ ڈیڈی نے اس رپورٹ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور انہوں نے سوپر فیاض کو دھمکی دی کہ کل تک تحریری وضاحت مع گواہوں کے رپورٹ پیش کرے ورنہ ڈیڈی اس کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کرا دیں گے

اور سوپر فیاض کو یہ معلوم تھا اور مجھے بھی کہ ڈیڈی ایسا کر بھی گزرتے کیونکہ ظاہر ہے گواہ کہاں سے آتے۔ سردار احمد خان کی تو لاش سوپر فیاض کے حوالے کی گئی تھی۔ جس پر مجھے اپنے فنانسر کو بچانے کے لئے ڈیڈی کے آفس کا رخ کرنا پڑا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈیڈی نے سوپر فیاض کے اس شاندار کارنامے پر اسے خصوصی انعام دیئے جانے کی اعلیٰ حکام سے سفارش کر دی ہے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس دیا۔

”پھر آپ کو کیا وصول ہوا“...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جھڑکیاں“...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”جھڑکیاں۔ کیا مطلب۔ کیوں“...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میں جب سوپر فیاض کے پاس پہنچا تو وہ قتل کے مقدمے کے اندراج کے انتظار میں بیٹھا تھا اس لئے ظاہر ہے مجھے سوائے جھڑکیوں کے اور کیا ملنا تھا۔ پھر جب ڈیڈی کو سلام کر کے واپس گیا تو سوپر فیاض نے میری بات کو سرے سے تسلیم کرنے سے ہی انکار کر دیا۔ مجبوراً مجھے بے نیل و مرام واپس فلیٹ پر آنا پڑا جہاں ظاہر ہے خالی ہاتھ جانے کی وجہ سے آغا سلیمان پاشا سے بھی جھڑکیاں ہی ملنا تھیں“...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو اب آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ سر عبدالرحمٰن نے سوپر فیاض کو

RAFREXO@HOTMAIL.COM

خصوصی انعام دینے کی سفارش کی ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ابھی یہاں آنے سے پہلے سوپر فیاض کا فون آیا تھا۔ اس نے بتایا ہے اور پھر وہ بڑی مشکل سے رات کو کھانے کی دعوت پر آمادہ ہوا ہے“...... عمران نے کہا۔

”یہ تو زیادتی ہے سوپر فیاض کی۔ آپ نے اسے پکا پکایا حلوہ دے دیا اور وہ صرف ایک دعوت پر آپ کو ٹرخا رہا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”دعوت پر آمادہ ہو گیا ہے یہی کافی ہے۔ باقی میں خود اس سے وصولیاں کر لوں گا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب آپ نے اس ڈی ایجنسی کے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے“...... بلیک زیرو نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کیسا فیصلہ“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”ڈی ایجنسی نے یہاں سے فارمولا چرایا تھا جسے کوریئر سروس کی ڈیلیوری کے درمیان واپس حاصل کر لیا گیا۔ برائنڈ اور جیکی نے یہاں کا کاش علاقے میں واقع پاکیشیائی لیبارٹری تباہ کر دی۔ سائنس دانوں کو ہلاک کر دیا اور پھر سرداور کو اغوا کرایا۔ یہ تو صفدر نے اپنی جان پر کھیل کر برائنڈ اور جیکی کو کور کیا اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا۔ اس نے واقعی خوفناک جنگ لڑی ہے ورنہ صفدر اگر ذرا سا بھی حوصلہ ہار دیتا تو اس کا خاتمہ یقینی تھا۔ ٹائیگر کو اغوا کیا گیا۔ اس نے بھی بے حد ہمت اور دلیری سے کام لیتے ہوئے خوفناک لڑائی

کر کے اس کے ساتھی جسٹن کو کور کیا اور آپ پوچھ رہے ہیں کہ کیسا فیصلہ''..... بلیک زیرو نے کہا۔

''اور تم نے اپنی بات نہیں کی جس کی وجہ سے نہ صرف کرنل جوڈی ہاتھ آیا بلکہ اس کی پوری تنظیم بھی سامنے آ گئی ورنہ ہم تو بلیک اسکائی کے یہاں وجود اور اس کی کارروائیوں سے یکسر ناواقف تھے۔ اگر کرنل جوڈی، جسٹن اور برائنڈ کو اسرائیلی خلائی سیارے سے لنکڈ خصوصی فون نہ دیتا تو ہمیں کرنل جوڈی کے بارے میں کبھی کچھ معلوم نہ ہوتا''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میری بات چھوڑیں۔ میں نے تو ہر صورت میں آپ کے اعتماد پر پورا اترنا تھا''..... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں بلیک زیرو۔ تم نے واقعی ہمت کی ہے۔ جو کچھ تم نے بتایا ہے اسے سن کر مجھے احساس ہو گیا ہے کہ تم نے واقعی دونوں بار بے بس ہو جانے کے باوجود انتہائی شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ مجھے تم پر فخر ہے''..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

''شکریہ عمران صاحب۔ آپ کی یہ تعریف ہمارے لئے سب سے بڑا اعزاز ہے''..... بلیک زیرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو اب تم کیا چاہتے ہو کہ ہم اس ڈی ایجنسی کے خلاف کام کریں''..... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ضروری ہے ورنہ یہ لوگ باز نہیں آئیں گے اور

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مسلسل اس فارمولے کے حصول کے لئے ایجنٹس بھیجتے رہیں گے''..... بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''لیکن یہ تو سرکاری ایجنسی ہے اور ایکریمیا کے پاس ایجنسیوں کی کوئی کمی نہیں ہے''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کے چیف کرنل اسمتھ کا خاتمہ ضروری ہے۔ نیا چیف اس کی طرح احمق نہیں ہو گا''..... بلیک زیرو اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

''اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا بلیک زیرو۔ فارمولا ہم نے واپس حاصل کر لیا ہے اور ہماری تحویل میں ہے اس لئے اب سرکاری ایجنسی کے خلاف کارروائی سوائے حماقت کے اور کچھ نہیں ہو گی۔ میں خود کرنل اسمتھ سے بات کرتا ہوں''..... عمران نے کہا۔

''آپ کو اس کا فون نمبر معلوم ہے''..... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ برائنڈ اور جسٹن سے میں نے معلوم کر لیا تھا''۔ عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''..... رابطہ ہونے پر ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''کرنل اسمتھ چیف آف ڈی ایجنسی۔ میں پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''..... عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ لہجے میں کہا۔

''تم۔ تم نے مجھے فون کیا ہے۔ کہاں سے نمبر لیا ہے تم نے''۔ دوسری طرف سے غصے اور حیرت کے ملے جلے لہجے میں کہا گیا۔

''تمہاری ڈی ایجنسی کے سیکشن چیف برائنڈ اور اس کی بیوی اور

اس کی نائب جیکی اور اس کے ساتھ ساتھ تمہارے خصوصی ایجنٹ جسٹن سے تمہارا نمبر حاصل کیا تھا۔ تمہیں اطلاع تو مل گئی ہو گی کہ یہ تینوں اپنے تمام ساتھیوں سمیت قبروں میں اتار دیئے گئے ہیں اور یہ بھی سن لو کہ اب اگر تم نے فارمولے کے حصول کے لئے پھر کوئی ایجنٹ بھیجے تو پھر نہ تمہاری ڈی ایجنسی رہے گی اور نہ ہی تم''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم مجھے دھمکیاں دو۔ مجھے۔ ایکریمیا کی سب سے طاقتور ڈی ایجنسی کے چیف کو۔ میں تمہیں اور تمہاری پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت پورے پاکیشیا کو تباہ و برباد کر دینے کی طاقت رکھتا ہوں نانسنس''...... دوسری طرف سے کرنل اسمتھ نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اصل فساد کی جڑ تم ہو۔ تم چھوٹے آدمی ہوکر ایک بڑی سیٹ پر آ گئے ہو۔ اب تمہیں اس سیٹ سے ہٹانا پڑے گا''...... عمران نے بغیر کسی غصے کے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''کس میں جرأت ہے کہ مجھے سیٹ سے ہٹائے۔ تم اب دیکھنا کہ میں تم سب کا کیا حشر کرتا ہوں''...... دوسری طرف سے پہلے کی طرح چیختے ہوئے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''اب بھی آپ سوچیں گے عمران صاحب''...... بلیک زیرو کے لہجے میں غصے کی لہر موجود تھی اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار

RAFREXO@HOTMAIL.COM

ہنس پڑا اور بلیک زیرو ایسی نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین ہو کہ عمران کا ذہنی توازن درست نہیں ہے۔ عمران اس کی نظریں پہچان کر بے اختیار دوبارہ ہنس پڑا۔

''تم۔ تم مجھے وہ فائٹر بُل سمجھتے ہو جسے سرخ کپڑا دکھایا جائے تو وہ شوں شوں کرتا ہوا کپڑا دکھانے والے پر حملہ کر دیتا ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ بات نہیں ہے عمران صاحب۔ جس انداز میں کرنل اسمتھ نے بات کی ہے اس انداز پر آپ کو غصہ تو آنا چاہئے لیکن آپ غصہ کھانے کی بجائے الٹا ہنس رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران اس کے اس انداز پر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''کامیاب وہ لوگ ہوتے ہیں بلیک زیرو جو اپنے ذہن کو ہر موقع پر قابو میں رکھتے ہیں۔ اگر کرنل اسمتھ نے گھٹیا انداز میں باتیں کی ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں بھی اپنے آپ کو اس کی سطح پر لے جاؤں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ آپ کا ہی دل گردہ ہے عمران صاحب۔ نجانے آپ کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں''...... بلیک زیرو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''یہی بات ممبران تمہارے بارے میں کہتے ہیں کہ نجانے تم کس مٹی کے بنے ہوئے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پی اے ٹو چیف سیکرٹری''..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک خاتون کی مترنم ایکریمین آواز سنائی دی تو بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران ایکریمیا کے انتہائی بااثر چیف سیکرٹری لارڈ مارٹن کو کال کر رہا ہے۔

''پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ لارڈ مارٹن میرے انکل ہیں۔ میں نے ان سے پوچھنا ہے کہ کیا انہوں نے میری درخواست پر اپنے وصیت نامہ میں میرا نام بطور وراث درج کیا ہے یا اب بھی مجھے بگ آنٹی کی خدمات حاصل کرنا ہوں گی''..... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''آپ کے لئے میرے پاس خصوصی ہدایات ہیں عمران صاحب اس لئے میں بات کراتی ہوں''..... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

''لیں''..... چند لمحوں بعد لارڈ مارٹن کی بھاری اور رعب دار آواز سنائی دی۔

''ایک بار لیں کہنے سے کچھ نہیں ہوتا انکل۔ تین بار کہنا پڑتا ہے''۔ عمران نے جواب دیا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔ یہ واقعی عمران کی ہی شخصیت تھی جو دنیا کے اس طاقتور ترین انسان کے ساتھ اس انداز میں بات کر لیتا تھا۔

''وہ میں ایک بار کہہ چکا ہوں اور وہی کافی ہے۔ تم بولو۔ کیوں فون کیا ہے''..... دوسری طرف سے لارڈ مارٹن نے جواب دیا۔

''کیا ایکریمیا میں اب عقل مندوں کا فقدان ہو گیا ہے جو انتہائی اہم ترین سیٹوں پر احمقوں کو بٹھا دیا جاتا ہے''..... عمران نے

RAFREXO@HOTMAIL.COM

یکلخت انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ تم مجھے کہہ رہے ہو۔ کیوں''۔ لارڈ مارٹن نے یکلخت کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''آپ سے یہ بات براہ راست تو ابھی نہیں کر سکتا ورنہ آپ نے مجھے ظاہر ہے اپنے وارثوں کی لسٹ سے کاٹ دینا ہے۔ میں تو دوسری سیٹوں کے بارے میں کہہ رہا ہوں''..... عمران نے کہا۔

''تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو۔ میرے پاس تمہاری فضولیات سننے کا بالکل وقت نہیں ہے''..... لارڈ مارٹن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی ہے جسے ڈی ایجنسی کہا جاتا ہے۔ یہ ایکریمیا کی انتہائی اہم سرکاری ایجنسی سمجھی جاتی ہے جس کا چیف کرنل اسمتھ ہے''..... عمران نے کہا۔

''ہاں ہے۔ کیوں۔ کیا کیا ہے اس نے''..... لارڈ مارٹن کے لہجے میں حیرت تھی۔

''اس نے اپنا ایک سیکشن جس کا انچارج برائڈ نامی ایجنٹ ہے پاکیشیا بھیجا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی اور نائب جیکی نام کی عورت اور آٹھ دس مزید ایجنٹ تھے۔ انہوں نے خاموشی سے پاکیشیا کی ایک انتہائی اہم لیبارٹری سے کاسموس توانائی کا فارمولا اڑایا۔ اس لیبارٹری میں انتہائی جدید ترین سائنسی حفاظتی انتظامات تھے اس لئے یہ لوگ ایکریمیا کا ایک انتہائی اہم آلہ ڈبل ایس

ساتھ لائے تھے۔ بہرحال ڈبل ایس کی مدد سے یہ لیبارٹری میں داخل ہوئے۔ انہوں نے وہاں موجود تمام سائنس دانوں کو ہلاک کر دیا۔ تمام مشینری تباہ کر دی اور فارمولا لے اڑے اور اپنا ڈبل ایس آلہ بھی ساتھ ہی واپس لے گئے اور چارٹرڈ طیارے سے کافرستان پہنچ گئے۔ وہاں سے انہوں نے ڈبل ایس آلہ اور فارمولا دونوں انٹرنیشنل کوریئر سروس کے ذریعے ایکریمیا میں کرنل اسمتھ کو بھجوا دیئے اور خود وہ گریٹ لینڈ چلے گئے تاکہ وہاں سے ایکریمیا پہنچ جائیں۔ جب یہ کافرستان پہنچے تو چیف ایکسٹو کو اس بارے میں اطلاع ملی جس پر چیف حرکت میں آ گیا اور اس کے حکم پر ایکریمیا میں انٹرنیشنل کوریئر سروس سے دونوں پیکٹس اڑا لئے گئے اور یہ دونوں پیکٹس واپس پاکیشیا پہنچا دیئے گئے جو چیف ایکسٹو کی تحویل میں آ گئے لیکن چیف نے مزید معاملات کو نظرانداز کر دیا مگر کرنل اسمتھ نے برانڈ اور جیکی اور اس کے آٹھ ایجنٹوں کے ساتھ ایک سپر ایجنٹ جسٹن کو پاکیشیا بھجوا دیا۔ انہوں نے یہاں ایک خفیہ اسرائیلی تنظیم کے ساتھ مل کر پاکیشیا کے سب سے بڑے اور بزرگ سائنس دان سرداور کو اغوا کرایا اور چیف سے ڈبل ایس آلہ واپس طلب کیا۔ چونکہ یہ آلہ ایکریمیا کی ملکیت تھی اور یہ لوگ خود ہی اسے یہاں لائے تھے اس لئے چیف نے یہ آلہ انہیں واپس کر دیا اور سرداور کو واپس حاصل کر لیا حالانکہ برانڈ اور جیکی اس کے ساتھی اس جسٹن سمیت وہ اسرائیلی گروپ جس نے سرداور کو اغوا کیا تھا۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

چیف کے ایجنٹوں کے گھیرے میں تھا۔ بہرحال چیف نے آلہ واپس کر دیا اور پھر یہ سب لوگ باقاعدہ فائٹنگ کرتے ہوئے ہلاک ہو گئے اور اسرائیلی گروپ کو بھی ٹریس کر کے ان سب کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اب دو صورتیں ہو سکتی تھیں کہ اس ڈی ایجنسی کا مکمل خاتمہ کر دیا جائے یا اس چیف کرنل اسمتھ کو ختم کر دیا جائے۔ میں نے کرنل اسمتھ کو فون کیا اور اسے کہا کہ وہ آئندہ کوئی مشن پاکیشیا نہ بھجوائے ورنہ ایکریمیا میں بھی بے شمار سائنس دان موجود ہیں اور انتہائی اہم ترین دفاعی تنصیبات کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ بے شمار اہم فارمولے بھی لیبارٹریوں میں تخلیق ہوتے رہتے ہیں لیکن ہم نے کبھی کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اس لئے کہ ہم اسے ڈکیتی سمجھتے ہیں۔ البتہ ڈیفنس کرنا ہر ملک کا حق ہوتا ہے جس پر کرنل اسمتھ نے پاکیشیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو قبروں میں دفن کرنے کی دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔ میرے پاس ان کی ریکارڈنگ موجود ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو سنوا سکتا ہوں۔ میں نے ابھی تک یہ ریکارڈنگ چیف تک نہیں پہنچائی اور آپ کو ہی فون کر کے اس لئے میں نے یہ بات پوچھی تھی کہ کیا ایکریمیا کی اہم سرکاری سیٹوں پر کرنل اسمتھ جیسے احمق ہی بٹھانے کے لئے آپ کو ملے ہوئے ہیں''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ریکارڈنگ سنوانے کی ضرورت نہیں۔ مجھے تم پر اپنے سے زیادہ اعتماد ہے۔ میں تمہاری بات کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ تمہاری

مہربانی ہے کہ تم نے اپنے چیف کو ریکارڈنگ سنوانے کی بجائے مجھے براہ راست فون کر دیا ہے۔ اب کوئی احمق اس اہم سیٹ پر نہیں رہے گا اور نہ ہی کوئی ڈکیتی ہو گی''...... لارڈ مارٹن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''اتنی سی بات تھی جس کے لئے تم اتنے پریشان ہو رہے تھے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''اتنی سی بات آپ کے لئے تھی ہمارے لئے نہیں''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم اللہ کا نام لے کر چند بڑی مالیت کے چیک لکھ کر دو تا کہ آغا سلیمان پاشا بھی تمہاری طرح مطمئن ہو جائے''...... عمران نے کہا۔

''چند چیک کس بات کے''...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس بات کے۔ کمال ہے۔ ڈی ایجنسی کے مشن کا خاتمہ ہو گیا۔ اسرائیلی گروپ ٹریس ہو کر ختم ہو گیا۔ ڈی ایجنسی کے چیف کو سیٹ سے ہٹا دیا گیا اور اب فارمولا بھی محفوظ ہو گیا۔ اس طرح یہ ملٹی مشن مکمل ہو گیا۔ مطلب ہے ایک مشن کے اندر کئی مشن اور تم کہہ رہے ہو کہ کس بات کے چیک''...... عمران نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ واقعی ملٹی مشن تھا لیکن آپ نے کیا کیا ہے۔

RAFREXO@HOTMAIL.COM

بس یہاں آپریشن روم میں بیٹھے رہے۔ برائنڈ، جیکی اور اس کے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ اکیلے صفدر نے لڑائی لڑی اور اپنی جان پر کھیل کر اس نے برائنڈ اور جیکی کو رانا ہاؤس پہنچایا۔ ٹائیگر کو اغوا کر لیا گیا لیکن ٹائیگر نے بھی انتہائی ذہانت، جوانمردی اور حوصلے سے کام لیتے ہوئے ان سے جنگ لڑی اور وہ زخمی ہو جانے کے باوجود جسٹن کو لے آنے میں کامیاب ہو گیا۔ کرنل جوڈی کو میں لے آیا۔ آپ نے کیا کیا جو آپ چیک مانگ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چلو ٹائیگر تو میرا شاگرد ہے اس لئے ایک چیک تو تمہیں دینا ہی پڑے گا''...... عمران نے بے بس سے لہجے میں کہا۔

''اس کو یہ کام آپ نے دیا تھا۔ میں نے نہیں اس لئے اصولاً میں اسے چیک دے ہی نہیں سکتا''...... بلیک زیرو نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ اس کے چہرے پر بے بسی کے تاثرات نمایاں تھے۔ ایکریمیا کے چیف سیکرٹری کو دھمکی دینے والا عمران دونوں ہاتھوں میں سر پکڑے منہ لٹکائے بیٹھا ہوا تھا اور بلیک زیرو اس کے اس انداز پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور یادگار ایڈونچر

مکمل ناول

ٹو اِن وِن

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ٹو ان ون = ایک ایسا مشن جس میں اسرائیل کے خلاف دو مشنز پر بیک وقت کام کرنا پڑا۔ کیوں ——؟

= ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھی ٹارگٹ کے پیچھے صرف بھاگتے ہی رہ گئے۔

= ایک ایسا مشن کہ عین آخری لمحات میں عمران اور اس کے ساتھی اس لئے ناکام رہ گئے کہ ٹارگٹ اسرائیل پہنچ چکا تھا۔

وہ لمحہ = جب مشن مکمل کرنے کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو فوری طور پر اسرائیل میں داخل ہونا پڑا جبکہ اسرائیلی ایجنسیاں پہلے سے ان کی تاک میں تھیں۔

وہ لمحہ = جب عمران کے ساتھیوں نے جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کو ہر صورت میں ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن ——؟

وہ لمحہ = جب اسرائیلی صدر نے کرنل ڈیوڈ کے کورٹ مارشل کا حکم دے دیا۔ کیوں؟

وہ لمحہ = جب عمران نے اسرائیل کے صدر کو فون کر کے کرنل ڈیوڈ کو ایک بار پھر کورٹ مارشل سے بچانے کی کوشش کی۔ انتہائی دلچسپ، تیز رفتار اور انوکھا ایڈونچر

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

RAFREXO@HOTMAIL.COM

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار کہانی

مکمل ناول

ونگ پارٹی

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

بلیک راڈ = ایکریمیا کی ایک ایسی ایجنسی جس کا ریکارڈ شاندار تھا۔

جیمز اور ماریا = بلیک راڈ کے سپر ایجنٹس، جنہوں نے پاکیشیا کے پہاڑی علاقے میں خفیہ لیبارٹری کو تباہ کرنا تھا۔ مگر ——؟

جیمز اور ماریا = جنہوں نے نہ صرف خفیہ لیبارٹری کو ٹریس کر لیا بلکہ اسے تباہ کرنے کے اقدامات بھی کرتے رہے لیکن عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سب کچھ جاننے کے باوجود حرکت میں نہ آئے۔ کیوں ——؟

وہ لمحہ = جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی جگہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا میدان میں اترے اور پھر ایکریمین ایجنٹس نے ٹائیگر کو مافوق الفطرت قرار دے دیا۔ کیوں ——؟

وہ لمحہ = جب جوزف اور جوانا نے اپنی جان پر کھیل کر لیبارٹری کو بچا لیا لیکن وہ پھر بھی ناکام قرار دیئے گئے۔ کیوں ——؟

= غیر ملکی ایجنٹس جو پاکیشیا میں مشن مکمل کرنے کے بعد ونگ پارٹی قرار دیئے گئے حالانکہ؟ ❖❖ انتہائی دلچسپ، یادگار اور منفرد انداز کی کہانی ❖❖